ماشاء الله لا قوة الا بالله

کلیات شیخ امام بخش ناسخ

باهتمام

محمد علی ارزو مهتمم مطبع

سلطانی

حسب فرمایش محمد مصطفی خان لکھنوی علی بخش خان طبع نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل ہوں بوستانِ جنابِ امیر کا — روح القدس ہے نام مری ہم صفیر کا

بیعت خدا سے مجاز ہے باب وسیلۂ حبیب — دستِ خدا ہے نام مری دستگیر کا

تن پرور کے تیغ زبان سے تھی پناہ — کو دہنہ تھا ادھ نقش شبیر کا

اثبات دیکھنا کہ عیان آل کی نسبت سے — [illegible] کا

کیوں تخم فروش کرتی ہی گندم نمایان — [illegible]

انگشتر اپنی دیکھی سلیمان کر دیا — طاعت [illegible] سوال [illegible] فقیر کا

کر سلسلے ہی گیسوئی مشکین مصطفی — بی سایہ [illegible] کا

[illegible]

نہ ہو کیا نشانہ جو اوس عشق نشانہ | [illegible] ملک الموت [illegible]

وچھا [illegible] سلیمان [illegible] | [illegible] علی [illegible]

بخشش کی ہی امید علی کے تئیں | [illegible]

جب تک آب پاک [illegible] | [illegible]

اہل نفاق [illegible] کیا تھا | [illegible]

لیوں گر قسیم نار و جنان ہوئے [illegible] | [illegible]

٣

جو کچھ کہ دل میں ہو وہی جاری بیان | [illegible]

حکم خدا سی حق ہی او وہی [illegible] | کیا [illegible]

یارب [illegible] | [illegible]

تاریخ [illegible]

[illegible]

دکھا [illegible] | [illegible]

بہار گلشن [illegible] | [illegible]

[illegible]

دیا میری جنازے کو جو کاندھا اوس پری نے
گمان ہی تختۂ تابوت پہ تخت سلیمان کا

مرا ویرانہ مثل آئینہ معمور حیرت ہے
یقین ہر رخنۂ دیوار پہ ہی چشم حیران کا

جنون میں ہجر کی شب ہاتھ ڈالا ہی جو جیب اپنا
لیا ہی چاک تا جیب سحر اپنی گریبان کا

جو سرخی آتی ہی عکس شفق سی بھی میرے منہ پر
حسد سی رنگ ہوتا ہی بدل مہر گردان کا

صریر کلک کو اب شیر کا نعرہ سمجھتے ہیں
یقین اعدا کو ہی میری قلمدان نیستان کا

کسی سی دل نہ اس وحشت سرا میں میں نے لگایا
نہ اولجھا خار سی دامن کبھی میرے بیابان کا

تہ شمشیر قاتل کسقدر بشاش تھا ناسخ
کہ عالم ہر دہان زخم پر ہی وہی خندان کا

جس جگہ ہی حسن فوراً قدردان پیدا ہوا
چاہ میں یوسف گرا تو کاروان پیدا ہوا

سخت دل جو ہیں او نہیں محروم کہتا ہی فلک
بیضۂ فولاد سی بچہ کہان پیدا ہوا

جب تہا تجھ پر یہ عالم تہی پہ تو بھی حیا
باغ کی خلقت سی اول باغبان پیدا ہوا

خانۂ دل میں چراغ شام آیا صبح دم
عالم پیری میں عشق نوجوان پیدا ہوا

شیر سی تا شربت مرگ ایک سی تلخی یہان
غم لگا کھانی وہیں انسان جہان پیدا ہوا

موج دریا جسمین ہے اکبعرش اعظم آشنا — ہل گئی اک لہر جسدم اک جہان پیدا ہوا

یہ دہن ہی تنگ دیکا جو تولد ہو گئی — سب لگی کہنی یہ لڑکا بید ہان پیدا ہوا

رشک ہی میری سخن پر خلق ہوتی ہی ہلاک — حیف دنیا مین نکیو مین بی زبان پیدا ہوا

وصل کی شب غل ہوون نی مچایا تا بصبح — کیا خروس بے محل ہر اذان پیدا ہوا

وادی ہستی مین آتی ہی عدم کی راہ لی — ساتہہ اپنی توسن عمر روان پیدا ہوا

بیگنہ کرتا ہی ای ناسخ ہزارونکی وہ خون

دوسرا دنیا مین اب چنگیز خان پیدا ہوا

گل فشان عکس ہو اسکی رخ رنگین کا — ہی جو آیینہ مین عالم سبد گل چین کا

خاک ہو جائین کی ہم شوق ہو گیا تزئین کا — سرمہ ہی خاک لحد دیدہ آخر بین کا

مانگی یارانکی جو ہم بادہ پرستون نی دعا — رعد نی سنتی ہی اک نعرہ کیا آمین کا

فرقت یار مین کیا ہوش اوڑ رہی جاتی ہیں — شہپر خواب ہی جو پر ہی مری بالین کا

آج ہوتا ہی دلا در جو میٹھا میٹھا — دہیان آیا ہی تجہی کسکی لب شیرین کا

بیٹھہ جاتی ہی جو گل اندام ہمارا اک دم — عطر کہینچین ابہی عطار گل قالین کا

چاند کیطرح ہی چمن مین وہ دہقان زادہ | کیون نہ ہر خوشہ مین ہو نور عیان پروین کا

دیکھکر طاق حرم کو جو چڑہاتا ہی ہون | عشق ہی مجکو دلا اوس صنم ہندین کا

اشتیاق گل خورشید شب ہجر مین ہی | کیا فلک مجکو دکہاتا ہی چمن پروین کا

قبر پر بہر خدا نام بتون کی لکہنا | دوستو وقت اگر آئی مری تلقین کا

بت پرستی ہی مری اور خدا شاہد ہی | زاہدا کفر ہی بس عشق بت سنگین کا

شعر تر جو ہی مرا اک گل تر ہی ناسخ
نہین قرطاس ہی دامن ہی گلچین کا

مہندیسی ہی شعلہ قدم اوس شوخ پری کی | پاپوش نی سیکہا ہی چلن کبک دری کا

طرفہ چمن حسن مین ہی نخل ترا قد | کرتا ہی جو ای سرو روان کام تسلی کا

کس مرتبہ مجکو غم فرقت نی سکہایا | اشکون مین نہین مثل گہر نام تری کا

پاکان ازل کو نہین پروای مربی | عیسی کو ضرر کچہہ نہ ہوا بی پدری کا

بو کسکی نسیم سحری لائی چمن مین | ہر گل مین ہوا رنگ چراغ سحری کا

نکلی جو ہوادار پہ وہ برق تجلی | کیون کر نہ ہو عالم کو گمان تخت پری کا

ہر غنچۂ گل فرقت جاناں میں ہی پیکاں — ہر شاخ میں عالم نظر آتا ہی سپر کا
پر رعب ہیں کوچۂ قاتل کی ہیں ایسے — ٹھہری نہ جہاں نقش قدم رہگذر کا
ہی گلشن غربی وہ پری و سلیمان — خاتم میں نہ کیوں تنگ ہو عقیق شجر کا
دیوان میں یادی ہی جگہ ہیچ و دنی — مضمون یہ باندھا تری نازک کمر کا

پیری میں کبھی زیست کی امید ہی ناسخ
نادان کوئی جھونکا ہی نسیم سحری کا

۹

زلف سی کیجیے شانہ کو نہ زنہار جدا — کاٹ کھاتا ہی جو ہوتا ہی سر مار جدا
انکھ بی لطف ہی پلکیں ہوں جو ابرو سی جدا — کس طرح آبلۂ پا سی کروں خار جدا
دل کو مجھسی کریں کی ابروئی خمدار جدا — عضو کو عضو سی کر دیتی ہی تلوار جدا
یوں جو بوسہ نہ لبوں سی ہوں لب یار جدا — ہی وہ بلبل ہی جو غنچوں سی ہی منقار جدا
سر عشاق یہاں بکتی ہیں معشوق وہاں — کوئی قاتل ہی جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہی اور ہی حیوان احسان — تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھوں نی کاٹکی سر کہدی قاتلکی عضو — او نکلیاں جو کٹیں یوسف پہ جو دو چار جدا

تیغ ابرو سی جو پی قبضہ گری خونریز
ورنہ مہمل ہی جو قبضہ سی ہو تلوار جدا

گیا ہی مل جسپہ اللہ بدن او من کا
مثل رگ ہوتی نہین رشتۂ زنار جدا

ہم بغل ہوتی ہی مین جز و بدن ہو جان
نہ تن یار سی ہو میرا تن زار جدا

نام رکعت ہی کہین لغزش مستانہ کہین
نہین شغل حرم و خانۂ خمار جدا

عیش ہی عاریت اس باغ مین او رنج مدام
گیا ہون گلبن سی بھلا گل کی شاخ خار جدا

سر و سامان پہ ہی کیا کبر کہ غافل اک دن
جسم سی سر ہی جدا سر سی ہی دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر مینے
ہوی تعمیر مری سقف سی دیوار جدا

سبزۂ خط سی ہوی تیری حواشی پوش
کرتی ہی حاشیون کو جدول زنگار جدا

تخلیہ چاہیی جس وقت میسر ہو وصال
قہر مین رکھتی ہی کیونکر نہ ہون اغیار جدا

مثل ناقوس لب جام فغان کرتی ہین
منہ سی کرتا ہی جو وہ کافر میخوار جدا

گل چلی جاتی ہین تو کہتی ہین یہ گلبن
ہم تہی دست تو نسی کیونکر نہ ہون دار جدا

راست گو کون ہی ایسا کہ نہ ہو تن سی ہو فرق
شمع کی طرح مرا سر ہو سو بار جدا

فصل کیونکر کرون دونون مین گوار ناسخ

که محمد سی نهین حیدر کرار جدا

خلق کی تسخیر کو هر نقش پا افسون هوا — سایه دیکها اس پری کا جسنی وه مجنون هوا

فرقت خال سیه مین مردم مجنون هوا — موت افیونیکی آئی جیکه بی افیون هوا

اس ادا سی هوتی هین مست لبی تنها آپکی — هر حباب آبجو اک دیدهٔ پرخون هوا

نکلو نکا مثل شهر سنگ صنم سی نور شرر — زیر دیوار حرم گو آج بین مدفون هوا

بوسهٔ خال سیه دیتی نهین صاحب اگر — ایکدن سننا که بنده کشتهٔ افیون هوا

ماه تابان پهر هوا هاله هوا مار سیاه — چودهوین شب کو خیال کاکل شبگون هوا

چین کی جا کوئی دنیا مین نهین جز خمکده — کیا هی دانا هی که سناکن خم مین افلاطون هوا

توڑ هی شیشو قون کی تاری جانب جنگی ماهتاب — ای شب فرقت ترا آنا مجهی شبخون هوا

هم شهیدون کی جو خاک اوسکی سواری سی اوڑی — ایکدم مین توسن باد صبا گلگون هوا

طوق هالی کا پڑا اوسکی گلی مین کس لیی — چاند بهی شاید اوسی کی عشق مین مجنون هوا

هی وه تیغ اسکی نگه دیکهی اگر مرغ غزل — طایر بسمل وهین هر طایر مضمون هوا

باغ مین تقطیع اوس سرو روانکی دیکهکر — سرو کا مصرع سیه نظرون مین ناموزون هوا

11

ساتھ زر کی پستی ہمت سے ہوتی نہ پاو — ورنہ مائل سوی سفل اک کس لئی قارون ہوا

اژدہی بھی یہاں آئی فتنون مین نظر — کیا ہوا گر بیکسی زیر دیکت بدفون ہوا

می کدہ مین بھی مری ہی پر انقلاب دور کا — جام می سیدھا ہوا شیشہ اگر واژون ہوا

ہی کشش روز ازل سی ہی مین وہ صاف ظرف — جسکی یک پیمانہ سی خالی خم گردون ہوا

بیت ابرو مین اسیر ایسا ہوا جیسا کہ یہ — طائر دل بھی ہمارا طائر مضمون ہوا

اکڑ اکڑ اوس کا عروج نشہ مین نیچا دکھا — ایک ٹھوکر مین کسی ٹکڑی خم گردون ہوا

کیونکر اے نقی تیغ خوار ہجل دشمن ہو نہ خوار

کیسی موسی کا علی شیر خدا ہارون ہوا

۱۲

اپنی ابرو آئینہ مین دیکھکر بسمل ہوا — کھینچکر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

بھاگ کر کب تجھسی جان سی کوئی اتفاق ہوا — اوڑ چلا گر مرغ ہوش اپنا پلا طائر بسمل ہوا

اب کہاں نالی کہ اوس لیلی کا ساکن دل ہوا — تھا جرس جو پیش ازین وہ اندنون محمل ہوا

نام نیک اہل حکومت کو کہان حاصل ہوا — خلق مین مشہور کب نوشیروان عادل ہوا

سر سی پا تک ہر صنوبر ہی فقط گیا ل ہوا — دیکھکر اوس سرو قد کو سرو بھی مائل ہوا

۱۳

اس اداسی بارہ دیکھی آب نی تلوار کی | طائرِ رنگِ حنا ہی طائرِ بسمل ہوا
دہیان اسکی بند کرنیکا کبھی آیا تھی | کیون نہ تیر ارخنۂ درمیان چاک دل ہوا
ہی یہ عمِ جایگاہ خالِ ابرو مین خدا کا | کعبہ مین کا ہیدہ ہو کر سنگ اسود تل ہوا
جو یہان مغلوب ہی عقبی مین غالب ہو گیا | مرکبِ مقتول ہی ایکروز جو قاتل ہوا
دہوئی ہین ہوبی نی دریا مین جو ہم بیمار کی | آج کوسون تک معطر دامنِ ساحل ہوا
دلبری کا جب ہوا اوس سروقامت کو خیال | عضو عضو اپنا وہین مثلِ صنوبر دل ہوا
سبکی خالق نی بنائی کاسۂ سر از کون | آدمی ا سپہر ہی پیشِ آدمی حائل ہوا
مجھکو کیا میر اچراغ داغِ وصلِ یار مین | نور سہ نزدیکی خورشید ہی زائل ہوا
جو پریرو بیٹھتا ہی آکی اوٹھہ سکتا نہین | ابتو نقشِ بوریا کا خوب ہین عامل ہوا
جذبِ جنسیت بہم پہنچی نہین دیتا فراق | گل بنا جو جسمِ خاکی آج گل در گل ہوا
ہائی کس قاتل اداسی کی شروع اسنی نماز | نکلی جب تلبیہ اوسکی منہ سی مین بسمل ہوا
کہتی ہین ابدمری یوانکی کو دیکھکر | بُت پرستی کی سبب قہرِ خدا نازل ہوا
جب تصور یار کا باندہا ہم آپ ہی نظر | سامنی آنکہونکی آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشق بی ننگ سی ہوتا ہی معشوق ننگ — پیرہن مجنون کا پہٹکر پردہ محمل ہوا

سامنی سیر ہی اگر شام سی لی تا سحر — حسن مین کر مثل ماہ چاردہ کامل ہوا

روح ناسخ ہی اوسی کی روح اقدس نثار

بارہا جسکی لئی روح القدس نازل ہوا

روی جانان کا تصور مین جو نظارہ ہوا — دل مین تہا جو داغ حسرت شوق کا تارا ہوا

وہ ہی خانہ نشین گلیون مین آوارہ ہوا — ای منجم دیکہنا ثابت بہی سیارہ ہوا

کس ادا سی تو نی شانہ اپنی گیسو مین کیا — سر بسر محبوب کی خط مانگ کا آرا ہوا

محفل می مین جو آیا تو برامی گی شکست — تہا جو شیشہ جوش می سی ایک فوارہ ہوا

گرم ہی کیا عکس تیری روی آتشناک کا — آئینہ کی پشت کا سیماب سب پارہ ہوا

رات غائب ہو گئی حاضر ہوئی گا صبح — وصل مین خورشید گویا شام کا تارا ہوا

چشم بد دور آج آتی ہین نظر کیا گال صاف — سبزہ خط کیا غزال چشم کا چارا ہوا

ابر کو نسبت بہلا کیا چشم دریا بار سی — ایکدم رونی کنارہ پر جو ہم دو چار ہوا

شب ہوا سی ہل گئی جو اسکی زلف عنبرین — دم مین موم شمع سارا عنبر سارا ہوا

کسقدر ہی تیز ظالم آتش رنگ حنا | سنگ پا لگتی ہی بس تلووں سی لگا ہوا

قد ترا سرو آنکھین نرگس زلف سنبل رخ ہی گل | کون ہی کمبخت کل مین جو چمن آرا ہوا

جوش وحشت تیری ہی آنکھون پر نہ ہو جسکی | مثل آہو دشت مین ہی ایک آوارا ہوا

ہو گئی ہی شمع تیری سامنی خجلت سی آب | شمعدان گویا تیری محفل مین فوارا ہوا

چین سی سویا نہ دنیا مین کبھی جو مرکی | بعد مرنیکی جنازہ مجکو گہوارا ہوا

زاہدا ہم جانتی ہین عشقبازی ہی گناہ | گہر لٹایا ہی جو وحشت مین وہ کفارا ہوا

ہو رہا ہی بت پرستی کا یہ دنیا مین غلو | مجکو ہر داغ جنون دوزخ کا انگارا ہوا

بیٹھ پیچھی پیری جو کبھی سی زاہد یہ ملا | بیٹھ پر بار گنہہ کا جمع پشتارا ہوا

دو پیمانہ سا قیا لیتی ہی ہی ہجر مین | ہاتھ مین جام می گلرنگ انگارا ہوا

ہجر ساقی مین نہین اے می کشو آواز رعد | فوج غم مین پھر خوش برسی یہ نقارا ہوا

جب نہانیکو ہوا عریان وہ پتلا نور کا | حوض مین روشن رنگ شمع فوارا ہوا

دوستو جلدی خبر لینا کہین ناسخ نہو
قتل آج اسکی گلی مین کوئی بیچارا ہوا

15

سبزۂ خط گو سی گالونپر نمایاں ہو گیا
یاسمن زارِ صباحت سنبلستاں ہو گیا

آ گیا مجھکو جو اوس زلفِ پریشاں کا خیال
دم میں مجموعِ عناصر کا پریشاں ہو گیا

تنگئ محفل کی دولت سی کہ بیٹھا مجھسی یار
رات اہلِ بزم کی کثرت کا احساں ہو گیا

منہہ لگاتی ہی نئی کلیاں بجی نیشکر
دودِ تنباکو نسیمِ باغِ رضواں ہو گیا

ہو گئی خم تسلیم کرتی ہی کیا مجھکو شہید
قد ترا ظالم کمانِ تیرِ مژگاں ہو گیا

خود بخود ہوتا ہی پرزی آئی ہی فصلِ بہار
یہاں گریباں ای جنوں گل کا گریباں ہو گیا

اسقدر مضمون تحریرِ دستِ حنا کی لکھی
جو قلمداں میں قلم تھا شاخِ مرجاں ہو گیا

چاند چھپتا ہی عید و دن ہو ہی مشتاقِ خلق
ہو گئی عید اوسکی جو منظور ون سی پنہاں ہو گیا

بعد مردن بھی ہی باقی مجھسی چشموں کو ضد
سبزۂ تربت چراگاہِ غزالاں ہو گیا

پاؤں بھی اب ای جنوں گردش کا نہیں گلی کو
سر تو پہلی ہی نیازِ سنگِ طفلاں ہو گیا

ہو گیا وہ مصر بھی جس شہر میں تصویرِ یار
جس کنوئیں کو اوسنی جھانکا چاہِ کنعاں ہو گیا

ہم وہ مجنوں ہیں کہ جو خورشید آیا نظر
صبح ساں اپنا وہیں چاکِ گریباں ہو گیا

مشتعل ایسی ہیں اوسکی سب نازک خود بخود
طائرِ رنگِ حنا بھی مرغِ بریاں ہو گیا

سر اوٹھا کے جو چلا اس دشت وحشت خیز میں | پا ر تلوونسی وہیں خار مغیلان ہو گیا
شمعیں کافوری جلاتی تھی وہ انگی گور پر | دیدۂ غولان بیابانسی چراغان ہو گیا
کوئی دم پری بھی اپنی ہی بساں صبح دم | مثل شب عہد شباب آنکھوں سی پنہان ہو گیا
کیوں سلاطین زمانہ آگئی ہیں یاد پر | تختہ تابوت جب تخت سلیمان ہو گیا
ہر سحر سنکر تری مجنوں کا غل کہتی ہی خلق | چاک کیا صبح قیامت کا گریبان ہو گیا
سرکشی کرتی ہیں مجھسی جو کہ ہیں نا اہل خلق | شیر قالین بھی مجھی شیر نیستان ہو گیا
یار کی جاتی ہی پھر آئی مری آنکھوں میں اشک | جوش تاروں کا ہوا خورشید پنہان ہو گیا

رشک جو آتا ہی ناسخ بخت بلبل پہ مجھی
جب کھلا غنچہ مرا اکڑی گریبان ہو گیا

۱۷

کیا کہیں کس کی جدائی میں جو ہمکو غم ہوا | گر ہوا دشمن کوئی اوسکا بھی اک ماتم ہوا
مخجل جتنا ہی بادہ جود اُتنا کم ہوا | آج تک پیدا انکو نہ دوسرا حاتم ہوا
نقد جان مانگی جو سائل کو ہی جانانکا تو دی | اندنوں میں عشق کی دولت سے اترا جام جم ہوا
خاکساروں سی ملا کرتی ہیں جھک کر سر بلند | آسمان پیش زمین پھر تواضع خم ہوا

ناتوانی سے اوٹھانی دیتی ہے مجھے بہ سبکی ب — سنگ زیر انگین ہین حلقۂ خاتم ہوا

آدمی ہین آدمی تم کیون ہو باہم ملا ہے — حرف کو دیکھو کیا ہمجنس سے مدغم ہوا

زیست پھر سوجھا نہ مجکو چارہ دعی عشق — بار ہی کا نوچنے سے داغ کو مرہم ہوا

ہو گیا گور غریبان مین عیان حال جہان — کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا

اپنی سر کو ٹہوکرین لگتی ہین اپنی راہ مین — قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا

سبز آتی ہین نظر اشجار سیمونکی طرح — فرقت جانان مین آ ناخن گل کا ہم ہوا

نام ہے روشن مانی مین مرا اشعار سے — سر جہکا جیب تفکر مین تا نوبہ مین جاتم ہوا

پاؤنمین اوس پاک دامن کی تصدق نیچے سے — جسکی پابوسی کو پیدا پنجۂ مریم ہوا

چہپ چلے منہہ کہول کسی جب لف جانانکی گرہ — بڑہ گئی گر رات تو اوسکی عوض دن کم ہوا

تا بہار عارض گل رنگ تہی سب شاعر — اب وہ دفتر مشل اوراق خزان برہم ہوا

نشۂ مے مین نظر آتی ہی سیر ناشتین — ساقیا یہ ساغر مے رشک جام جم ہوا

رازپوشی مین ہوا ناسخ مجھی سا لال

یار بھی ہرگز نہ میری عشق سے محرم ہوا

تمھین نہ دم تو ڈون کہ جہم دم نکلتا ہی مرا
ناسخ ان روزون رقیبونکا وہ ہمدم ہوگیا
قاصد نکا کام مجھی آہ پیام وصل ہوجائیگا
یا پھر ہین حسرت میں دم اپنا فنا ہوجائیگا

ولہ

وصل کی ایام مین یہ شور قلقل ہوگیا
ابتو ساقی کی جدائی مین مراقل ہوگیا
بعد مرنے کی بھی ہم چہوٹی نہ دام عشق سے
جسم سی نکلا جو مرغ روح بلبل ہوگیا

١٨

[illegible]

کل شب فرقت میں اک ماتم کدہ عالم ہوا
چاند بہی ہالی میں شمع حلقۂ ماتم ہوا

جوش پر طوفان اشک ای دیدۂ پرنم ہوا
آگی تہا ایک ہجر کا غم اب غم عالم ہوا

دیکہکر دور خط شبرنگ ایسا غم ہوا
حلقۂ گیسو بہی مجکو حلقۂ ماتم ہوا

ہی برنگ برق ہنسنا آدمیت سی بعید
سالہا باران غم بہر گل آدم ہوا

اک پری کی عشق نی مجکو سلیمان کر دیا
تخت دولت تک بہی تو حلقۂ چشم کا خاتم ہوا

مائل ابرو کی طرف مژگان شہ تہمتین
تیر بہی پیش کمان بہر تواضع خم ہوا

رند کی چشم جہان میں خوار رکہتی ہی دلا
دوش پر سب نی لیا جب آدمی بیدم ہوا

می کشی نی وقت ساقی میں بنا ہی مجہی
شرب می مانند اکل ناگوار اسم ہوا

آبلی چیچک کی جب نکلی عذار یار پر
بلبلوں کو برگ گل پر شبہۂ شبنم ہوا

حرف سکہ کی ہون کیسی ادب گر تہمتین
زر سی جو چسپیدہ دل ہی اوسکا تیہ کم ہوا

فاقہ سی اپنی شکم پر سنگ باندہا جسکہ ہی
وہ سلیمان زمان بہی صاحب خاتم ہوا

منتین کر کر کی لی حیا کرتی ہین ہم می کی پر
جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا

سب حسین ہای کل تہی اگی بہی خجلت سی آب
ہر ستارہ بہی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا

19

قطعہ

خلق کو مارا عرق آلودۂ زلف یار نے — اوسکا ہر اک قطرہ کام اژدہا میں سم ہوا
ہوگیا ہی جوش سودا سی اسم مشہور نام — حلقۂ زنجیر گویا حلقۂ خاتم ہوا

عشق اوس نور الٰہی کا ازل سی ہی مجھے
جس سی اے ناسخ ہزاروں سال بعد آدم ہوا

کیا اثر میری سیہ بختی کی آگی نور کا — ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا
مر گیا ہوں دیکھکر جلوہ رخ پرنور کا — میری لوح قبر کو زیبا ہی پتھر طور کا
پاس ہی ایسا پری کی حجب مجکو کسی سخن — خود آتا ہی نظر انسانکو انسان دور کا
اوس پری کی چہرہ کو تشبیہ کس سی دیجئی — جسکا ہر نقش قدم دکھلاتی چشمہ نور کا
ترک لذت کر دلا پہنچی نہ تاتجکو گزند — نوش تو پیچھی ہی پہلی نیش ہی زنبور کا
شب جو دیکھا ان اوس ماہ کا آیا فکر سخن — صبح تک مضمون نہ ہاتھ آیا شب دیجور کا
مجنوں دل خانۂ زنداں میں تھا مجنون کا — ہر محل میں پہلی ہوتا ہی گلہ مزدور کا
ہجر میں ساغر سی آگی مجکو ساقی مے نہ دی — بادہ کھچوایا ہی شاید خم کی انگور کا
دل ہمارا اسقدر سوزش طلب ہی — شمع سی بہا کی جو اوسمیں

۲۰

تیرہ بختی موذیون کی کرتی ہی نازل بلا — سہد لٹتا ہی شب تاریک مین زنبور کا
ہی بجا نزدیک والی مہستی وقت تہین — میری سنہری نی کیا ہی آب زادہ دور کا
دعوی باطل سی عجب جاتی ہین اکثر مرد — شہرہ کیا بانگ انا الحق نی کیا منصور کا
مین تو عاشق ہون ای عیسی نفس ہی شک — گور لیتی ہی بغل مین لاشہ مجہہ رنجور کا
اسقدر ہی شب ہجر مین سعت کہتی ہین ہم — اپنی گلشن مین فلک کی خوشہ ہی انگور کا
رشک سی ہم جلاتی ہی جو تیری دل حسین — ہی گمان ہر سرو قد پر مجکو نخل طور کا
بار غم سی لائی گیسو مین ہی دلکو فراغ — شام کردیتی ہی چہکارا اک مزدور کا
خط سی ایل ہوگئی رخسار جانانکی بہا — تہا چمن نازک اٹہا صدمہ نہ بادی صور کا
ہین جو صاحب دل انسی دور رہی مانند عیش — بادہ کہینچا ہی کسینی زخم کی انگور کا
میری سینہ پر ہیتونکی سر مہر سی ہی داغ — مشک سی بدتر ہی پہاہا مرہم کافور کا
کوئی قاتل مین پہنچکر سر ہوا مجکو وبال — بوجہہ اترنی کی جگہ دم رک گیا مزدور کا
ہمنی جو پٹی بنائی ہی تری موباف کی — نافہ مشکین ہوا ہی سنہرہ اک ناسور کا

کب ہماری فکر سی ہوتا ہی سعد کا جواب

۲۱

ہان تتبع کرتی ہین ناسخ ہم اوس مغفور کا

روی جانان پہ ہوا خط معنبر پیدا — ہو گئی حسن کی پرواز کو شہپر پیدا

آتشین رخ پہ ہوا خط معنبر پیدا — بدلی پانی کی ہوا آگ سی عنبر پیدا

ہون وہ گریان کہ پس از مرگ مری تربت پر — سبزۂ تر کی عوض ہو مژۂ تر پیدا

سعی سی گوہر مقصد نہین ہوتا حاصل — نہ کبھی آب روان مین ہو گوہر پیدا

زلف کو دیکھی کیا مار سیہ سی تشبیہ — سایۂ زلف سی ہو جاتی ہین اژدر پیدا

آتش حسن سی خلقت ہی اعاشق کی — جسطرح آگ سی ہوتی ہین سمندر پیدا

ایکدل کیسا ہین سو دل تیری قامت پہ نثار — شکل دل کیون نہ ہو ہر شاخ صنوبر پیدا

ہو نہین وہ صید کہ مین جز بدن تنگ و شمشیر — تیرونکی واسطی ہوتی ہین میری پر پیدا

سایہ میری تن پر داغ کا پڑ جای اگر — مثل ہیزم ابھی گلبن سی ہون اخگر پیدا

کیون نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان — نہین ہوتا کہین اب عکس سکندر پیدا

رنگ و داغ گل لالہ سی یہ معلوم ہوا — حسن اور عشق ہوی دونو برابر پیدا

خبر مرگ احبا نی کیا مجکو ہلاک — کیون نہ یا رب مین زمانہ مین ہوا کر پیدا

حرف تحسین اوسکی ہی مجلد لب رنگیں سی کا | جای حیرت ہی ہوی لعل سی پتھر پیدا
گیا ہی ہی خاک کی تیلونکی سنہری رنگت | کبھی اکسیر سی ایسا نہ ہوا زر پیدا
دیکھنا پستی طالع کہ مری گلشن مین | جای اشجار ہوا فرش مشجر پیدا
آتش رنگ حنا سی وہ صنم کہتا ہی | ہاتھہ مین پھپلیون کی جا ہو سمندر پیدا

ہی ازلسی وہ مرا قبلۂ ایمان ناسخ
جسکو خالق نی کیا کعبہ کی اندر پیدا

۲۳

ماہ نو سی جو وہ خورشید مقابل ہوگا | یہ یقین ہی کہ نظر آتی ہی کامل ہوگا
اُسپہ آفت نہین منہہ سوی خدا ہی جسکا | طائر قبلہ نما کا ہی کہ بسمل ہوگا
مردم چشم ملایک مین تری خال ہیا | روی خورشید پہ ایسا نکوی تل ہوگا
شمس جانینگے منجم تجھی اور اوسکو قمر | آیینہ جب تری چہرہ کی مقابل ہوگا
مار ڈالا ہی جسی جانکی جون قاتل نی | زلف مشکین مین یقین ہی وہ مرا دل ہوگا
غافلو نشۂ دولت سی نہ اتنا بہکو | دیکھنا کاسۂ سر کاسۂ سائل ہوگا
آسمان تکو نہ بہت نازسی دیکھو ظالم | ابہی بیہوش ہر اک عرش کا حامل ہوگا

اسی بحر میں عبث لالہ خوشی ناسخ

داغ حسرت کی سوا خاک نہ حاصل ہوگا

کوئی غارتگر نہیں دیوانوں کی اسباب کا | خانہ زنجیر کو کچھ غم نہیں سیلاب کا

ساقیا لا جام مے درپیش ہے جنگ سخن | ہے بجا تیغ زباں کو آج ہونا آب کا

خلق کی پیشانیوں پر ہے یہی مضمون رقم | سجدہ واجب ہے تری دو ابروں کی محراب کا

ہے مری دیوانگی کا باعث اک زلف حسین | سلسلہ ہو ہو چکا اور طوق گرداب کا

بن گیا ہر روزن دیوار چشم انتظار | شوق ہے کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا

جس حسین کو دیکھتا ہوں ہے نہیں اس کی شکل | میری آنکھوں میں ہے عالم معدن سیماب کا

مے کشی کرتا نہ برباد ہے تن خاکی کو ہو | خاک کو اڑنے نہیں دیتا چھڑکنا آب کا

رہتی ہے پر روشنی میری سیہ خانے میں روز | تن رہا ہے شامیانہ چادر مہتاب کا

غفلت اہل جہان تن آسانی کی ہے دلیل | غلبہ ہوتا ہے رطوبت سے مقرر خواب کا

پاک طینت جو کہ ہیں اُن سے تعلق ہو بری | خار سے کیا اُلجھے گوشہ چادر مہتاب کا

دیدہ قاتل دیر تک کی گو ہوئی ایذا مجھے | ہوں بہت ممنون احسان خنجر [illegible] کا

ملتی ہی عاشق کو لذت فرقت معشوق مین ۔ اختلاط ہجر ہی سرخاب سی خاںکا

کیا گذار دلمین جاتی ہی جگر تک کھیچ کے ۔ دیکھہ لو تیر ہی مین ہی محتاج آہن آنکا

ہون وہ گریان جب دن کریلی سیر بیابان ۔ گردباد و نہر یقین عالم کو ہو دولاب کا

عاشقونکو ہر در و دیوار ادب آموز ہے ۔ مانع گردنکشی ہی انحنا محراب کا

عکس پڑتا ہی جو تیرا آئینہ مین مشتبہ ۔ اضطراب سو اسطی جاتا رہا سیماب کا

ہی یہی خورشید کا رتبہ حضور روی یار ۔ سامنی خورشید کی رتبہ جو ہی مہتاب کا

نامہ شرح جدائی یہ نہین دیتا ہین ۔ پر کہی جاتا ہی مرغ نامہ بر سرخاب کا

پانی پینی مین جو اوس شیرین سخن کا منہہ لگے ۔ قند کا کوزہ وہین بنجائی کوزہ آب کا

ہی تنزل مین ترقی صاف دلکی واسطی ۔ دیکھہ لو بنتا ہی موتی خشک قطرہ آب کا

پانون جو رکہتا ہی کہاتا ہی سر اوسکا ٹہوکرین ۔ یہ حریم کوی جانان ہی مقام آداب کا

جو راعدا پر بہی کرسکتا نہین ترک وطن

دہیان آتا ہی جو ناسخ فرقت احباب کا

۲۵

پہر قیامت زا ہوا ہلنا لب خاموش کا ۔ پہر نظر آنی لگا موسم جنون کی جوش کا

٢٦

پھر مری سر نے لیا ہی داغ سودا کو کلاہ | پھر لیا کام آبلو نسی یاد نے پاپوش کا
شوق عریانی نی پھر کین پرہن کے دہجیان | پھر اتروایا جنون نی بوجہ سیہ دوش کا
لگ گئی ہی پھر جوانی [illegible] چپکی مجھے | اگیا ہی دہیان پھر اک کاوش خاموش کا
نعرہ زن جا جا [illegible] ہوتا ہون | برگ گل پہ پھر گمان ہی مجکو [illegible] گوش کا
پھر پڑا رہتا ہون بیہوش بہ مستون کی طرح | پھر تصور بندہ کیا مجکو [illegible] نوش کا
آئی پھر ایام سرما پھر ہوا شوق وصال | چادر تربت سا پھر عالم ہی بالاپوش کا
کوبکو پھر دوڑتا پھرتا ہون دیوانون کی طرح | پھر کوئی انداز میں سیکھا ہی [illegible] جوش کا
اگئی ہی یاد مجکو وصل کی پھر مے کشی | پھر ہوا میری لبون میں طور می کی جوش کا
ڈر گیا ہی پھر کوئی خالی [illegible] آغوش کو | پھر خیال آیا ہی مجکو [illegible] آغوش کا
اوس مسیحائی کیا پھر قہر برپا نی کا قصد | پھر جنازہ بار ہو کا دوستون کی دوش کا
پھر جدائی سی ہوئی منظور معشوقی مجھی | پھر ستاتا ہی نہ ملنا اک تب و توش کا
ساحل دریا سے رونی سی پھر آغوش سے | رونا یاد آیا ہی پھر اک طفل ہم آغوش کا
پھر کھلونی کی طرح [illegible] | کھیلنا یاد آیا پھر اک طفل [illegible] گوش کا

پھر ہوا ضبط فغان دشوار ای ناسخ مجھی
پھر قیامت زا ہوا ملنا لب خاموش کا

دل سے لو نگا مین کام پھر کا — کیا پتا چاہئی تیرے گھر کا
حال کہتا ہون دیدۂ تر کا — موج دریا ہی تار مسطر کا
تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز — کیا برادر کو غم برادر کا
مرغ دل داغ کہا ہی کا جو ٹوٹا — شبہہ ہوگا گلے کبوتر کا
کرے یاد حق اگر جو اک ہفتہ — بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا
مست کہتی ہین جسکو ابر بہار — گوشہ ہی میرے دامن تر کا
مثل مینا ملون تم کیون جھککر — آج ہی دور دور ساغر کا
کیون نہ مصرع رہی قلم موزون — کہ نہ مصرع ملا برابر کا
جلد صید اپنا مر نہ پھڑا — واسطہ گو دیا پیمبر کا
مرغ دل تب سے آپ کا ہی صید — جب کبوتر اڑا تی سے تیر کا
ہی شب ہجر تا ابد ہین صبح — نہ رہا خوف روز محشر کا

٢٧

[illegible]

قمری ہے تیری کمر کی گرد ای سرو — دو سرا طوق حلقہ ہے در کا

ہجر مین چاندنی سی کیا خوش ہون — طور ہی تربتون کی چادر کا

رشک مہتاب پر ہی کیا اوسکو — رنگ بدلا جو تیری چنبر کا

جب ہوا کو مین عذاب فشا — دھیان آیا کنار مادر کا

ید بیضا سی ہاتھ آئی یہ بات — حسن محتاج کب ہی زیور کا

لاغری سی میری سراپا مین — طور ہے سایہ پیمبر کا

وصل مین تیری کیا جسم — میرا ہر ایک استخوان سر کا

تن پہ ہر قطرہ عرق ہے گہر — شوق اس کی کیا ہوا زیور کا

یار کی پنجہ حنائی مین — نام کیا پر چلی سمندر کا

فصل گل مین ہو شوق عریان — وحشیو حکم ہے پیمبر کا

عمر جاوید چھوڑ کر لی موت — دیکھنا حوصلہ سکندر کا

نقش پا ہو بجای نقش جبین — سر ہے مشتاق تیری ٹھوکر کا

وہ ہی قد دیکھ سی طالب دل — ہے وہ کو شوق ہی صنوبر کا

۲۸

[illegible]

تیری کہی جو ریہ پڑہی شیخ　　پہر نہ دہیان آئی ادہسکو ہنر کا

کیا ہی ناسخ جواب خطا کا ذکر

نہ پلا ایک پر کبوتر کا

اُسی سے رنگ ہی گل کا اُسی سے نشہ ہی مُل کا　　وہی نالہ ہی بلبل کا وہی نغمہ ہی قُلقُل کا

الٰہی بانکپن گل کا مثل ضحاک اُسکی گلہی　　زمانہ مین نہ جسکو عشق ہو اُس کی کاکل کا

سُنا جب بیٹھی وہ گہر مین نہین تو تقدیر آئی　　در جانان نہ ہو اشک سے بنگیا پل کا

خراماں تو جہاں ہو جاتا ہی وہ جا رشک گلشن ہے　　ہر اک کبک دری بلبل ہی تیرے کفش گل کا

کبہی گہسا پر جانا کبہی وادی مین آپہنچنا　　رہا وحشت مین ہی عالم ترقی و تنزل کا

فرشتی ہو لکہ مجکو دشمنانکی عجز مین　　کہ ہون کشتہ مین ابتغافل تیری تیغ تغافل کا

صبا دامن سی رشک چمن ہی کس قدر سوز　　سمندر بنگیا بلبل ہماری ہاتہ کی گل کا

نہین آغاز خط اُس رشک گل کی وہی نگین　　دلایا برگ گل سے عکس ہمی کان بلبل کا

کلام عجیب ہے ناسخ سنا جو ہی سپہ ناسخ

پسند آیا ہی ای ناسخ کلام استاد آخل کا

۲۹

کافی ہیں اُسکو نشہ ہی بوئی شراب کا | ہو بوجھ جسکی ہاتھ پہ موج حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتی جاتی ہیں آبلی | نقش قدم میں طور ہی چشم پر آب کا
کہتی ہیں تیری قامت موزون کو دیکھکر | بالای سرو پھول کہاں ہی گلاب کا
دیکھی جو اسکی زلف ہوا محو داغ دل | ہوتا ہی وقت شام ... آفتاب کا
ہر صبح وہی صبح ہی ہر شام وہی شام | انسان پہ ہی دور فقط انقلاب کا
آتا ہی رشک ای دل پر آبلہ مجھی | کیا جلد پھوٹتا ہی پھپھولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہی قدر می | محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہی خشک و ترسی مجھی بو نمی عیاں | ہی مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اُسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر | ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا
پیری بغیر ہمنی ندیکھا طلوع صبح | کذرا شب فراق میں موسم شباب کا
آتا نہیں ہی ... شب و روز ... | بدلا ہی شیشہ ... سی مزاج آفتاب کا
تیری بہار نی یہ اثر ائی گلو ... | ... جوش باغ میں ہی ...
مارا ہی چشم مست نی میری سموم عشق | نرگس کی پھول او پیالہ شراب کا

محشر مین ہلکو نامۂ اعمال دیکھکر — قاصد خیال آئی گا خط کی جواب کا
ارض و سما کی طبق ہین بازی کی جیفہ — چوتھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا
شیشہ ہی مین کی جو سکندر کی ہمنی دیا — تھا سرپہ نقش آب کی افسر حباب کا

اپنی نظر آپ مین لکھتا ہون اب غزل
دیکھو جواب ہی سخن لاجواب کا

۳۱

لبریز اسکی ہاتھہ مین ساغر شراب کا — بنتا ہی عکس جسنی کٹورا گلاب کا
وہ مست ناز اگر کری نظارہ آب کا — لبریز ہو شراب سی شیشہ حباب کا
دیکھا جو دوپہر کو جلال آفتاب کا — آیا دہین خیال کسی کی نقاب کا
رکھتا ہی چرخ اوج کسی کا لک ایکدن — ہوتا ہی دوپہر مین زوال آفتاب کا
امید سوت آنی کی تو کسکو ہی دلا — آنا شب فراق مین مشکل ہی خواب کا
گر مین وداق چشم مین جاتی تو کیا عجب — برسون گذر ہوا ہی نہین قرضین خواب کا
ہم زائران ساقی کوثر مین واعظا — کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا
اسی حی کشتو یقین ہی نکلی نظر شراب — وہ مست ناز توڑی جو بیضہ حباب کا

راحت طلب کرو نہ تو علی آسمان سے رنج　　حاضر ہو موت ابھی جو جواب آئے خواب کا
جو ہے حسین اُسکو ہے نفرت جہان سے　　ہوتا نہیں اِدھر کبھی منہہ آفتاب کا
شعلہ اگر نہیں صنم سر سے پاؤں تک　　مو ہی کمر میں کیا ہے سبب پیچ و تاب کا
کہل کہل کے مر گیا ہوں میں پائے عشق میں　　کافی ہے میرے دفن کو گنبد حباب کا
جوہر نہیں کہ کل ترے چہرے کی عکس سے　　بن جائے کیوں نہ آئینہ تختہ گلاب کا
رونے سے لگ گیا ہے جو زندہ عجب نہیں　　عالم کی زندگی ہے برسنا سحاب کا
صبح فراق میں ہے قدر شب وصال　　آیا ہے یاد پیری میں عالم شباب کا
گرتے ہیں دانت جھڑتے ہیں بال و پر جو گل　　فصل بہار عمر ہے موسم شباب کا
آرائش جمال خدا داد عیب ہے　　مو ہے کمر کو ذوق نہیں ہے خضاب کا
پیرہن شعلہ رو سے خالی کناری　　کیونکر گذر کمان میں ہو تیر شہاب کا
کس شعلہ رو کو باغ میں ہے تشنگی گئی　　ہر شاخ گل میں نکلے ہے سیخ کباب کا

ناسخ شراب پی شب تاریک ہے تو کیا
محتاج آفتاب نہیں ماہتاب کا

[illegible]

گُہل گیا ہی پیرہن مین جسم مجہ مایوس کا
ایک عالم کو گمان ہی شمع و فانوس کا

جو کہ ہین بیدرد کیا انکو ہی فکرِ داغِ عشق
مرہمِ زخمی سمجہتی ہین پرِ طاؤس کا

آئی پائی بزمِ جانان مین نوید بار اگر
پیرہن ہو تنگ جسمِ شمع پر فانوس کا

کہل نہین سکتا جز داغِ حسرت بوستان مین
طور ہر برگِ شجر مین ہی کفِ افسوس کا

ہجر مین نالی ہین ہم نہون گریبان چاک
وصل مین کام انسی لیتی تہی کنار و بوس کا

کافرِ عشقِ بتان ایسا ہون کہہ جاؤن قتیل
شور حلقوم بریدہ سی اُٹہی ناقوس کا

کہولتی ہین غنچی پیرہن سی نہ تجہی عبث
سونگنی والا ہون ہین ای گل تمہی ملبوس کا

ہو نہین وحشی کہ مثلِ حلقۂ زنجیر پا
شوق ہی چشمِ غزالانکو بہی پابوس کا

جو کہ ادنی ہین خوشامد ہی و اعلی [illegible]
متوجہل افسر پہ ہوتا ہی دُمِ طاؤس کا

زینتِ ظاہر کی جو پابند ہین بے فیض ہین
کسکو دنیا مین ملا سونا دُمِ طاؤس کا

اہل زینت کو نہین اعلی و اسفل مین تمیز
ہی سرِ طاؤس سی پایہ دُمِ طاؤس کا

خاک جو میری تنِ بی داغ کی برباد ہی
گرد باد و نہی گمان عالم کو ہی طاؤس کا

ہی ہر غنچہ اور آغوش ہی ہر شاخِ گل
شوق گلبن کو بہی کیا تیری کنار و بوس کا

٣٣

[illegible]

مدتین گذرین کہ وہ منہ سی جدا ہوتی نہین | کسقدر ہی شوق کا منہ کو میری شیر کا

سیج تو ہی فردوسی طوسی کو نسبت مجہسی کیا

دل سی ہون مداح ناسخ بادشاہ طوس کا

پریون کو عمل سی مین تسخیر نہین کرتا | جز نقش قدم کچہہ بہی تاثیر نہین کرتا

اے وعدہ خلاف ایسی ہین منتظر تیرے | دروازونکو مین شب زنجیر نہین کرتا

کیونکہ میری رونی سی دل نرم ہو بت کا | پتہر مین کبہی پانی تاثیر نہین کرتا

جان باز تو لاکہون ہین پر تیغ کو کیا حاجت | آلودہ وہ بہی خون سی شمشیر نہین کرتا

یہ خلق کی بیتابی آئی ہی پسند اسکو | سیماب کو بہی کافر اکسیر نہین کرتا

لب کاٹکی سر میرا فتراک سی باندہی کا | کہتی ہین وہ عاشق کی توقیر نہین کرتا

کیون فکر عمارت ہی دنیا مین تجہی ناسخ

ویرانہ مین گہر کوئی تعمیر نہین کرتا

دل مین ساکن ہی خیال اک بت بی پروا کا | آشیانہ میری ویرانہ مین ہی عنقا کا

جب مری نبض اسکا دیکہنی ظاہر یہ ہوا | تو ہی دست مسیحا مین کف موسا کا

اُسکی گیسو کی تصور مین ہی طرح فانوس سر | حلقۂ زلف ہی گرداب مری دریا کا

شجر طور ہی قد اور ہی رخ شعلۂ طور | دست دلدار مین عالم ہی ید بیضا کا

گیسون ملین عالم بالا سی مضمون بلند | ہی دم فکر خیال اُسکی قد بالا کا

ہوگیا سیلی اُستاد سی تغییر جو رنگ | چہرۂ یار مین عالم ہی گل رعنا کا

تو وہ خورشید ہی اُلٹی جو گلستان مین نقاب | چہرۂ گل مین تلوّن ہو وہین حربا کا

گیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سی بھلا | جو پڑا اپنی وہ ایک داغ ہوا سودا کا

باغبان اپنی گل و میوہ سی کہہ خاطر جمع | مین تو مشتاق چمن مین ہی چمن آرا کا

بعد مردن بھی جو ہی نرگس ساغر کا خیال | گنبد قبر مین ہی جوش خم صہبا کا

عشق مین یہ ہی کہ دم میرا خفا ہوتا ہی | گھونٹتا ہی جو گلو ہی دست کلا مینا کا

یاد مژگان مین جو یون جوش پہ ہی سیل سرشک | تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہی کسی صحرا کا

دیکھتی ہی تری ہاتھونکو ہوا دیوانہ | ید بیضا سی ہوا ہی یہ خلل سودا کا

جاتی ہین عالم بالا کو جو نالی سیدھی | ہی خیال آج مجھی ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجکو ناسخ | وہی ہوگا جو ارادہ ہی مری مولا کا

٣٥

رہی کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا — کہ ہی تیرا تو لڈ ہفتم ماہِ محرم کا

کیا جوا وسکی کو جہین پہ شیم آیا — حرم میں لی تین سطے زلال آبِ زمزم کا

سنایا ہی بیا اس نے یہ ملک حبشی میں — تبسم نقش نقش نما ہی میں تمہ کا

جواب اسنے نہ بہیجا اور بہیجی خط الکلی — کہ مہین کر دی کہ تل کہ شکل نقش اِس اُن کا

نظر آتا نہین جبسے کہ کعبہ ابرو — ہماری دین میں تبسے ہی عالم جا ہ و حرم کا

جلا کرتا ہوں میں دن رات لیکن میں نہیں جلتا — اثر سوز غم فرقت میں ہی نار جہنم کا

نہیں ہی معتقد تیرا اگر جاتا تو کیا غم — ہوا ہی سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا

کسی دل تک رسائی ہو سکی تو عرش ہی تجھے — عزیزو گر نہیں معراج ممکن عرش اعظم کا

برنگ گل جگر ہوتا ہی ٹکڑے گلشن میں — ہوا ہی تیغ غم لی پا نظارہ ہیر غم کا

رسائی میری اوج فلک تک ہو گی جا سجدہ کو — غرور اگلی مری کرتا ہی کیا تحصیل عالم کا

پری زادوں نے منہ اپنا چھپایا تا نجات کے — ابھی چوڑا کیا حسن ہی اولاد آدم کا

اُلسی جو کہ باہم ہیں جدا ہوتی ہیں شیاطین — دلیل اسپہ جدا ہوتا ہی ہی ایمان نوام کا

حماقت ہی غرور جاہ اہل فقر کی آگے — یہ تاج و تخت ہی رد کردہ ابراہیم ادہم کا

۳۶

[illegible]

سخاوت جسکو کہتی ہین کہان انی ہی ماہ میں — بخیلونکی بدولت رہ گیا ہی نام حاتم کا

مری انکہون مین پڑجائین نہ کیونکر سقف کی حلقے — تصور رات دن رہتا ہی تیری زلف پرخم کا

میں ایسا پاکدامن ہون یقین ہی بعد مرنے کی — بجائی سبزہ تربت پر اگیگا بنچہ مریم کا

سنی العبد وہ لب گو تو نی خستہ کبہی نہ پوچھا — وہ میری زخم دلکی واسطی پہایا ہی مرہم کا

تماشای جہان ہم دیکہتی ہین گنبد گردون سی — ہماری ہی ریا کا نقش خط ہی ساغر جم کا

قطعہ

گذر ناکاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین — عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا

کہین آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تہا — کہین جانب پڑا تہا کاسہ سر خاکمین جم کا

محب ہین سایہ اور عار وہین خارہ ناسخ

مسافروا دی امکا مین ہون گویا کوئی دم کا

[illegible]

۳۷

کب ہوا محتاج حلق اپنا کسی خونریز کا — ہر رگ گردن مین ہیان عالم ہی تیغ تیز کا

دود عنبر سی نہین کچہہ کم ہمارا دود آہ — ہی بہت دل مین خیال اک زلف عنبر بیز کا

ساتہہ آہونکی نہ درد دل نکل جائی کہین — اس لئی ہی ضبط مجکو آہ درد انگیز کا

نیل پڑ جائی یقینا کہاں گر دریای نیل — لطمہ میری اشک کی دریای شور انگیز کا

[illegible]

دن جو اپنا صرف ہوتا ہی بتونکی یاد مین | رات بھر رہتا ہی عالم مرغ شب آویز کا
اسقدر روئی ہین تیری ہجر مین سبی اہل جہان | نام صفحہ سی جہان کی مٹ گیا چنگیز کا
وصلکی شب ہوئی ہی تیری قبا ختم | خاک مین نام اُسکی آگی مل گیا شبدیز کا
عشق کر دیتا ہی سلطان وگدا کا ایک رنگ | کوہکن کیطرح خون آخر کیا پرویز کا
مانع رفتار ہی وحشی کو مون کیا خار دشت | تیز رو کرنا فرس کو کام ہی مہمیز کا
اشک گرتی ہین ٹپک تا ہی جسم ہر تار | میری آنکھون مین ہی عالم سلسلہ تبریز کا
جوشش مضمون کو خامہ سی یسر افشانی ہی | یہان تہ ہین شعرین عالم ہی رستاخیز کا
عشق کی آزار مین مرتا ہی پی گر یار | ہی خدا حافظ دل بیمار پرہیز کا

گام اول ہی جہان پڑتا ہی چاہ کو مین
ناسخ آوارہ ہی اُس صحرای وحشت خیز کا

سیکڑون آہین کرون نہ ہر گز کیا آواز کا | تیر جو آواز دی ہی نقص تیر انداز کا
ناز منوسی کرون کیا ربط مین ناز گزا | بوجھ اوٹھہ سکتا نہین مجھ سی کسیکی ناز کا
رشک سی جلتا ہی لیسا وہی جانان کھکر | طور ہی مہتاب مین مہتاب آتشباز کا

یارسی کرتا ہون مین باتین جلی جاتی ہی غیر — صاعقہ انکو ہوا شعلہ مری آواز کا

اک مجمہ کامل کی ناقص ہی کمال مدعی — درمیان ہی فرق استدراج و اعجاز کا

جال اے صیاد اپنی زلف کا تو ردکردی — ہی ارادہ میری مرغ روح کو پرواز کا

محو ایسا چاہیی عاشق خیال دوست مین — غیر اگر بولی یقین ہو یار کی آواز کا

جسقدر جلتا ہی ہوتا ہی سوے داغ جنون — ہی چراغ اپنا دل روشن کبر ساز کا

گرکوئی پڑہنی لگی بزم غنا مین میرے نظم — کان کا پردہ وہین بن جای پردہ ساز کا

ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجکو گران — آسمان بن جاے کا طاؤس آتش باز کا

میری نظرون سی جو تو پنہان ہو اے رسوا ہوا — بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہی یہان شمع نی تشبیہ بتشکال اشک کی — کیون نہ وہان آجائی موسم پتنگی آنکہ کا

چلی نا سخ گلشن شیراز کو آباد کر

آشیان ویران پڑا ہی بلبل شیراز کا

رات ایسا انتظار یار مین بیتاب تہا — بستر گل پر نہ تہا مین اگ پر سیماب تہا

میری اشکون کا فلک سی موج زن سیلاب تہا — ہالہ مہ کی جگہ شب حلقہ گرداب تہا

٣٩

نرم دل محبوب جتنی تھی عزیزی ہین ولی
سنگ سی بہی جانکو ہی پیش از جوانی آب تہا

رات محلکو تیری آنی سی جو مایوسی ہوئی
انتظار مرگ تہا یا اشتیاق خواب تہا

شب چمن مین کیف کیا پہنچی پریشانیان
جو ترا نقش قدم تہا سو گل مہتاب تہا

تیری محفل مین جو پاس ناز تو پیتہا مجہی
شمع سان یک گل روان آنکہون سی بہا جوی بیتاب تہا

کچہہ سمجہکر ناتوانی نی دیا ہی خم اسی
قصر تن میرا بنا ہی جیسی کی محراب تہا

جلوہ فرما بام پر جو عارض جانان ہوا
چاند اوسکی سامنی اک کرمک شب تاب تہا

تیری دیوانی نشین کو دیکہتی ہی اڑ گیا
اضطراب دل جسی سمجہی تہی ہم سیماب تہا

ہو گئی بالکل ہمارے عمر غفلت مین بسر
عرصہ اپنی زندگانی کا مگر اک خواب تہا

گل کہین دیکہا نہ ہینی داغ حسرت کی سوا
میری اشکو ہینی بکہ باغ جہان شاداب تہا

کی سیہ روزی نی میری تو عزیزا کی نہ قدر
شپرہ تہی خلق مین خورشید عالم تاب تہا

کس لئی ہر شب ہوتا ہی گرفتار فراق
ہجر مین کیا اپنا مرغ نامہ بر سرخاب تہا

راتدن فرقت مین ہتا ہی مجہی رونی کا غم
یاد آتا ہی کہ اک آنسو در نایاب تہا

ذبح کرنی مین ہی کلی سیخ ہو قاتل کو رنج
پنجہ نازک مین اسکی خنجر بی آب تہا

بار ہا بام فلک بی آستانا ہو گیا
اس سی بہتری کہین جانان پہ جانا ہو گیا
جامہ ہستی نہایت اب پرانا ہو گیا
اونکہی تو پہلی کا اک بہانا ہو گیا
بی بجا ہی شعلہ آواز شعلہ طور کا
لن ترانی اس سخن کا ترانا ہو گیا

۳۰

یہان آسرا ہی ساقیِ کوثر کی ذات کا | ہی ساغرِ شراب سفینہ نجات کا
زخمِ دہانِ خلق کو ہی اس سی التیام | مرہم سی ہی زیادہ اثر میری بات کا
جیتی ہین سوزِ عشق سی مانندِ شمع ہم | رتبہ ملا ہی آگ کو آبِ حیات کا
مضمون جو لکھی ہین تری چشمِ سیاہ کے | عالم ہی رشکِ دیدۂ آہو دوات کا
وقفہ نہین کہ غنچہ منقار کہل سکی | ہون عندلیب کس چمنِ بی ثبات کا
جب تک وہ ہی وچامری نبض کی ہاتھ سی | تارِ نگاہ یار ہی رشتہ حیات کا
کافر ہون سیر ہم رہین محروم و تشنہ لب | کرسکتی پہ حکم نہ جاری فرات کا
گرمی نہین تو صوم ہی ہستی صلوٰۃ سے | واعظ یہان ہی شغل ہی صوم و صلات کا
جو ہی کلامِ شیخ وہی قولِ برہمن | مطلب ہی ایک فرق فقط ہی لغات کا
خامہ ہی نیشکر مری شیرین کلام سے | شرمندہ ہی دوات سی کوزہ نبات کا
مجرم ہون اغنیا تو فقیرون پہ ہو عذاب | کرتا ہی دیکھو قحط نہ دینا زکات کا
آنکھون نکی آگی عشق سی تارے ہین بار بار | روزِ سیاہ ہجر بہن عالم ہی رات کا
ملنے جائیگا عیادت ناسخ کو ہی صبح | نزدیک اتنو وقت ہی اُسکی وفات کا

۴۲

نوجوانی مین ہوا عشق آبِ بت گل فام کا | عالم اپنی داغ دل مین ہی چراغِ شام کا

خاک ہونی پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی | گور مین بہی دہیان ہی ہمکو کسیکی نام کا

سبزۂ بیگانہ باغِ حُسن سی کرتا ہی دور | نام رکہا باغبان نی ہی تری حجام کا

ہجر مین مے سی بجای نشہ ہوتا ہی خمار | باعثِ دورانِ سر ہی دور بے جام کا

کہینچ لائی وادیٔ ہستی مین بیتابی مجہی | رہ گیا تہا مین عدم مین قافلہ آرام کا

آہ ہی تن پرستی حق پرستی کی عوض | رہ گیا ہی گاوخواری سی نشان اسلام کا

اپنی کُشتونکی عزا مین ہی سیہ پوش آپ بہی | دیکہا شبرنگ بہی گویا ہی حاکم شام کا

اشتیاقِ چشمِ جانان مین گئی ہین جسکی گم | ہو چراغ اپنی لحد پر روغنِ بادام کا

ای فلک دیکہون تو کب تک روزِ وصل آتا نہین | منتظر بیٹہا ہون مین بہی گردشِ ایام کا

جوششِ مستی مین ناسخ مطلعِ ثانی پڑہون
ساقیٔ کوثر سی ہی مجکو سوال اک جام کا

لوحِ محفوظ اک نگینہ ہی علی کی نام کا | عرش کہتی ہین جسی سینہ ہی اُسکی نام کا

رجعتِ خورشید اور شقِ قمر سی ہی عیان | ہی نبی مالک لیالی کا علی ایام کا

وله

دی دوپٹہ تو اپنا ململ کا　　ناتوان ہون کفن ہی ہو ل کا

درد سر مین جو سر گڑتا ہون　　تیرا دروازہ کیا ہی صندل کا

آتش ِ رخ سی آنکھین سینکتی ہین　　لیا زمستان مین کام منقل کا

ہو جو محبوب خوب رو بد خو　　صاف عالم ہی اُس مین حنظل کا

کہتی ہین سالکان منزل ِ عشق　　ہی نشان گور کام اوّل کا

شکم صاف کے قرین ہی کمر　　یا ہی مخمل پہ خواب مخمل کا

مثل برق اُسپہ بیقرار ہون مین　　سایہ رہتا تہا جسپہ بادل کا

قیس کی قیس جاتی ہی لیکن　　وحشی ہون آدمی کی جنگل کا

کیا اُسی گل کی یہ سواری ہی　　نکہت گل دُہوان ہی مشعل کا

بڑہنا اُس طفل کا دلاتا ہی یاد　　پہوٹنا شاخ گل سی کونپل کا

جز صنم کچہ نظر نہین آتا　　وہ موحّد ہون روز اوّل کا

آئی نظر جو میرا غبار　　سرمہ ہو جای چشم احول کا

لکہون ناسخ جو وصف چشم سیاہ
ہو سیاہی مین طور کاجل کا

کون وہ دل ہی جو محو رخ جانانہ ہوا — کون آئینہ ہی جو دیکھ حیران نہوا
پر لگائی مجھی وحشت نی اگر اوڑتا ہون — مجھسی پامال کوئی خار بیابان نہوا
پھٹ گئی لالہ کہ گریبان کی حالت دیکھی — صبح کا ہجر کی شب چاک گریبان نہوا
ہون وہ دیوانہ کہ سیر کو صحرا مین گیا — مین جز سایۂ اشجار مغیلان نہوا
جو ہوا چاند تری سبزۂ خط کو دیکھا — اس برس ماہ کوئی جز مہ شعبان نہوا
شب تاریک جدائی نظر آتی ہی پہاڑ — شب چراغ آج جو وہ لعل بدخشان نہوا

لاکہہ کافر کو کیا تو نی مسلمان ناسخ
ہی یہ افسوس کہ تو آپ مسلمان نہوا

سر پہ پہاڑ اوسکی نہ اوسی آسمان گرا — جو برگ گل کو سمجھی کہ سنگ گران گرا
ساقی کی ہاتھ سی جو گرا شیشۂ شراب — سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا
مٹی وہان کی لیگئی عطار بہر عطر — اس رشک گل کی منہ سی پسینہ جہان گرا

رشک چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال
کٹ کٹ کی تیری عشق مین کیا کیا جوان گرا

پای شکست دل نی ہر اک شکست رنگ
بالای سنگ شیشہ مرا بی فغان گرا

آزاد ہین قیود سی افتادگان خاک
اڑتا پہر اشجر سی جو برگ خزان گرا

عالم کو تیری چاہ زنخدان سی عشق ہی
یوسف بہی اس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کریگا مجھی پای کا سزا
شیشہ کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش رہ سلوک مین افتادگی کو ہی کیا
ٹہوکر نہ کہا کی ایکدن آب روان گرا

کیا مال عیب فقر کی آگی ہی سلطنت
رویا مین سر سی افسر نوشیروان گرا

ناسخ نگاہ مست سی دیکھا جو یار نی
مانند مست ہر شجر بوستان گرا

۴۵

جیسی گلدام اسنی دیکھا ہی صیاد کا
ہوش بلبل مین ہی عالم نکہت برباد کا

ہی وہ دل ویران نہین جسمین فرزانی گنج
روشنی یعنی نشان ہی خانۂ آباد کا

عہد طفلی سی اسیر عشق مین مجنون ہوا
خانۂ زنجیر تہا مکتب مری استاد کا

ذبح وہ کرتا تو ہی پر چاہئیی ایمن دل
دم پہڑک جائی تڑپنا دیکھکر صیاد کا

جلوہ شمشاد جو دیکھا قد دلدار میں | غش میں گر گر میں پڑا سایا شمشاد کا
تیشہ میں مست لگا تھا چوب صندل کا مگر | لگتی ہی اسکی فنا تھا درد سر فرہاد کا
نالہ ناقوس سمجھو ای بت واسکو تم | تھرتھرا دی کعبہ کو صدمہ مری فریاد کا
فصل گل آئی نہیں پائی کہ تو یاد آگیا | ای جنون دیوانہ ہو نہیں اپنی ... کا
کر خرام ایسا کہ ہوں پامال تا اہل نظر | پیس ڈال آواز پا اعضای فولاد کا

ولہ

سرو پر سایہ پڑا تیرا وہ ... ہو گیا | میری سایہ کی اثر سی مجنون ہو گیا
انکھ بھر کر دشت کو دیکھا تو جیحون ہو گیا | ٹھوکر کھا کی مری کو ہامون ہو گیا
تھرتھرا آتا ہی جو غیب سخن سی بزم میں | سامنی لیلی کی مجنون بید مجنون ہو گیا
بندش مضمون قامت نے کبھی جانبی فکر | خود بخود وہ مصرع دلکش بکا موزون ہو گیا
بعد مردن بھی ہماری ساتھ ہی سر گشتگی | گنبد اپنی قبر کا گردش سی گردون ہو گیا
چاہیئی عشوق سی عاشق کو ایسا تھا | اسنی دیوانہ طوق منت کا مجنون ہو گیا
مار ڈالا مسکون کی قد دانی نی مجھو | مشل خاک کد و تیغ میں جون ہو گیا

کل ہی ایک دو گز زمین تنگی لحد مضجع | آج گو قبضہ مین سارا ربع مسکون ہو گیا
میری قاتل کا دل سن سنگ آگی آہ سکا | خون میرا گرم رفتاری مین گلگون ہو گیا

عقل سی خالی ہی خمخانہ جسکو ہی گریز
خم وہ ہی ناصح کیا وائی فلاطون ہو گیا

آج دعوی اُسکی یکتائی کا باطل ہو گیا | بحث کرنیکو جو آئینہ مقابل ہو گیا
ایک دل ایکر دیا قاتل نی مجکو لاکہہ دل | جو لگا پیکان مری پہلو مین وہ دل ہو گیا
کیون نہ اب عالم ہو اُسکا تختۂ مشق ستم | وقت بسم اللہ معلم جسکا بسمل ہو گیا
کچہہ بہی حاصل یکجا لوگونکو نہین ہی خرچ دل | سود و نقصان ہوا حب ماہ کامل ہو گیا
مصحف رخسار جانان مین نہین ہی خال | بی نقط قرآن بہی دنیا مین نازل ہو گیا
وادیٔ وحشت مین کیون مثل جرس نالان ہی قیس | ایک لیلی کیا یہان کس کس کا محمل ہو گیا
صبح ہوتی کچہہ نظر آیا نہ غیر از آفتاب | کون کون اک راتکو یہان شمع محفل ہو گیا

۴۷

ولہ

رات بہر جو سامنی آنکہونکی وہ مہ پارہ تہا | غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تہا

بنگئی گرداب سیل اشک جا بی گرد باد — ابر تر کی طرح مین سینہ سی ہمین آوارہ تھا

تو نی آنکھیں پھیر لین یہان کام آخر ہو گیا — طائر جان پا ئی بند رشتۂ نظارہ تھا

شب تری پرتو سی لبریز لطافت تھا چمن — ہر گل شبو سی جاری نور کا فوارہ تھا

مجکو دم لینی کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی — روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا

خرمی ہوتی ہی پیدا زندگی سی یہان غمین — ہمنی جس گل پر نظر کی اول صد پارہ تھا

خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخل رقیب — چند نون اپنا خیال اغیار کا ہمکارہ تھا

شب نظر کی تھی قدرت ہیچ سی سوی آسمان — اژدہا تھی کہکشان عقرب اک سیارہ تھا

ای اجل کیون تو نی یار سی جسم سی گزر جانا — کیسی میری پیٹھ پر خاک کا پشتارہ تھا

خوف سب جاتا رہا دل سی عذاب قبر کا — نقد جان دینا گناہ عشق کا کفارہ تھا

کہتی ہین مارا گیا ناسخ جو تیغ ناز سی
کوچۂ قاتل مین ناسخ نام بیچارہ تھا

ہی ال سوا ضمین طلوع اسکی تجلی گاہ کا — روی آتشناک شعلہ ہی نہ ہی آہ کا

وصل کیا ہم خاکسارون کو ہوا دیدار کا — خاک مین آلودہ ہوتا کب ہی کھکون راہ کا

آتش مے کا ہی ہر ایک شرارا تو ڑا — بزم ساقی مین مجھی گردن مینا ہی نہ تنک
توڑی ی واعظ نی اگر گردن مینا ہم نی
ہی اپنی پارسا نی ای مسجد کا منارا تو ڑا
بی ہر بزم مین جلوہ مدام شیشہ کا
دیکھ صفی کو ہوتی ہی کف ساقی مین جام شیشہ کا
خیال ہی مری دل کو مدام شیشہ کا
مجاہی دامن ساقی جو دار زنار
ہم پا ہی تسبیح مین تحلیل نام شیشہ کا
چہکا دن مین تجلی سنو تو کہا ہی جام
بیمار آنکھ ہی جام ہی ہر دم کلام شیشہ کا
سبوی می کو گیا پیام شیشہ کا
نہین بہار اگر ہزار مین دست نگر
تھی میکدہ مین رکوع و قیام شیشہ کا
سپہر ہی مری نظرون مین بام شیشہ کا
یہ ہی اشارۂ اوج سپہر مینا سی

[illegible]

نور افشاں جب سے ہے دل میں خیال اُس ماہ کا
طور کا شعلہ ہوا ہے آہ میری شمع آہ کا

ہے فرو مایونسے پہلے رنج امید نفع
ہاتھ بے محنت نہیں آتا ہے پانی چاہ کا

قامت موزوں نظر آئی مجھے جا لے الف
تھا شروع عاشقی وہ میرے بسم اللہ کا

سمجھے میلکش دیکھکر ابرو تری بالای چشم
ہے کرسی مرتبہ اعلیٰ ہے بیت اللہ کا

آمد خط میں تو ہو وے دمی نکاہ نکالکر
دیکھ لے کھینچے نہیں پاتا ہے سبزہ راہ کا

جا برابر ہے دل مادر میں ہر فرزند کے
رتبہ زیر خاک یکساں ہے گدا و شاہ کا

خلق نے قرآں دیکھا جب ہوا ماہ رجب
ہمنے دیکھا مصحف رخسار اپنے ماہ کا

آتی ہے اس طفل کی وحشت جیا ...
شمع ساں جلوہ ہے اُسکی قامت کوتاہ کا

زرد یا گل کو فلک نے داغ سودا دیجیے
ای فلک موسم یہی ہے میرے بھی تنخواہ کا

سفلہ ہو جاتا ہے وقت امتحاں بے آبرو
ہے دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا

دیکھکر تجکو نکیوں کر نعرہ زن ہوں شب ...
بیشتر کتوں کو ہوتا ہے جلوہ ماہ کا

یار کا ناسخ پھٹا ہے پیرہن تو عجب کیا
ہے کتاں کو چاک کرنا کام نور ماہ کا

۴۹

جو کل دستو نکو دیکھوں سپاہی آئے سر ابرو کا — قصو میں کعبہ میں سند ہی محراب ابرو کا

کروں تحریر گر مضمون کوئی اسکی گیسو کا — تو خوشبوئی سی خامہ [illegible] شاخ سنبو کا

سوال وصل میں ہلنا [illegible] ابرو کا — اشارہ ہی برات عاشقاں [illegible]

گیا سجدہ ہی میں دیکھا جو تیری مصحف رو — نہیں کم سجدہ کی آیت سی [illegible] ابرو کا

چڑہاتی ہی دماغ افلاک کو [illegible] — کری ہیں من میں شکیں جمع ہو [illegible] زانو کا

اسی دم مجھکو ہوتا ہی افاقہ [illegible] — تصور باندہتا ہوں [illegible] تعویذ بازو کا

نظر آتی ہیں کیا [illegible] مضمون [illegible] — دکہاتا ہی مجھی عکس [illegible] آئینہ زانو کا

جو کچھ ٹوٹی ہوی بال اسکی [illegible] — تو عالم [illegible] دیوا میں [illegible] آہو

نظر آتی ہی [illegible] میں بھی انجام [illegible] — جو گوستاں میں دیکھا ہی کوئی آئینہ زانو کا

یہ بیٹھا انتظار یار میں تکیہ لگا کر میں — کہ جو [illegible] اپنی [illegible] بازو

اگر لب سرخ ہیں تو [illegible] — تو ان [illegible] ایک نگاہ جادو کا

میں معدن عالم کی [illegible] — [illegible] سنگ ترازو

ذوائد حرف [illegible] — رقم کرتا ہوں گر مضمون اپنی [illegible] ابرو کا

ولہ

[illegible]

مژہ جو ہی وہ گویا اک زباں کام کرتی ہے — یہ عالم ہمنی دیکھا ہی کسی چشم سخن گو کا

یقین ہی سنتی سنتی اوسکا پہر نی لگی ناسخ

بیان میں سامنی جسکی کروں اپنی تگاپو کا

گر نہ جانسوز غم گیسوی جاناں ہوتا — نکبہی یوں دم اژدر شرر افشاں ہوتا

زندگی کا کوی دم مجکو مزا مل جاتا — مری زخمونپہ جو قاتل نمک افشاں ہوتا

تو وہ بت ہی کہ اگر دیر میں جاتا اک دم — مثل ناقوس ہر اک بت وہیں نالاں ہوتا

ہی بلا سلسلۂ زلف بتاں کا ای دل — یہ جہاں کیوں نہ مسلمانوں کو زنداں ہوتا

نکبہی مرکسی یوسف کو نہ پہنچتا آسیب — پاس اسکی جو تیرا سیب زنخداں ہوتا

ہو گیا دامن تر تو حقیقت کو حجاب — کسطرح ابر میں خورشید نہ پنہاں ہوتا

سدّ راہ کس و ناکس ہی مرا شہرۂ فقر — ورنہ کب مجکو میسر کوئی دربان ہوتا

سانپ ہر گنج پہ ہوتا ہی کبہی او قاتل — سایۂ زلف سر گنج شہیداں ہوتا

دل سخت اس بت کافر کا ہی کوہ جودی — کام کر جاک مری اشک کا طوفاں ہوتا

نخل ماتم کی سوا کچہ بہی نہ ہوتا ہرگز — مری اشکونسی جو سر سبز گلستاں ہوتا

۵۱

خط شہر تا نہیں منہہ پر تری آنکہوں کی سبب — سبزہ کیونکر نہ چراگاہ غزالان ہوتا

ہنسکی کہتا ہی وہ گل سیر کو لانیکی لئی — لطف تہا گلستان میں جو باران ہوتا

بیکسی میں میں جو ا تیغ محبت سی شہید — کون خونریز مری لاش پہ گریان ہوتا

پشت خار اس کف رنگین پہ جو ہی پہنتا انگشتم — کیا تعجب ہی اگر پنجۂ مرجان ہوتا

دُر و یاقوت سی میں وہ جو دہن بہر دیتا
خوب ناسخ سی جو وصف لب و دندان ہوتا

پوچہتا اشک اگر گوشۂ دامان تو ہوتا — چاک کرتا میں جنون میں جو گریبان ہوتا

مال ملتا جو فلک سی نہ جہان کج ہوتا — سر نہوتا جو میسر مجھی سامان ہوتا

منہہ کو دامن سی چہپا کر جو وہ دیتا تسکین — شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوتا

اشتر اسنہہ پہ جو پڑتی نہیں دیتا ہی بجا — محو دیدار ہی کیونکر خط قرآن ہوتا

اپنی ہونٹہوں سی جو اکبار لگا لیتا وہ — ہی یقین ساغر می چشمۂ حیوان ہوتا

نازک ایسا ہی جو کاوہ میں تا بدست — گذر اسکا جو کبہی زیر مغیلان ہوتا

سنگ چقماق بہی ہنستا تو مرا ضبط بہی — ذرہ ہی قد کا تہہ شرر افشان ہوتا

٥٢

ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین پاتا شب کو
آگ مشعلچی ہین غول بیابان ہوتا

نکہت کاکل پیچان سے جو دیتے تشبیہ
عطر مجموعہ کا ہر جزو پریشان ہوتا

کی مکافات شب وصل خدا نے ورنہ
کس لیے مجھپہ عذاب شب ہجران ہوتا

اپنی صورتکا وہ دیوانہ نہوتا تو کیون
پاؤن مین سلسلۂ گیسوی پیچان ہوتا

ایکدم یار کو بوسون سے نہ ملتی فرصت
گر دہن اسکا عالم سے نہ پنہان ہوتا

کسکی پروا شہ جنات کو بھی ہے پہ
ہے یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جانان ہوتا

خون رلاتا وہیں ناسور کا گردن
زخم بھی گر مری تن پر کبھی خندان ہوتا

ای اجل ایکدن آخر تجھے آنا ہے ولے
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

کون ہے وہ نہین مرتا جو تری قامت پر
کیون نہ ہر سرو چمن قالب بیجان ہوتا

کیا توہی ہے یہ دلیل اسکی پریزادونکی
ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا

ای بتو ہوتی اگر مہر و محبت تم مین
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا

حسرت دل نہین دیتا ہمین نکلنے ناسخ
ہاتھ شل ہوتی ہین ہمیشہ جو گریبان ہوتا

٥٣

تری رخسار کا مضموں جو ایجاد جہاں باندھا
تو گویا ہمنے اک گلدستہ باغ جناں باندھا

دم فکر سخن اکثر ہماری طبع روشن نے
تجھے خورشید باندھا اور زمیں کو آسماں باندھا

کبھی عشق بتاں میں ہند کیا مضموں بتخانہ
تو ہمنے ہی خط کعبہ کو سنگ آستاں باندھا

زمیں پر مثل طفل اشک تو تا بستر رہیے
تصور پیری میں بھی گر ترا ای نوجواں باندھا

ہوا جو چاند ای خورشید تابان تیغ قاتل سے
سپر کو تو باندھا تیغ کردوں کو فساں باندھا

نہ نکلی بات منہ سے کبھی اک تلوار قاتل سے
دہان زخم کو گویا مرا زخم دہاں باندھا

جہاں میں جتنی ہیں جن و پری تسخیر ہیں
عبث تعویذ تو نے ذرہ ایجاد باندھا

جو میں بھی لکھتا سینہ کے مٹا دیتا تو کیا ہو
مری آتی ہی سینہ قبا کیوں مہرباں باندھا

نہیں لنگا یا ناسخ شعلہ آہ خوبی نے
ہماری کشتی عمر رواں میں بادباں باندھا

معطر اسکی بہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر بہ اک شیشہ گلاب ہوا

دکھائی دیکھا فلک ایک نیلوفر کا پھول
ہماری دود سے جسدم ہوا آب ہوا

تری بدنیہ اگر ایک بار سینہ کی پڑ سی
برنگ برق مری دل کو اضطراب ہوا

۵۴

جو آنکھین نشہ سی ہتی تہین سرخ خون مین یا | فراقِ یار مین کیا ہای انقلاب ہوا

جو یاد بزم مین آئے وہ نرگس میگون | نظر مین ساغر می دیدۂ پر آب ہوا

نجات ہوگی عذابِ حساب سی سبکو | جو پہلی روز قیامت مرا حساب ہوا

جلا نہ آتش سودای عشق جیسی یہان | تو واجب اُسپہ جہنم کا بس عذاب ہوا

یہ رنگ عارض گلرنگ ہی کہ نام خدا | پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا

نگہ ٹہرتی نہین اپنی عکس پر اُسکی | شعاع حسن سی آئینہ آفتاب ہوا

خلل پذیر ہمیشہ ہی کارخانۂ عقل | کبہی نہ خانۂ زنجیر بہان خراب ہوا

یہ حسن و عشق مین ہر حال شہین یکسان ہیم | کہ آیا عشق مجہی اُسکا جو قیت خواب ہوا

یہ رنگ صبح ہوا میری آہ گرم سی ہی | ہر ایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا

جہان نظر مین ہی تاریک تہا کہ ای ناسخ

سواد کور مجہی شک ماہتاب ہوا

۵۵

سرو مثلِ جادہ ہی پامال تیری چال کا | صید ہی کبکِ دری نقش قدم کی جال کا

ہی طلب سی اسقدر نفرت کہ ہیتابی | آنجائی لفظ لب پر باب استفعال کا

سرو ہی باغ جہان مین وہ صنم نام خدا | ہی بجا اسکو پسند آئی جو کچہ اچہال کا
بو کبہی کافر کی زلفون سی جدا ہوتی نہین | طائر نکہت بہی قیدی ہو گیا اس جال کا
طوق ہر گرداب ہی ہر موج ہی زنجیر پا | ہی ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا
تو شراب آتشین پیتا ہی وہ کہتا ہی آگ | بس یہی ہی مو کا مستقلہ کباب تیری حال کا
ہو گیا ثابت کہ ہی شوخ تر فتنہ تجہ حسین | تیری قامت کی الف پر ہی جو نقطہ خال کا
رونما ہی جینی سری پون ملک کیتہات | افترا تیری ہی ان پر ہی کمر کی بال کا
ہو نہ ہو لو مینع جب مین مجنون چشم مست یار | کہینچتی ہین بادہ گلرنگ اسکی جہال کا
حادثات دہر سی محفوظ ہین باب فکر | غم نہین ہرگز ہمین شعر کو پہنچال کا
عالم حیرت ہوا عالم دکہا اپنا جمال | منتظر آئینہ خانہ ہی تری تمثال کا
پہر نہ میری ہاتہ آیا جا کی ای جان جہان | طور کیا سیکہا ہی تو عمر روان کی چال کا
ایسی اپنی لاشہ سوزان سی کہ راکہ مین | بنگیا گنبد ہماری قبر پر تجال کا
جنگ مین غالب سپر دینگی کیا ہون | زود چل سکتا نہین گل کی آگی شال کا
ہی فقط ہی دوستانی ناسخ جو دنیا مین ہی | ساتہہ ہمدم نہین جسم کہین جہال کا

۵۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں اگر رودوں تو ہو سرسبز دانہ خال کا
ابر تر اک خشک کو تا ہی ہی نہال کا

بعد مردن خاک اُسکی بنتی ہی یک روان
ای پریرو جو کہ ہی ازفتہ بیجال کا

کیا قناعت عشق کی دولت سے ہوتی ہی حصول
لاکھہ عاشق کو ہی کافی ایک دانہ خال کا

سیم و زر کی دیکھنی ہی خوش نکلتی ہیں انسان
تو بتا ہی چشم ہوتا ہی ہوان ٹکسال کا

روی جانان پہ ہیتا ہی نگاہونکا ہجوم
سبزہ خط میں ہے عالم سبزہ پامال کا

شعر و فاقہ جسکو ہو وہ جانے آتا ہی عیش
بعد روزونکی مقرر عزہ ہی شوال کا

بار دیتا ہی فقیر و میر امیر و نسی زیاد
بوجہ کم ہوتا ہی کمتل نہایت شال کا

سبزہ خط ہر دم اسمین سے جو آتا ہی نظر
دو دو قلیان میں ہی عالم طوطیونکی جال کا

آپکو مردہ سمجھتا ہون فراق یار میں
دید گریان پہ ہوتا ہے یقین غسال کا

لوگ سمجھی ہیں غبار خط جسی وہ ہی دہوان
آتش رخسار سی جلتا ہی دانہ خال کا

ناتوان ایسا ہوا ہی دام زلف یار مین
مرغ دل سی اُٹھہ نہیں سکتا ہی دانہ خال کا

ہی کہیں جو میں ہی بارگ تری ہو
پابند ہونا اسپر ستم ہی شال کی رومال کا

وصل کی شب جو چلی ہی شک سمجھتا ہے کچھ
ہمنشیں کہڑیال اب ہو پانی کی گہڑیال کا

۵۷

صاحب خاتم سلیمان زمان پیدا ہوا
دیکھ کر حیدر کی سطوت ...

کہاتی ہین گن گن کی فرنی ساقیا ہم آج تک　　انتظار ایسا ہی ہمکو غرۂ شوال کا

جسپہ تو مرتا ہی ہو نسیم وہ ہر دم آوے

دمبدم ناسخ تجدد ہی یہان اشکال کا

دور حسن یار نی عالم دکہایا کال کا　　سیکڑون عاشق ہین سیاہ مل الکہ اجال کا

ہی تصور جسکی آنکہون مین کسیکی چال کا　　میری پلکون مین ہی عالم شہ پر بال کا

آدمی کو عشق ناسخ ہی بلا زلف و خال کا　　جا نو ہوتا ہی قیدی انکا اوجال کا

ہی ہمین مین اسقدر خوشبو کہ ابکیا نام ہی　　عطر کی شیشی تو ہی پلو کی رومال کا

جیسی نظرون مین سمائی ہی کمر انکی مین ہون　　ہیچ دیتا ہی بہت آنکہون مین بال کا

بیٹہی ہین عشاق ہو کر تیری آنکہون پر فقیر　　ورنہ کیون بستر ہی تکیون مین نکی کہال کا

حیلہ ہی معنی میں کی زیارت کا نہین　　زاہدونکو عشق ہی تیری کمر کی بال کا

کیون نہ اوکا ذکر ون سجدہ مین تیرا وہ　　صورت محراب ہی حلقہ تری خلخال کا

ہی بجا کر دیدہ تر سی چلی آتی ہین اشک　　ہونہین پروانہ کیونکر ہو ہجوم اطفال کا

وصل سی یان آج ہی ہی عید کل ہی عید ہی　　کیا شب فرقت مین ظالم طول ہی اکسال کا

۵۸

وہ گلی لگتا ہی اُس دن لیے کرتی ہین عید — ساری غیر ونساو گرنہ غرہ ہی شوال کا
چہرۂ تابان نظر آتا ہی چین زلف سے — چشمۂ خورشید ہی چشمہ ہر اک اسحال کا
ہی کہیں تن کی غذا سی تلخ تر ترکِ شراب — مست صائم سی ہی افزون منتظر شوال کا

دین و دنیا سی تبرا شکل ناسخ ہی مجھی
بس دلا کافی تولا ہی نبی کی آل کا

تونی شہباز نگہ کو جو ادہر چھوڑ دیا — ہمنی بھی طائر دل باندہ کی چھوڑ دیا
اُس ستمگر کو یہاں تک تھی میری سا ضد — مینی گہر ڈہونڈہ نکالا تو وہ گہر چھوڑ دیا
قفسِ تن مین ہی گا نہ مرا طائر روح — دام کا کل ہی مجھی تونی اگر چھوڑ دیا
آگیا کچھ جو زبان پر اثرِ زہر فراق — غمنی چکھتی ہی مرا خون جگر چھوڑ دیا
سایہ سان اب پسِ دیوار گرا جا کر — مینی گوکینۂ دربان سی یہ در چھوڑ دیا
اثرِ جو قناعت نی بنایا اخگر — ہاتھ مین لیتی ہی بس مینی تو زر چھوڑ دیا
ذبح کر ڈالونگا گر ابکی تو بولا شبِ وصل — مینی سو بار تبھی مرغ سحر چھوڑ دیا
خط نکلنی سی ہوا اور بھبھو کا چہرا — حسن نی کاہ کو شعلہ پہ مگر چھوڑ دیا

٥٩

تو نی حسن زیں تا قامت ہی کچھ کچی کاٹی — بو الہوس نی تیری کوچہ کا ادہر چھوڑ دیا

قتل کرتا رہا اغیار کو قاتل ناسخ

کیوں ہاتھ سرو ہی کا ادہر چھوڑ دیا

٦٠

جب خرام ناز کو تو اپنی جا سی یار اٹھا — ہر قدم پر جا بجا گرد اک فتنہ [illegible] اٹھا

آپ میں پروانہ پہونچی ڈالتا ہوں اپنا [illegible] — دست نازک سی نہ جب پردہ [illegible] اٹھا

قطرہ گل اس باغ میں ہیں اک شبنم صبح — ہنس کی بیٹھا جو تیری محفل میں [illegible] اٹھا

ہو صفا دل کی اگر کی خاک آئینہ [illegible] — میری محفل سی مکدر ہو کی اسکندر اٹھا

پاؤں اٹھ سکتی نہیں کیا جاؤں کوی یار [illegible] — ہاتھ اپنی زیست سی اب [illegible] اٹھا

دشمن ہی تو ہی کرو کشتی مانند شمع — [illegible] اٹھا

گرد ہی یا چشم گردون [illegible] — سامنی سی [illegible] اٹھا

مجھ سی ہلوا تا ہی اب [illegible] — او لیو عشق کی کہتا ہی [illegible] اٹھا

زندگی میں [illegible] — [illegible] اٹھا

چاہیئے تعمیر [illegible] — یوں خرابی [illegible] اٹھا

صورت [illegible] مصطفی پیدا ہوا

[illegible]

ہوں وہ بیخود کہ اڑائی خاک وحشت میں کبھی | تو یہی سمجھا غبار توسن دلبر اٹھا
بات جن نازک مزاجوں سے اٹھتی تھی کبھی | بوجھ اُنسی سیکڑوں من خاک کا کیونکر اٹھا
مصحفِ رخ کا جو بوسہ لیلیٰ میں منکر ہوا | مجھسے کہتا ہی کہ اب قرآن تو سر پر اٹھا
خاک میں ملتی ہی عزت و ذلت میں عزیز | اس گلی سے بس ہماسی خاک کا ای صرصر اٹھا

کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہیں
زانوی فکرت سی ای ناسخ تو اپنا سر اٹھا

٦١

ماجرا ہر بحر میں ہی چشم دریا بار کا | کیا عجب ڈوبی سفینہ گوہر اشعار کا
کردیا موقوف خط نی جو زلف یار کا | خط نہ سمجھو یہ لکھا ہی کوئی افسون مار کا
عاملوں نی اُسپہ آسیب پری ثابت کیا | پڑ گیا جس شخص پہ سایہ تری دیوار کا
اتنی راحت طالع وارونکی قسمت میں نہیں | لی گیا ہی خواب میری میں بیدار کا
خوف کیا مجکو ہو آسیب بلا کی سحر سے | ڈھونڈ ہر تعویذ کی لی ہی نامہ یار کا
کیوں نہ کہکشاں آسمانکو آدرن ناز میں | تابعی کی شکل اُس مہ میں عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کو ہی منظور طبع | خاک پر گرتا نہیں سایہ مری دیوار کا

[illegible]

راتبھر ہر ایک اختر سی لڑا کی میری آنکھہ — تہا تصور دل مین تیری خندۂ دیوار کا

تیری رستی سی جو گذرا ہی بی مجنون ہوا — داغ سودا ہی فقط سودا تری بازار کا

نکتہ چین صنعت ہی تنگی دیکھکر دیوان مرا — نقش افسونگر ہر اک بنتا ہی اس گلزار کا

جہولتی ہی عرش مین تلوار کس قاتل کی آج — ہی تصور دل مین کسکی ابروی خمدار کا

دور سی دیکہی دکہائی وحشتی جائی ہو — یاد رکہہ قاصد نشان ہی یہ دیار یار کا

مانع صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین — دل دکہا دیتا ہی ہر ٹوٹ جانا خار کا

بنگیا ہی دید کی آزار سے تا نگاہ
دیکہنا ممکن نہین ناسخ کی بیمار کا

۶۲

وحشت دل سی جو مین دیوانہ ترے تاثیر کا — چشم آہو بنگیا حلقہ ہر اک زنجیر کا

دوستونکی سرکئی چن چنکی مقتل مین قلم — چشم مینا ہی ہر اک جوہر تری شمشیر کا

میری قسمت مین ہی ہر باب عجب کیا ہی اگر — کاغذ بادی ہی کاغذ مری تصویر کا

گلشن کوی بتان کا ہی جو تاثیر نہ — نغمہ بلبل ہی ہر نالہ مری زنجیر کا

کچہہ نہین پروا ہمین دشمن اگر ہی جو — خوف کیا شیر نیستان کو ہی آہو گیر کا

[illegible]

نیک یا بد کوئی دنیا مین ہو محسنی کام | سادہ کاغذ ہی مگر نامہ مری تقدیر کا

پہنچی ہم آتش زبانونکو ضرر دشمن سی کیا | شمع کو کرتا ہی روشن تر ستم گلگیر کا

لاغر ایسا ہون کہ مین اگر ہو الٹی کیا | میری پیکر مین ہی عالم کاغذ تصویر کا

اہل حاجت کے بدولت ہوتی ہی منعم کی قدر | مرتبہ ہی مس سی یکسان خاک او اکسیر کا

برسون گذری ہین صدا باہر نکل سکتی نہین | ہی ہمارا ضعف دربان خانہ زنجیر کا

ناتوانونسی پناہ ای ظالمو مانگا کرو | دیکھ لو اک بال ہی بازو شکستن شمشیر کا

شمع سان جلتی ہین یعنی از مرگ ابھی سے جوان | کام منقار ہما کرنی لگی گلگیر کا

شکل اسکی ایسی ہی لپٹ گرے پرچھا عکس | تا قیامت آئینہ مین شبہہ ہو تصویر کا

وہ تصور پیشہ ہون کر ہو مری تربت پہ نخل | ہو ورق ہر برگ کی جا یار کی تصویر کا

گلشن عالم کی مرقع مین ہی محسبا ثبات | رنگ اڑجاتا ہی کھنچتی ہی مری تصویر کا

لکھتی ہین مضمون سوز داغ دل ہم رند | کام کرتا ہی ہمارا خامہ آتشگیر کا

بنگیا بت جو لگا عشق بتانین مجکو سنگ | نالہ ناقوس ہر نالہ ہوا زنجیر کا

لیا ہی کبر مدعی میری تواضع کی حضور | سرکشی مو ستا تیاہی خم شمشیر کا

۶۳

ای تصور سوزش دل بھی عنایت چاہیے | خاک گلخن سے بنا گردہ مری تصویر کا
کھیلتا ہوں بسکہ مضمون معانی کا شکار | کام وقت فکر لیتا ہوں قلم سے تیر کا
ہے دلیل مرگ انسان واقعی ہو یہ ... | کوہکن کی موت تھی انجام جوے شیر کا
کسکی عارض کی تصور میں ہوں ... | ہے دھواں جو تاب میری نالۂ شبگیر کا
لاغر ایسا ہوں کسیکو میں نظر آتا نہیں | چھاپا ہے مانی ورق سادہ مری تصویر کا

اس خرابی میں بنایا جسنے گھر دیوانہ ہے
دیکھیو دروازہ پر ناسخ نشان زنجیر کا

٦٣

خضر کو اسنے یاد دلی کی لنگ ٹھیرایا | کہ جسنے ہر نفس کو قاطع فرسنگ ٹھیرایا
ملاقات دور دوہو کو ہمان ... ہم | سرا ہے ہر کوسنے مقام جنگ ٹھیرایا
اجل سے جو کی غافل جنکو ہے عمر ... | تو گویا تختہ تابوت کو اورنگ ٹھیرایا
فلک نے جبکہ تیرے حسن عالم سوز کو تولا | تو کوہ طور کو میزان میں پاسنگ ٹھیرایا
کدورت اپنے چہرہ کی نظر آتی ہے ... کو | تماشا ہے کہ الٹی آئینہ میں زنگ ٹھیرایا
نہیں ہیں صاحب غیرت ... | رہے غیرت سے جو ... آئینہ میں ننگ ٹھیرایا

وہ بیرنگی کہ بیرنگی ہی جسکو کہہ نہیں سکتی — اسی بھی سب نے اپنی وہم میں اک رنگ ٹہرایا

چراغِ گور کو غفلت سے ہی سمجھا چراغِ روشن — شبِ تارِ لحد کو گیسوئی شبرنگ ٹہرایا

مجھی پر دمبدم پڑتی ہی محفل میں ایسے ناسخ
مگر تیغِ نگاہِ یار نے چورنگ ٹہرایا

٦٥

نو نزاکت سی گلستان تک جو رخصت مانگتا — رنگ وہ گل سی اُڑ دی کی اجازت مانگتا

اگی کشتِ آرزو کی آبرو میری ہی — برق ہی کرتی جو مین باران رحمت مانگتا

اس کنہ سی منتقم دوزخ مین مجکو ڈالتا — کوچۂ جانان کی ہوتی گر مین جنت مانگتا

جو تری انگلی ہی فرق سی وہ شمع طور کی — تو اگر ہوتا ید بیضا سی بیعت مانگتا

یہ تڑپنی مین مزا مجکو ملا ہی بعد ذبح — موت سی ملتی تو اور اک دم کی مہلت مانگتا

ہی یقین زہر ہلاہل مجکو دیتی آشنا — گر مین حالِ نزع مین بھی جام شربت مانگتا

عیشِ حسرت لی کیا یہان سی کوئی کیا نہیں ساتھ — اٹھا سکتی کس توقع پر مین دولت مانگتا

ہاتھ اٹھا کر دو نو عالم سی خدا کی سامنی — کیا مین اس وحشت سرا مین عیش و عشرت مانگتا

کر طلب گنج و نشان کرتا تو ملتی اشکِ آہ — ہاتھ آتی سینہ کوبی گر مین غربت مانگتا

ہوں وہ عریاں شوق لکھنی کا اگر ہوتا مجھی　　حرف بھی آستادی سی پیراہن عاریت مانگتا

موج آب زندگی بھی کام لیتا تیغ کا　　خضر بھی ملتا تو مین جام شہادت مانگتا

گر نہوتا سرخ رو اشک غم شبیر سی
حشر مین کس منہ سی نامہ مین شفاعت مانگتا

٦٦

یہ جنازہ لیلیٰ کہتا ہی جرس ل کا　　ہمارا پردہ غفلت ہی سنگ رہ ہی محمل کا

یہ لفظ گل تو رسم خط مین نقطہ سی مبرا ہی　　گل رخسار پر خالق نی کیون نقطہ دیا تل کا

لگی جو تیر بیمار ہر نکلی عشق کا مین　　بنا ہی کوئی تیر انداز گر تو دہری گل کا

گنا کرتا ہی کتنی بیگناہو کا گناہی خون　　جو اسکو شغل ہی اتدن عقدہ دل کا

نہ وحشت محتسب کی ہی نہ ہی مستی سے پرہیز　　یہان ہی بتنہ آنکھون مین شیشہ دل کا

نظر آتا ہی جو کوئی طلب کرتا ہی اہل دل　　تری بیت خانہ مین ہی عالم بسمل کا

کہان ہوتی ہی دنیا مین تمیز خواب　　یہان ہی اہل غفلت سی

تڑپ کر ایکدم آرام آجاتا کیا اسکو　　مجھی کرتا ہی بسمل تو نا مرغ بسمل کا

وہ گریان ہی یقین ہی　　بنا مین گر کہلونی والی ہوا دہر کل کا

صدا یون سینہ کوبی مین ہے یہان زنجیر کردونکے — سمان ہوف زنی مین جیسی آواز جلاجل کا
تری جلوہ سی یسا ہر کتابی رو کا منہہ اُترا — کہ گویا صفحون مین ہو گیا عالم حمایل کا
یقین ہے ایکدن مانند مضمون باندہی جائینگے — نہین زندان مضمون کو خط سلطان عادل کا
ازل سی عشق کی دولت ہے دیوانونکی قسمت مین — ملی ہی عقل لیکن بخت برگشتہ ہی عاقل کا
تنزل مین ترقی ہے ترقی مین تنزل ہے — تماشا دیکھہ غافل ماہ نو کا ماہ کامل کا

ملی کا رزق تقدیری کرو تدبیر کیا ناسخ
دھرا رہ ہی ارادہ جو کری تحصیل حاصل کا

٦٧

پڑا عکس آنکھہ مین خنجر ابروی قاتل کا — دکھائی کا ابھی ہر گل تڑپنا مرغ بسمل کا
رقم کرتا ہون مضمون خنجر ابروی قاتل کا — صریر کلک نالہ ہی گلوی مرغ بسمل کا
بلای جان ہوا ہی عشق اک زہرہ شمائل کا — اگر دن جا کر نشان کوئی بتا و چاہ بابل کا
نہین کچھ آج مین پابند زلفونکی سلاسل کا — ازل سی خانہ زنجیر مین آئینہ ہی دل کا
بندہ گیا ایسا خط رخسار قاتل کا — کہ وہ بن گیا گویا مری آئینہ دل کا
اثر میری جنونکا اسقدر ہے بعد مردن بھی — [illegible] سی مجنون بناتی ہین مری گل کا

عیاں ہے شان سے کیونکر نہ کوچہ کا عالم | برنگ جا عقدہ ہی ہے شہ رگ تیغ قاتل کا
حضور گردن عاشق ہر اک شیشہ کی گردن میں | نظر آتی لگا عالم گلو ہی تیغ بسمل کا
جنہیں تقطیع شعر آتی ہے مصرع سمجھتے ہیں | ہے موزوں تیرے مطلع ابرو کی تقابل کا
جہاں میں جو جبین سے تجھ سی نور بر کرتا ہے | چراغ آگے ترے اس جبین کا سر ہی بال کا
برنگ لالہ اس گل کا نہیں کچھ آج دیوانہ | ازل سے داغ سودا ہے ہیدائی مرے دل کا
لبھی رنگ حنا کی ہو نہ حاجت پاؤں پانی کو | بنی گر سنگ پا میری دل تنگ کشتہ کی گل کا
خیال اس سرو قامت کا جو آیا گنج تنہائی میں | برنگ طوق قمری ہے اک حلقہ سلاسل کا
تری رخسار تابانکا کبھی جو عکس آتا ہے | فریم آئینہ کی نیتی ہین ہالہ کامل کا
کیا دروازہ بند اس نے سنا جو ہے مرے نالہ | مری آواز میں بھی ہے اثر آواز سائل کا
دل اپنا بخشے جا غافل ہے ضعف تن نالان ہے | جرس کو کچھ نہیں پروا ہے لیلی غم ہی محمل کا
ملی جب خاک میں لیلی کہا مجنون نے ہنس کر | تمنا تھی غبار اپنا ملا گرد ان سے محمل کا
تپ غم کی اثر سے گرم ہو جاتا ہے [illegible] | جو مفلس ہین نباتی ہین لجاجت اگ مرا دل کا
محبت گلشن عالم میں جب [illegible] لازم | تمیوں اس سرو پر عاشق [illegible] کا

[illegible]

تعجب کچھ نہیں ہی انقلاب دہر سی اسکا — بنائیں کاسہ سائل اگر سلطانی کل کا

ہوا ہر گل چمن میں تیری آتی ہی جو دیوانہ — کہ آواز شکست رنگ ہی نالہ سلاسل کا

لب ساقی کی بوسون کی کرک ہو کرتا ہی ناسخ

شراب زندگی مین ہی مزا زہر ہلاہل کا

٦٩

باغ میں روندی بہت پہولونکی جو بن زیر پا — لا کبہی اپنی شہیدونکی بہی مدفن زیر پا

یہ اثر تیری حنا کا ہی کہ کان لعل ہو — ایکدم آجای کہیں گر معدن زیر پا

ہاتہہ دوڑائی نہ مین سی شہید نازنی — آگیا چلنی مین قاتل کا جو دامن زیر پا

گلشن تصویر قالی تیری اُٹہہ جاتی ہی ساتہہ — صورت برگ خزان کرتا ہی شیون زیر پا

اُسکی تلوونکی نزاکت کا کرون کیا بیان — روئیں ہین قالین کی مانند سوزن زیر پا

دینگی تیری بازوی نازک کو پہر تکلیف تیغ — لائیو اپنی شہیدونکی نہ مدفن زیر پا

آج چہو سکتا نہیں کوئی بہی اسکو ہاتہہ سی — اکدن روندینگی سب تیرا یہی تن زیر پا

خاک پر رکہی حنائی پا برہنہ تو اگر — ہشت خانہ نقش پا کی جا ہو روشن زیر پا

خاک صحرا چہانتا پہرتا ہون اعجز پا میں — آبلونمیں گڑی کانٹون کی روزن زیر پا

زلف جاناں یاد آئی ہی جو صحرا میں مجھے — جادۂ صحرا ہوی ہیں مار ہر زن زیر پا

سنگ مقناطیس کے ہو لوح میری قبر پر — پا رکار کہتا ہی جو سن نعل آہن زیر پا

سرو دیکھیں کے جو اُس سرو خراماں کا خرام — پہر نہ ٹہریگی زمین صحن گلشن زیر پا

دوستو نکلی سی روندتا ہی ان میں کر کفش تو — اے پری کہتا ہی پیا تجکو دشمن زیر پا

اُس عمامہ کو نہ تو سر پر اُٹھا لیجائیگا — دیکھنا اے غافل آتا ہی مسکن زیر پا

رقص میں آئی ہیں یہ اُنکی کہنکرو کی صدا — گرتی ہیں آسودگان خاک شیون زیر پا

دیکھکر اُس سرو کو حسرت سے لیں قمریاں — طائر رنگ حنا کا ہو نشیمن زیر پا

ہوں میں وہ بیخود پئے رفع صداع والمہ
گر حنا سر پر ملی ناسخ تو چندن زیر پا

ضعف ہی آیا طلب میں جب ولی [illegible] — آتی ہیں کہنا ہی یا مجھکو نظر زنجیر پا

حاملان عرش ہیں پڑتی ہیں عشق آگے سیا [illegible] — وہ سراپا نور دکھلائی اگر تو [illegible]

بیٹھی دو سر مجھی پہرے دو مجکو [illegible] — میری ہاتھوں کی کرو کچھ فکر [illegible] زیر پا

لی چلی ہیں کوئی جاناں ہم جستجو میں [illegible] — وادی پرخار پہ ہو قوت ہی [illegible] زیر پا

قدر اسکی سرکی سوچو ہوئی ہین وہ حسین فدا | راہ مین بچہتی ہین انکہین دیکہنا توقیر پا
جا کی کوئی یار مین سجدہ نکرنی پائی ہم | ہی بجا تقدیر سے سر پر کہنسی تقدیر پا
رہ گذار یار سی آگی نہین اٹہتی قدم | نقش پائی یار کرلیتی ہین کیا تسخیر پا
بزم مین فانوس کیا آیینہ تصویر ہے | شعلہ ہی تصویر فندق شمع ہی تصویر پا
سر نقاہت سی پڑا رہتا ہی اپنا پانو پر | کاکل سر ہو گئی ہی اندنون زنجیر پا
تیری کوچہ مین قدم رکہنی کا ہی مجہہ کو گناہ | سر مرا کیون کاٹتا ہی چاہئی تعزیر پا
قامت جانان سی ہمچی ہمسری کرتی ہو سرو | سر جہکا کر پہلی دیکہہ اپنے سر و تو شہتیر پا
کوی جانان سی نکلنی کا کیا ہی جو قصد | سو گئی اٹہنی سی پہلی دیکہتا تدبیر پا

سبز سی سرخ ایکدم مین ہو گیا رنگ حنا
اسقدر رکہتا ہی ناسخ وہ پری تسخیر پا

۷۱

سمجہکی جس نی مجہی کو جہان پاک کیا | ہزار طور کو اسنی جلا کی خاک کیا
ہی جو صبح شب وصل جان دو ٹکری | قضا نی چشمہ خورشید مین ہلاک کیا
نہ خط جادہ سمجہہ اسکو مینی وحشت مین | ہر ایک جیب یہ دامان دشت چاک کیا

تری جلانی کو ای سنگدل صنم ہمی — اک اور صاعقہ طور سی تپاک کیا

ناسخ

خبر کلال کو سرگشتگی کی تہی ناسخ
جو میری خاک سی طیار اُسنی چاک کیا

پاؤنکو دیوار زندان نی مری دامن کیا — ناتوانی سی گریبان طوق گردن ہو گیا

تیر غم سی دل مشبک ہو گی ایسا چھن گیا — کبھی ہم کو ای دریچا نا ہمین روزن ہو گیا

دل تو کیا تہا پتھر بھی تری عشق مین — بتکدہ مین ہر صنم سنگ فلاخن ہو گیا

جا ہی گل بی یار انگاری نظر آئی لگی — پیش نظر مین گلشن جو تہا اب مجکو گلخن ہو گیا

دست نازک مین یاد آئی کر شب تار برہمن — پنجشانہ ساہی انکہونکی دشمن ہو گیا

آگ جو کانی لگا مطرب شب فرقت مین — آئی آئی میری نالون تک وہ شیون ہو گیا

آنکہین کس جو گل کسوین سنبل سرو قد — عکس سی آئینہ خانہ صاف گلشن ہو گیا

پاؤن پہیلائی ہین جانونکی طرح جہار کے بیچ — اب گریبان اپنی صحرا کا دامن ہو گیا

موت کی تیغ زبان خلق سی ہی بچ — کبھی مین جسکو غنچہ مجکو جوشن ہو گیا

کبھی حاصل اپنی آتش غم سنی کو ہی دو — بن چراغ زن و دون اپنا خانہ روشن ہو گیا

روند ڈالا عالمِ بالا کو جو بت اِس شہسوار　　ماہِ نو بھی ایک نقشِ نعلِ توسن ہو گیا
گر قناعت ہو تو نانِ خشک ہی نعمت ہے دلا　　دیکھ لی پانی چراغِ گل کو روغن ہو گیا

کر دیا کاہیدہ ایسا رنجِ راہِ عشق نے
چادرِ ناسخ مجھی چیونٹی کا روزن ہو گیا

پیشتر سر سی یہان ہوتی ہین سامان پیدا　　کہانی کی وقت سی اول ہوئی دندان پیدا
ہو گئی دفن ہزارون ہی گل اندام اس مین　　اس لئی خاک سی ہوتی ہین گلستان پیدا
ای شبِ ہجر نہ اٹھوا میری دستِ فریاد　　صبحِ محشر ہو یا چاک گریبان پیدا
خارِ غم مینی جو پنہان ہی کئی سارے عمر　　میری تربت سی ہوئی نخلِ مغیلان پیدا
گر نہین ہی وہ پری کیون ہی یہ جوہر کا ایسا　　ای خدا تو کئی خاک سی انسان پیدا
ہم ضعیفونکو کہان آمد و شد کی طاقت　　آنکہہ کی بند ہوا کو جو جانان پیدا
ہے دل کو جو ہوا نالہ شوان نکلا　　جس طرح سنگ سی ہو آتشِ پنہان پیدا
سنگ کہسار برای سرِ شوریدہ ہی　　ہوئی پاؤن کی لئی خارِ بیابان پیدا
نہون مین بہار گیا غیر کی دل کا ڈہرکا　　کی مری درد نی خاصیتِ درمان پیدا

طلبِ آتشِ حسنِ ازلی ہی جو وہ گرم — کہ ہوا مضغۂ دل سینہ مین بریان پیدا

اس پری رو کو ہوا سال گرہ تا مشہور — جی نہ موری ہو مرغِ سلیمان نہ پیدا

اسطرح خاک سی وہ چہرہ پر نور بنا — ظلمتِ شب سی ہو جیسی کہ بان پیدا

تو ہی خورشید ستارہ ہی جبین سا یہ بنا — تیری پرتو سی ہوا تھا کہ کیوان پیدا

بدلی تارون کی اسی جا نہ کبھی دیکھا — آنکھ کھلتی ہی ہوا باو جہان پیدا

آشیان میری چمن بیچ لگائی اگر — بیضۂ زاغ سی ہو مرغِ خوش الحان پیدا

داغ مجروح ہوا ہی یہ نکمین جیسون — نخلِ گل ہو جو لہ گل ہوئی خندان پیدا

تیری ٹھوکر سے ہی ہر خرامان تو — بیضۂ زاغ سی کبک خرامان پیدا

شادی و رنج ازل سی ہی ہم رہے یا — زخم کی طرح مرے لب ہو خندان پیدا

روز مولد سی ہی تیغ سے ہی طرح سم — بیدہ سی ہو شب ہوتی ہیں یاران پیدا

آدمی ہی تعلق کو جہان بین سبب — بعد کانٹون کی ہوا گوشۂ دامان پیدا

دیکھکر تجھکو تناسخ کی ہو قائل بھی مین — دوسری بار ہوا ہی کنعان پیدا

ہر شجر نے جو دیا باغِ جہان مین آکر پھل — شجرِ قد سی ہوا سیب زنخدان پیدا

چشم تر مین ہی عالم مژۂ پر خون کا — جسطرح بحر مین ہی بچۂ مرجان پیدا

مری زنجیر یہ کہتی ہی باآواز بلند — بعد مجنون کی ہوا سلسلہ جنبان پیدا

کیون نہ ہم عالم امکان مین کرین ترک لباس — جبکہ خالق نی کیا ہو ہمین عریان پیدا

تا ہین سجدۂ معبود مین ناسخ مصروف

سر سی اسواسطی ہوتی ہین سب انسان پیدا

غلط کہتی ہین اُس نے کہا ہو خط سر قم پیدا — کہ زلفون کی ہوئی تہی اُسکی لکہنی کو قلم پیدا

تری ہی ہکذر مین گبر و مومن کرتی ہین سجدی — تری نقش قدم سی ہو گئی دیر و حرم پیدا

بیابان طلب مین ہم ہین الٹی خضر کی صورت — زمین کیا جسکا پتہر پر ہوا نقش قدم پیدا

فلوس داغ یاس افلاس مین پاتی ہین سینی — مقدم عشق سی کرتی تہی دینار و درم پیدا

نمایان ہی ہر حباب بحر سی کیفیت دنیا — برای چشم بینا ہین ہزارون جام جم پیدا

لب دریا اگر ہوئی وہ کافر اپنی زلفکو — تو سانپون کی طرح ہر موج دریا مین ہو سم پیدا

مری آتش زبانی ہی خراب اسد و آخر مین — گیا اُس شمع کو بزم جہا نمین صبحدم پیدا

فقط نقصان نہین ہی عاشقی مین کچہہ جان ہی حاصل — جو گم ہوتا ہی دل پہلو سی تو ہوتی ہی غم پیدا

٧٥

کیا کرتا ہی گردون نشان بنائے ظالم کو	کہیں ہوتا نہیں شداد کا باغ ارم پیدا
لگا اپنی کمر سی وہ دوپٹہ کھولنی لگان	تو میں سمجھا ہوا یہ بادۂ [illegible] عدم پیدا
جبین کیونکر نہ ہو میرا یہ سجدہ گاہ نقش العین	جو داغ ہی تیری سنگ آستان سی صنم پیدا
نہیں ممکن کہ کالک فکر الکن شعر سب [illegible]	برستا ہی بہت نیسان گوہر ہوتی میں کم پیدا

کبھی سوز ازل سی طینت موذی نہیں [illegible]
کیا خالق نی ساتھ افعی کی تلخ پیچ و خم پیدا

میں اگر زینت فتراک کی قابل ہوتا	حلق [illegible] خنجر قاتل ہوتا
گر سر زلف گرہ گیر نہ ہوتا مجکو	کیا گنہ تھا جو میں پابند سلاسل ہوتا
قیس نالان کو ہا رخصت لیلیٰ میں شتاب	ایک جرس اور کوئی پس محمل ہوتا
شاخ آہو میں جو [illegible]	مشک نافہ تھا کوئی نافہ میں [illegible]

بس [illegible] میں بیاری نہیں ہی ناسخ
آہ میرا مری قابو میں اگر دل ہوتا

طرف زیست میں جا باختہ مائل نہ ہوا	کچھ بھی [illegible] نازک کی بازو ی قاتل ہوا

ولہ
ساقیا [illegible]

لی چلی موت مجھی سوئی حسینان بہشت
ایکدم پاس مرے وہ حور شمائل نہ ہوا

آتی ہی عالم بالا سی صدا تا بسحر دون
امتحان کو ہی ہین لیکن کبہی سائل نہ ہوا

بار احسان فلک سی تو ملی آزادی
یہہ ہی حاصل ہی اگر کچھہ مجھی حاصل نہ ہوا

کان گو کہولی نسیم سحری نی ناسخ
تو ہی گل ساسخ فریاد عنادل نہ ہوا

کاوشین اب تک چلی جاتی ہین گو مین مر گیا
جا ہی گل کانٹی مری تربت پہ ظالم دہر گیا

سانپ جسکو سونگ جاتا ہی وہ مر جاتا ہی لیک
زلف ہی وہ سانپ جسکو سونگ کر مین مر گیا

قتل گہ سی جب چلا قاتل مرا سر کاٹکر
دور تک پہنچانیکو لاشہ مرا پیسر گیا

اوڑ طائر سی یہہ ہوتی عرش پر پرواز کہان
نسر طائر خط مرا اس ماہ کو لیکر گیا

گرچہ ہمبستر ہین ہم تم پر یہہ ہم روٹہی ہو
آج کیا جور امین اپنی بخت کا ظاہر کیا

تو وہ شیرین ہی کہ تیری حکم سی فرہاد سان
بیستون آسمان پر خسرو خاور گیا

نکلی کیا اسکی نشان ہو گئی پنہان سی نشان
فوج غمنی مجکو گہیرا جب سی وہ لشکر گیا

مل گیا رستی مین بچ بہاگا چہپا کر منہ یہ کہکے
کہدیا کہ وہ بہنین ہین گہر مین اسکی گہر گیا

۷۷

ہون چراغ اُس بزم کا ناسخ کہ جسمین لاگی تا
پتلیونکا عالم ہستی تماشا کر گیا

خوب سا نظارۂ قاتل تہ خنجر کیا — سر دیا لیکن بہم عاشقی کو سر کیا
تو نہیں ملتا تو ہم بھی تجھسی ملتی نہیں — سنگدل ہمنی بھی اپنی دل کو اب پتھر کیا
جیتی جی کیا ہو کہ نہ پیغمبر ایسی نجات — برق کو گردون نی میری نخل کا خنجر کیا
روی آتشناک کی نظارہ کی آئی تپ — اشک سی گویا لبالب آنکھونکو مجمر کیا
جان شیرین کب گئی ہی کوہکن سی رائگان — کہتی ہین شیرین نی آخر آپ کو جوہر کیا
لب مین پیدا ایسی کی اُس صنم کی عشق نی — جب کمر دیکھی خیال ہوی پیکر کیا
ہو گیا ضبطِ فغان کی ساتھ جلکر خاک — لاکھ درد ہو گئی کہ ہمنی پیدا اک کیا
کون ہی جسکو نہین اُس صاحب تمکین کی یاد — کہتی ہین تجھی نی اک عالم کو لیمن کر کیا

جوشش مضمون سی طوفان تہا ہوی ناسخ یہی
کشتی طبع روان کو ہمنی اب لنگر کیا

دم ہی بند اگی تری تیغ صفا ہانی کا — قاتل خلق ہی عالم تری عریانی کا

جاون وحشتمین کہان وادی ایمن کی ہوا ہون مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا
پہنچی کیا گوشہ نشینونکو ضرر دشمن سی آتش سنگ کو کچھ خوف نہین پانی کا
کھینچتا تھا وہ بہت قامت جانانکی شبیہ حال آخر کو کیا دار نی کیا مانی کا
کسکی کوچہ مین جبین سا تو ہوا ہی ناسخ
چاند سا داغ ہی روشن تری پیشانی کا

ساتھ اپنی جو مجھی یار نی سونی نہ دیا رات بہر مجکو دل زار نی سونی نہ دیا
خواب ہی مین نظر آتا وہ شب ہجر کہین سو مجھی حسرت دیدار نی سونی نہ دیا
خفتگی بخت کی کیا کہئی کہ خواب عدم عمر بہر دیدۂ بیدار نی سونی نہ دیا
مرگ اک سوتی تہی مرنی پہ کراہا شبکو اُٹھ جہان کو تری بیمار نی سونی نہ دیا
یاد اُس زلف کی رہ رہ کی مجھی لو آئی ہجر مین مجکو شب تار نی سونی نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہی میرا ہر صبح نالۂ مرغ گرفتار نی سونی نہ دیا
سمجھی تہی بعد فنا پاؤنگی راحت ناسخ
حشر تک وعدۂ دیدار نی سونی نہ دیا

۷۹

یارو مجھے راحت عدم میں بھی نہ ملا رہ گیا　　قافلہ منزل میں جا اترا جرس سا رہ گیا

کی ادھر دل نے کشش کھینچا ادھر پیکان نے　　ٹوٹ کر آخر مری سینہ میں پیکان رہ گیا

میں جو فردوس میں بھی حوروں کو سمجھا اک رقیب　　بعد مردن بھی خیال کوی جانان رہ گیا

عمر بھر وحشت میں گر صحرا نوردی تو کیا　　سیر کی قابل جو تھا وہ دل کا بیابان رہ گیا

فصل گل میں بھی نہ زندان سے تعلق چھٹا　　ناتوانی سے مرا طوق گریبان رہ گیا

روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا تھا　　شمع شب گویا میں اس محفل میں مہمان رہ گیا

اشک بن تاثیر کو نادم کیا برسات نے　　مینہ کی کثرت سے بھی کھیت بیابان رہ گیا

حسرت یاد قاتل اس سے نکلی وقت قتل
تیغ کا ناسخ مری سر پر احسان رہ گیا

اثر خون جگر میں کیا ہی آب زندگانی کا　　ہمیشہ ہم تا میں فرقت میں بھی محبوب جانی کا

مزا تلخ ہے تیں ہی عیش زندگانی کا　　چراغ گور ہی ساغر شراب ارغوانی کا

کبھی وا ہی شب چہرے سوتیں تیرا　　دیا ہی خانۂ ویران کو بھی نیا سا کا

غم فوت عیادت کب ہے جو　　یہاں ہم جام تی یا ہی آب زندگانی کا

کبھی جو شیشۂ البیری کی سرکشی دیکھی — تو عالم آگیا یاد ابھی مستی جوانی کا

جگر پھنستا ہی اکسو کطرف کو زخم پیکان ہین — تردد خانۂ دلمین ہی غمکی میہمانی کا

کیا حق نی بخیر انجام پیرامی سیتری ہین — ہوا البیری سی جام پیری زندگانی کا

کوئی للکھکر اُٹھاتا ہی جو انکو اُٹھہ نہین سکتے — بندھا جن فو ہمین مضمون ہماری ناتوانی کا

دہان زخم دل کی قہقہی بی طرح ہین ناسخ
تصور ہی تجھی کس کی لباس زعفرانی کا

٨١

یہ نور ہی وہ صبح جبین کا کہ ہو خجل چاند چودہوین کا — جو حلقہ ہی زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہی مشک چین کا

زبسکہ وصف دہان شیرین ہا ہی ورد زبان شیرین — بدہین جتبک ہی جان شیرین مزا ہی منہہ مین انگبین کا

وہ چشم فتان ہی غیرت گل وہ زلف پیچان ہی شکل سنبل — عذار مین ہی شباہت گل بدن مین عالم ہی یاسمین کا

یہ جوش پر ہی بیان سینک کا کہ ہین یہ آہین قطرے سی کم — جسے کہتی ہین سب جہنم شرر ہی اک آہ آتشین کا

زبسکہ ہی جوش داغ ہجران ہوا ہی سینہ باغ رضوان — برای گلگشت جا ہی غلمان جنان ہی تاکہی حسین کا

اُسکی ہی عدو کا عالم کہ جسنی دیکھی وہ ابرو ہی دم — نیام تیغ قضا ہی مرہم لقب ہی قاتل کی آستین کا

برا نہو بخت عاشقی کا نہ دین برباد یون کسی کا — نہا ہی عشق بتان نمین بنکا نشان سجدہ مری جبین کا

اگر ہو پیما ہا پسند یقین ہی ہو کہ تم ہی جالہ سنا جو ہو آفتاب محشر کہ نہ ہی آغم آتشین کا

طمع ہی انصاف دوستان سی کہ اتنا تو بیان سب نہ سنی

کیا ہی ناسخ نی آسمان سی بلند رتبہ اس زمین کا

جو دل ہی ٹوٹ گیا کیا ہو شعر پیدا — ہوئی ہین شاخ شکستہ کہیں ثمر پیدا

وہ نخل باغ جہان ہیں ہم نہیں کہ ہو آتی ہی — ہر ایک شاخ پی دستہ تبر پیدا

گیا ہی آتش غم نی مرا جو خشک لہو — کہ مثل سنگ کون ہین ہوتی شرر پیدا

چمن سی آ کے چلین اس شکل کلگی کو چپ — ہوئی ہین آتش لیں بلبلون کی پر پیدا

شگفتہ غنچہ جب تک ہو نہیں آتی — ہو چاک چاک اگر دل تو ہو اثر پیدا

جو ہین حسین و مفلس کبھی نہیں ہی حسین — گلون کی ساتھ ہی ہوتا ہے دیکھو زر پیدا

مین بی خبر ہوں مگر ہی جنون عشق بتان — ہوئی ہین داغ چھپانی کو موی سر پیدا

یہ نکہت اسکی تنہ ہی ہی کہ نہانی کہیں — نہایا پی کہ یہ جام سی ہوا زر پیدا

خدا سی کب ہی ہو سی مرا ظالم — چھپایا باغ ارم کو کیا جو در پیدا

نہ داغ یاس سی کچھ ابر آکی گیا — گلون کی بعد ہو اگر تو ہین ثمر پیدا

پس از وفات بھی تاثیر گریہ باقی ہے ۔ مری غبار سی ہوتا ہی ابر تر پیدا

یہ سرکشی سی ہی افتادگی کی قدر بلند ۔ کہ آگ سی ہوی جن خاک سی بشر پیدا

خدا کی کام کچھہ آلات پر نہین موقوف ۔ ابو البشر ہوی بی ما در و پدر پیدا

وہ آفتاب ہی پرتو فگن عجب کیا ہی ۔ ہماری سنگ لحد سی ہو لعل اگر پیدا

عدم سی جسنی کیا ہو وجود آبا کا ۔ نہ امہات سی ایسا ہوا پسر پیدا

بنا ہی خاک سی یون آپکا تنِ پر نور ۔ کہ جیسی ہو شبِ تاریک سی سحر پیدا

پناہ ملتی ہی خلقت کو مرگ ظالم سی ۔ جو کرگدن کو کرین قتل ہو سپر پیدا

جہان مین جتنی تہی شیرین ادا ہوی خونریز ۔ یقین ہی نیزین ہون اجابی نیشکر پیدا

ستارۂ سحری ہی اگر ترا دُرِ گوش ۔ ہوی ہی تیری بنا گوش سی سحر پیدا

لگی ہین موتیونکی پہل توسبونکی تئی ۔ ہوا جہان مین نہ اُس سرو سا شجر پیدا

بلای چشم نہ حسن اور نہ نغمہ آفت گوش ۔ کرین وہ حسین بہی کہ ہین جو کور و کر پیدا

ولہ

ای شبِ غم اب نہین اسکی سوا تدبیر آپ ۔ چہٹ کی قید ہستی سی کرتی ہین پیام تیغ جناب

الغیاث ای چشم گریان الغیاث
وادی تقصیر و معصیت میں ہوں
الغیاث ای خالق جان الغیاث
خلق میری جانکنی خواہان ہوے
الغیاث ای ماہ کنعان الغیاث
خواب میں ہی اب وہ سہرا تا نہیں
الغیاث ای نامسلمان الغیاث
کھینچتا ہی وہ نہ سے مجکو حرم
الغیاث ای ترک مژگان الغیاث
ہوں غم ہجران سی قم عشق لمان
الغیاث ای آبحیوان الغیاث
آچکا اب لب جان بخش میں

منزل تربت میں میری عدو
الغیاث ای وحی قرآن الغیاث
ہجر میں دوزخ ہوا مجکو جہان
الغیاث ای باغ رضوان الغیاث
مزرع امید ناسخ خشک ہے
الغیاث ای ابر احسان الغیاث
وہ نہیں میں نظر میں دیدہ عبث

۸۴

وصل کی شب سوگیا تہا میں غنی عمر بہر | آنکہ پہر لگنی نہ دی میری اجل تعزیر خواب
عالم اسباب میں اسباب غفلت میں نہ تہ | خلق کی آنکہوں میں جا ہی دیکہنا تو قیر خواب
بعد مدت خواب میں آیا جو وہ میں نک اٹہا | یہ گنا بخت خوابیدہ ہی اور تقصیر خواب
گر مسیحا کو نہیں ہی عیادت کا ملال | پڑ گئی ہی کیا اجل کی پاؤں میں زنجیر خواب
میں نی خواب وصل کو آس یکہا ہی جب سے | اُسکی الٹی ہو گئی ہی مجہ سے تعبیر خواب
طاقت جنبش شب فرقت کی صدمونمیں | پنجۂ مژگان کی کیونکہ ہو دامنگیر خواب
یا سوچکا تو جاگ یہ پلا لبہ فقط | وصل کی شب قتل کرتی ہی مجہی شمشیر خواب
پوچہ کوئی میت کہلی گر نہ ہی غفلت کی لیل | لب پہ پیا ہی اگر الاق ہی تا تیر خواب
اُسکی مژگان خواب میں دیکہی سحر بسمل اٹہا
ہو گیا پیغام اجل کا مجکو ناسخ خواب

ہی مری مستی کو شش ساقی کو شراب | ات دن پیتا ہوں میں لب شیشہ
خوان نظارا ہی مدام اسکی نہ بایکر یقی | بسط سینا ہو میں میں ...
ہی دل مجروح کی اُس چشم کو پرنشا | کام مرہم کا کری کیونکہ ...

[illegible]

گرچہ ہون بیکس پر امید عنایت سے مری / گوشت کہاتی ہی در توبہ سر تا سر

کانپتی ہین اہل عصیان ہیبت تعزیر سے / رعشہ دار انسانکو دیتی ہی اکثر سر تا سر

لذت عشرت ہوئی تلخکامی کے سبب / ذایقہ مین دیکہہ لو کہتی ہی تلخی ہر سر تا سر

می کشی سے اہد ونکو اس لئے انکار ہے / تا نہ ان کے باطنونکی کہولدی جوہر سر تا سر

ہین جو عالی ہمت انکو میکشی عشق ہے / آدمی کی عرش پر داری کو ہی شہپر سر تا سر

ہون نجس ہی چند لیکن پاک کر دیتا وہ ہے
جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی اطہر سر تا سر

٨٥

کیا تری الفت مین ہین اڑتا لہا عندلیب / ہی شکست رنگ گل مین بہی نوا ی عندلیب

مثل پروانہ جو اُس محفل مین جاتی عندلیب / آگ اپنی آشیانہ کو لگاتی عندلیب

تو ہی ایسا گل کہ تیری نقش پا کی خاک کا / عارض گل کی لئی غازہ بناتی عندلیب

دست جانان مین جو دیکھی ظاہر رنگ حنا / اپنی سر پر بازوؤں سی خاک اڑاتی عندلیب

ساعد و بازو ہی جانان مین یک شاخ گل / مرغ دل کا دم بہر گنتا ہی بجاتی عندلیب

ایکدم بیٹھی نہتی وہ اگر تیری دیوار پر / چومتی ہین غنچۂ گل آج پاتی عندلیب

[illegible] موج

[illegible] موج

آج میری داغ سی چمن ہا ہی بہارا اے نسیم
ارمغان لیجا یہ گلشن میں تا ہی عندلیب

گر تماشا تیری زلفوں سی ہوا ہی سنبل
دام میں کیوں آپ کو نا حق پھنسا یا عندلیب

تو بھی وہ گل ہی کہ جس پر [illegible]
[illegible] نقش پائی عندلیب

ہو چلا ہی خشک گل شاخ [illegible]
آنجو اشک ان کی گلشن میں بہا یا عندلیب

گل تو مرتی مرتی اس خورشید رو [illegible]
[illegible] آفتابی ہی ردائی عندلیب

چھوڑ دی گلشن میں [illegible]
[illegible] گل [illegible] عندلیب

شک سی آتا ہی [illegible] گل [illegible]
وصل کی شب [illegible] نالہ سی جگا یا عندلیب

ہی [illegible] کا [illegible]
[illegible] باقی بہت سا ماجرا عندلیب

ولہ

گر مرہ اس شاخ گل کو دیکھ پائی عندلیب
آشیان میں جا کی گل کا [illegible] عندلیب

تیری محفل جمن [illegible]
عاشقوں کی ہوش اڑ [illegible] عندلیب

نغمہ سنج ایسا ہوں [illegible]
داغ کی استعار [illegible] گل نوا [illegible] عندلیب

داستان صیاد گلچین کے [illegible]
ہی ثبات گل [illegible] بقای عندلیب

[illegible]

باغ میں تجھسی خجل ہو کر یہ ہر گل نی کہا | کاش مجکو اپنی شہپر میں چھپا لی عندلیب
گرد یا اُس گلکی پرتو نی جو دریا کو چمن | بلبلوں سی قمریاں آتی ہی صدا ئی عندلیب
ہر کلی منقار ہی اُس شاخ گلکی عشق میں | آتی ہی ہر شاخ گلبن سی صدا ئی عندلیب
عارضِ جانانکی ہوتی گل کہیں تشبیہ سی | ہو گئی صیاد پر ثابت خطا ئی عندلیب
پیرہن کی مینی کیا پرزی کئی تو ہی گل | توڑ کر سب بال و پر اپنی اُڑا ئی عندلیب
ذبح کر اُس غیرتِ گلشن سی مجکو واکر | بس ہی صیاد سی ہی التجا ئی عندلیب
عاشقوں کی قدر معشوقوں سی ہوتی ہی زیاد | دیکھہ لو گل سی زیادہ ہی بہا ئی عندلیب
شمع کی شعلہ کو گر تشبیہ دوں گلبرگ سی | بزم میں گلگیر سی نکلی صدا ئی عندلیب
قفس میں صحنِ گلشن یاد آتا ہی مجھے | عارضِ صیاد میں جا جب رسا ئی عندلیب
جام می لبریز ہیں ساقی فقط مطرب نہیں | گل کہلی ہیں باغ میں خالی ہی جا ئی عندلیب
چل کی صحنِ باغ میں ایسی پڑہو گلگین غزل | آج ہر گلکو نہلا دوں نغمہا ئی عندلیب

وله

گر تری دستِ حنائی دیکھہ پائی عندلیب | شاخِ گل کو آدسوزاں سی جلا ئی عندلیب

۸۷

رازپوشی کاش ہمکو بھی سکھائی عندلیب
نام شبنم کا ہوا اور آنسو بہائی عندلیب

جا ہی گل دیکھوں اگر آئی نہ مستی محبوب کا
ہی یہی ہر صبح گلشن میں دعای عندلیب

نقش پا تیرا جو ہی اک گل وہی جی خوش خرام
ہر صدای پا ہی رشک نغمہای عندلیب

موسم گل ہو چکا آئی خزاں مرجائیگی
بیچ گلشن میں شب ایسی کہ ہای عندلیب

طوطیاں محو تکلم کبک پامال خرام
آفت قمری ہی قامت رخ بلای عندلیب

اپنی دل ایسا جاتا ہوں آئینہ دل کا ہی جال
سوی گل دیکھوں نہ ہرگز ہی رضای عندلیب

تو وہ ہی پرکالہ آتش ہو گذر ہی باغ میں
پرتو جیسی چراغ گل جلای عندلیب

چہرہ جاناں ہی ایسا گل کہ ہم مرتے ہیں
طائر رنگ نالاں ہی جای عندلیب

صحن گلشن میں کہاں گر قامت گلرنگ کو
تو اگر جا ہی تو قمری سی اڑای عندلیب

آتش گل سی جو اسکو سینک دی باغباں
دو رہو جا میں ہی سب رہای عندلیب

جانتی ہی شاخ گل صبا دیکھا تجھ کو
خود بخود دیکھوں تیری قابو میں آئی عندلیب

عالم سیر چمن گر ہو مرا گل پیرہن
تو اڑا ہو لونگو ستی میں بچہای عندلیب

جام مے خنداں تا گل میں آساتھی
تا یقین آئی بطرح سی صدای عندلیب

واقف نہیں طبیب صداع خمار سی
خمار خوب کرتی ہیں مے خوار کا علاج
مجروح تیغ ابروی خمدار کا علاج
جز لب جاناں نہیں جلاد کی سوا
کرتی ہو جذب عشق کی آزار کا علاج
ہم انتظار شب دیدار میں ہو
جز وصل کیا ہی عشق کی بیمار کا علاج
مشکل ہی میر سی
عیسی سی کیا ہو لعنت دلدار کا علاج

ہر خیابان میں ہزاروں سے پڑ کر گر گئیں — کیا وبا یہ موسم گل ہی برا ہی عندلیب

دیکھنا اس گل کی نہ آتی پہنچی تا جواب — مجکو لکھا ہی ترا خط الٹی آتی ہی عندلیب

موسم گل میں ہمیں ہی داغ ہو قلاس کا — آگی آنکھوں کی تر کل ہوین اڑا ہی عندلیب

قد وہ بوٹا سا ہوا نام خدا سرو سہی — نغمہ سنجی قمریوں کی ہی بجای عندلیب

وہ بھی جانی خار حسرت کی خلش جیتی ہی کیا — صانع گلشن اب اس گلکو بنا ہی عندلیب

گیا جنون پر زور ہو جاتا ہی تیرا عشق میں — دام زنجیرونکی ہی اس گل ترا ہی عندلیب

دیکھکر گل کو حقارت سی وہ گل کہنی لگا — بس یہی ہی شاہد رنگین قبا ہی عندلیب

بعد مردن اڑتی پھرتی ہین چمن میں بال و پر

عشق گل میں دیکھیہ ای ناسخ وفای عندلیب

۸۹

دشمن جان ہی ہمارا یاسمن کہتی ہی دوست — ہو چکی اب آشنا ہی سالک نادر دوست

کسی جھ وحشی کی پہنکی لگی ستیجوان — اک سیرسی ہو گئی مجنون سگان کو ندوست

ہاتھ میں تیری نہ پہنچا وہاں مکتوب شوق — یاد رکھ قاصد برا ہی نشان کو بھی ہی دوست

لوٹتی ہیں خاک میں آنکھیں لگی ہیں سیج ہیں — مرتی ہین معراج پر افتادگان کوی دوست

ای بت خونخوار [illegible]
بحر ساقی میں [illegible] جام کی قلقل [illegible]
میری زخمونکی [illegible]
عطر [illegible] گل [illegible]
میں مسجد میں [illegible] شراب صاف [illegible]
[illegible] مستی میں [illegible] ساقی کی یاد
[illegible] کا [illegible]
خاک [illegible]
گل [illegible] وصف [illegible]
ای [illegible] وحشت [illegible] کرونا

جی اٹھا مردہ جنازہ جو گیا اس کا ادھر سے — رہ گئی وہ خلق سے [illegible] امتحان کو [illegible]

وصف جنت جب کئی واعظ نی شروع — [illegible] سمجھا کہ [illegible]

کب ہی کعبہ کا ادب ایسا کہ [illegible] قدم — یاوں [illegible]

ساری عالم کو جو ہی احتیاج — مرکز عالم ہی شاید [illegible]

جو وہاں پہنچا وہی کا اس عالم سے — [illegible]

جو وہاں جا کے لگا [illegible] — [illegible]

خاک [illegible] خط کی [illegible] — [illegible]

ای اجل [illegible] شہر خموشان [illegible] — [illegible]

حالا [illegible] اعلیٰ کی [illegible] — [illegible]

داغ حسرت [illegible] — [illegible]

غیر و شیطان [illegible] شہاب
ایسی [illegible] آتش [illegible]

اس چمن میں [illegible] — [illegible] درخت

[illegible]

وہ ترا سروِ قد ہی بی سایا ۔۔۔ صدقی ہین لاکہہ سایہ دار درخت

میری سوزِ درون سی کیا نسبت ۔۔۔ ہین ہون انسان اور چنار درخت

ہر روش پہ تری ہی مجری کو ۔۔۔ کھڑی ہین باندہ کر قطار درخت

انکہین بادام ہین زنخدان سیب ۔۔۔ قدِ جانان ہی میوہ دار درخت

سرو شمشاد و سدرہ و طوبی ۔۔۔ صدقی اُس قد پہ ہین یہ چار درخت

شبنم افشان نہین ہین اے خوش قد ۔۔۔ تیری غم مین ہین اشکبار درخت

ہین وہ دیوانی ہین جو اہلِ متاع ۔۔۔ سنگ کہاتی ہین باردار درخت

سوزِ دل سی زمین جلتی ہی ۔۔۔ سبز کیا ہو سرِ مزار درخت

سر اُٹھائی جو باغ مین ہین کھڑی ۔۔۔ رکہتی ہین تیرا انتظار درخت

قند قند ہین میوہ ہا نہ ہین شاخین ۔۔۔ گل ہین رخسار قدِ یار درخت

کبہی مجہہ دل جلی کی تربت پر ۔۔۔ سبز ہوگا نہ جز چنار درخت

ہون مین عاشق انارپستان کا ۔۔۔ ہو نہ تربت پہ جز انار درخت

آدمی کیا کہ تیری فرمان سی ۔۔۔ دوڑی آئی ہین لاکہہ بار درخت

تا قیامت نخل مضمین ناسخ

نخل غم کیا ہی پایدار درخت

ہی ترا قد وہ پایدار درخت — سجدہ ہی کرتی ہین سایہ دار درخت

اُسکی بالون مین کیون نہ ہون پتی — گلشن حسن کا ہی یار درخت

لی ہر اک شاخ کیون نہ انگڑلے — دیکھین اُس گل کا جب خمار درخت

لاغر ایسا ہون مین کہ میری لیے — ہی ہر اک خار سایہ دار درخت

نسبت اُس گل کو دو نہ کلبن سے — کہ یہ ہی ایک خار دار درخت

سرو آزاد سی ہین شرمندے — سرنگون ہین جو بار دار درخت

دشت مین رخ جو سوی کیہ دون — مثل آہو کرین فرار درخت

نہین جنبش ہوا سی یہ ای گل — تیری غم مین ہین بیقرار درخت

شجر طور کے طرح ہر روز — وہ جلا دیتی ہین ہزار درخت

آنکھین نرگس مین گل ہی نہ گچھو — ایسی پاتین کہان بہار درخت

نہین گرتی ہوا کی صدمہ سی — تجھ پہ کرتی ہین گل نثار درخت

مجکو شاخون کی جا دکہاتی ہین ہجر کی تیغ آبدار درخت
کیا بزرگون مین ہو تو تقی خرد کہ یہ کہتی ہین باروار درخت
باغ عالم مین بڑہ نہین سکتے زیر اشجار سایہ دار درخت

ولہ

زلفین شاخین ہین خط یار درخت کون ایسا ہی مشکبار درخت
سایہ اوس سرو کا رہی مجہپر پائین جس بہشت مین ہزار درخت
کیا ہی خوشبو کی پیڑہ کیا منصور دار گویا ہی میوہ دار درخت
تو نی مگدر ہلائی کیون نکرین باغ عالم مین افتخار درخت
رنگ اُس گل پہ باغ مین ہوکر بن گئی سرو گلعذار درخت
باغ کو جاؤن یاد زلف مین کیا شاخین رکہتی ہین شل مار درخت
بہولی رم دیکہکر تری آنکہین آج آہو ہین شاخ دار درخت
تن ہی عریان شگفتہ داغ جنون ہون مین گویا شکوفہ دار درخت
سرو ہی سیل چشم تر مین ہین تری عشق مین یہ زار درخت

میری تربت پہ نخل شمع کی طرح　　پہولون کی جا ہین شعلہ بار درخت

تجہہ پہ مثل انار آتشباز　　جلی ای سرو قد ہزار درخت

نخل تن یہان ہمیشہ ہی پرداغ　　پہول لاتی ہین ایکبار درخت

ہوئی آب آب مثل فوارہ　　دیکہکر سرو قد یار درخت

بہا گا دریا یہ میری اشکون سی　　ہو گئی وار بہی جو پار درخت

پرورش پائی ہی صحرا مین　　جامی دایہ تہی شیر دار درخت

نخل سی کرین نہ شاخین بلند　　کہا مین پتہر نہ میوہ دار درخت

ہوی قاتل وہ باغ ہی جس مین　　سر منصور پہل ہی دار درخت

باغ شداد شرم سی ہی نہان　　کہ نہا مثل قد یار درخت

ہوی جانان سی باغمین جو گئی　　لگی کرنی صبا کو پیار درخت

ہو لگر باتہہ اپنی شاخون سے　　ہوی رہ رہ کی ہمکنار درخت

ولہ

تن پرورون کی شغل مین کہوتا ہی عیش ناخ　　فلک مکین ضد وہی فکر مکان عبث

گردش مین ہی برو زمین آسمان عبث | اس تنگنا مین ہر مکین ہے یہ دیوان عبث
سمجھیں کیہ نرم و سخت مقدر اُسی ہے | اب کسیکی گوشت مین ہین استخوان عبث
یہ رمز ہی کہ جای سکونت جہان نہین | گردش مین کب ہی آٹھہ پہر آسمان عبث
ہوتا ہی دردِ عشق جنہین وہ یہ کہتی ہین | طفلی مین موت آتی ہوی ہم جوان عبث
ہی یہ بھی ایک رنگ گلستانِ دہر کا | ای عندلیب نالہ ہی رنگِ خزان عبث
خاکِ چمن مین آب بقدر ہی سیر پا | غنچونکی کہل رہی ہین عطش سے دہان عبث
آخر غذای مور ہی ہر جثۂ قوی | اظہار زور کرتی ہین پیل و دمان عبث
جگنون نہ مین شرر ایکا قطرہ بہی ابدا | پیدا ہوی ہی کیا مری منہ مین زبان عبث
سنتا ہی کون قلقلِ مینا کی شور مین | ہر سمت مسجدون مین ہے شورِ اذان عبث
آخر دلا یہ چاہِ لحد مین گرائی گا | ہم ہین سوار توسنِ عمر روان عبث
ہم پا برہنہ چلتی ہین کانٹو نہ کیا ہمو | ہوتا ہی نعرہ زن جرسِ کاروان عبث
ہی صبح روز ہجر کہان عیش ہی تشنے | کھولی ہی می فروش نے اپنی دکان عبث
ڈالی اُدہر کلی ہین ادہر ٹکڑی ہوئی کہی | ای رشک ماہ پہنی قبائی کتان عبث

۹۵

روشن ہی تیغ سی تیری کاشانۂ فلک — ہین آفتاب و ماہ کی دو تابدان عیش

تیغ ہلال ہی گی نہ ابرو سی کم کہین — پہرتی ہی رات دن یہ فلک کی دکان عیش

صد برگ سی ترا دل صد چاک کم نہین

ناسخ تجہی ہوئی ہوس بوستان عیش

اس گل کی کان کو نہین ہی کچہ احتیاج — ہی وہ صدف نہین جسی گوہر کی احتیاج

ہمت جو ہی بلند تو ہون داغ ہی بہت — ہون آسمان ہی مجہی اختر کی احتیاج

لاغر جو ہم ہین رہی عزت کا ہی غم — اس خار خشک کو ہی گل تر کی احتیاج

گر بخت ہین بلند تو کیا چاہیی ہنر — تیغ ہلال کو نہین جوہر کی احتیاج

کرتا مجہی شہید نہ تنہا ہی پر رقیب — مانند شمع اسکو ہی خنجر کی احتیاج

ہر گل زبان کسی کہتا ہی یا مبین — انسان کیا نبات کو ہی [illegible] کی احتیاج

جب کیا غبار ذرا سا پہاڑ ہی — کیا ہی دلون مین سد سکندر کی احتیاج

جتنا ہو ظرف ترک ہو اسباب بے قدر — خم کش کو کب ہی شیشہ و ساغر کی احتیاج

شیرین ہین اپنی منہ کی اس شوخ کی کہو — شربت کی آج اسکو نہین شکر کی احتیاج

بیقدر دل مرا ہی حسینوں کی بزم میں　　اس باغ کو نہین ہی صنوبر کی احتیاج
کرتی ہین نالہ خانۂ زنجیر سی گریز　　آزادہ جنون کو نہین گہر کی احتیاج
گر ساتھ ہو جہان مین سر اپنی مدد خدا　　توبہی ہی تقویت کو برادر کی احتیاج

حاجت امام کی بہی ہی ناسخ اسی طرح
دنیا مین جس طرح ہی پیمبر کی احتیاج

کیون نہ کہائی ای فلک بی یار صبح　　ہی شفق سی مجہپہ آتش بار صبح
یہان کسی خورشید رو کی عشق مین　　ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
زلف سی رخسار کو ہوتا ہی ربط　　کیون شب فرقت سی ہی بیزار صبح
کہینچکر فرقت مین تیغ آفتاب　　ہی ہماری جان کو خونخوار صبح
ہو گئی مجکو شب فرقت پہاڑ　　چہپ رہی ہی کیون پس کہسار صبح
وصل کا سامان ہی آج ای فلک　　شام سی کر پیشتر طیار صبح
حسن کا عالم بہی کیا عالم ہی واہ　　زلف جانان شام ہی رخسار صبح
خیط ابیض کی عوض میری لئی　　لائی ہی سر پر اٹہا کر دار صبح

۹۸

وصل کی شب در پہ کرتا ہی یار　　آچکی ہو گی پس دیوار صبح

سینۂ پر داغ و چاک پیرہن　　ہی وصال یار مین گلزار صبح

اُس صنم پر توڑ کر تار شعاع　　اب گلی مین ڈالی کی زنار صبح

وصل مین تہا صبح سی بیزار مین　　ہجر کی شب مجھسی ہی بیزار صبح

قہر ہو گر شملہ پر زر ترا　　دیکھہ پائی اس پہ ہی رخسار صبح

چاک کرتی ہی گریبان دیکھکر　　کارچوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیری گہر مین باریاب　　نور سی ہی سایۂ دیوار صبح

وصل کی شب ہو چکی اندہیری　　شام سی دکھلاتی ہی آثار صبح

وصل مین حاضر تو غم ہجر مین　　دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

وصل کی شب آتی ہی جو تیری یاد　　تخلو کرتی ہی ستمگر یار صبح

ہی یہان کسکو شب فرقت مین ہوش　　ہو چکی ہو گی ہزار دن بار صبح

وصل کی شب جو ہوئی ہمکو نصیب　　شام کو کرتا ہی نور یار صبح

ہی دعا ای خالق لیل و نہار　　ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

ولہ

ہی نازکی سی قامت جانان سمن کی شاخ — مین سوز عشق سی ہوی حنا کہین کے شاخ
ظالم کو بعد مرگ بہی ہی ظالمون سی ربط — خنجر کا دستہ کیون نہ بنی گز کی شاخ
ہم وحشیون کی بخت جو برگشتہ ہین تو ہین — سیدہی کسی طرح نہو جیسی نکی شاخ
رکہی جو چہرہ سی جو نار سی اسنی تہ ذقن — سب کو ہوا گمان کہ ہی سیب و فندقی شاخ
دیکھی جو یہ چنبیلی کی کلیون سی انگلیان — وہ تیری دست دیا کو ہی یاسمین کی شاخ
دکھلائی اپنی فندق پا کی جو تو بہار — پابوس کو چمن مین جھکی نارون کی شاخ
مرتا ہون مین کسی کی نزاکت پہ دوستو — بہر جریدہ تین ہو نازک بدن کی شاخ
وصف حنائی دست جانان اگر لکھون — درکار ہو برای قلم نسترن کی شاخ

معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل
ناسخ ہی کلک فکر نہال سخن کی شاخ

ہی برنگ گل سراپا وہ بت خونخوار سرخ — کیون نہو جامی کی گل کی وسن زنار سرخ
ہمکو اس مست کا رہتا ہی دن رات انتظار — کیون نہون نہ نشہ کی دیدہ بیدار سرخ

١٠٠

ہوگئی ماری حسد کی سیکڑون دشمن سفید ‌ ‌ گر لہو سی ہو گیا میرا تن افگار سرخ
دیکھکر ای گل تری رخسار آتشناک کو ‌ ‌ ہوگئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ
ہنسکی کہتا ہی تجھی ہی نشہ یا آشوب ہے ‌ ‌ دیکھتا ہی جب وہ میری دیدۂ خونبار سرخ
خون مین تر رہتی ہین پلکین جس نی دیکھا ہی اُسی ‌ ‌ الفت گل مین نہ کیون ہووی مری منقار سرخ
ہی دگرگون حال مجنون کا تجھپر بیشتر ‌ ‌ گر ہزارون زرد ہین گل تو کوئی دو چار سرخ
کل خدا جانی سیہ رو کون ہو کا زاہدا ‌ ‌ آج تو مانند گل ہی وہ سی میخوار سرخ
ہون جو آلودہ بظاہر ہو اُنہی کا گمان ‌ ‌ رنگ سی ہی ابد ہو جاتی ہی تلوار سرخ
ہم سر عریان نے تو چمن داغ جنون کی کہنڈ ‌ ‌ فصل گل مین ہی سر ہر شاخ پر دستار سرخ
پنجۂ قاتل ہون نگین مجھی ملتا ہون کہان ‌ ‌ ہی غنیمت اُسکی ناخن ہی جو گر دو چار سرخ
ملگیا لیلی کو قیس پابرہنہ کا سراغ ‌ ‌ جبکہ صحرا مین نظر آئی لہو سی خار سرخ
آدمی کیا کرتا ہی مست ساقی کی نگہ ‌ ‌ نشہ سی ہو جاتی چشم روزن دیوار سرخ
سیر گلشن مین ہوا ثابت گلونکو دیکھکر ‌ ‌ ہی بجا دنیا مین ہی درہم زردار سرخ
تیر سی لگتی ہی دل مین بات جو کرتا ہی تو ‌ ‌ ہین لب نازک تری مثل لب سوفار سرخ

ہوں میں وہ رنگین بیاں جو پی جہ میرا سخن   مثل طوطی زاغ کی بہی ہووے ہیں منقار سرخ

وله

یار آیا تو ہوئی دید ناکام سفید   جیسی ہوں آمد سلطان میں در و بام سفید

پڑی عکس اسکی لب سرخ کا گر ساغر میں   ہو خجالت سی وہیں بادۂ گلفام سفید

دید اس چشم سیہ کی نہ میسر ہو اسے   دیدۂ غیر ہوں مثل گل بادام سفید

بلکہ بی طول شب فرقت نہیں ہوا ابتک   ہو گئی آہ مری سوئی سیہ فام سفید

سوجہی مضمون بیاض رخ جاناں جو مجھے   ہو گیا رنگ مرکب اوسی ہنگام سفید

سرخ پوشش آئی نظر شوخ پہ جی تنگ بدن   پہنی پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید

گو پہنتا نہیں جز جامۂ رنگین تو آج   کفن ایکروز پہنیگا تجہی خود کام سفید

غرہ کر حسن دو روزہ پہ نہ ای سیم اندام   رنگ سب بلکہ ہیں عیتا ہی بہت خام سفید

اپنی رخسار پہ چہوڑی کبہی جو نقاب   بنی ای صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکہوں نامۂ دلبر میں آہ   بہیجتا ہی مجہی کاغذ وہ دل آرام سفید

تیری محبوب کی قاصد نے کہا کیا ناسخ   ہو گیا منہہ جو ترا سنتی ہی پیغام سفید

۱۰۱

نہین ہی سبزۂ خط عارضِ محبوب پر ہوئی ہین جمع پروانی یہ اک شمع پر
گریبان چاک گل ہی ہین بلبلونکی شور سی ہوا ہی شتیابہ کوئی جانان مجکو گلشن پر
گیا کیون عشق ابر چھوڑ کر طاق حرم نہین شمشیر قاتل پہ وبال اسکا ہی گردن پر
بجائی شمع گل ساقی بلوریں پی نگین ہون کبھی یارب کہ ہو اُس پی کا ہر پیرہن پر
جگر ہوتا ہی ٹکڑی کشتی سی تیغِ تیغ مین ہی کلانک سبقت لیگئی ہی آب آہن پر
لگا کر آنکھ نظارہ مین کرسکتا نہین کی گمان ہی چشم دربان کا دِ جانا نکی روزن پر
مین وہ شوریدہ سر دیوانہ تنہا بعد مرنی کی چڑہا جاتی ہین پیر لوک اکثر میری مدفن پر
ہماری نالہ ہای پُر اثر کی طرز اُڑائی ہی گریبان چاک ہو گل کا نکیون بلبل کی شیون پر
تسلی دل کو دیتا ہی تیغ مژگان کی وہ مسیحا ورنہ عاشق ہی صفائی سینہ سوزن پر
کسی کا دم تابان یاد دلواتا ہی کرکلی سیری برقِ آہ اک شب کی خرمن پر
ندیکھا زیست بھر اس غیرت مہتاب کو تمنی چڑہاتا ہی فلک کیا کا مہتاب مدفن پر
اُسی صیاد کو گلگشت کا کیا آج آیا ہزارون بلبلین ہین [illegible]
خبر ہی جان تن کی صید کا عشق مین جگر ہی محو ناوک پہ نظر ہی کل [illegible]

[illegible]

١٠٣

شفق میں ماہ نو کو دیکھکر حسرت آتی ہے
لہو پیراہن لگتا کسی کی نعش توسن پر

رہا جو زندگی بہر عشق مجکو جوش نکلا ہو کا
چڑہا جاتی ہین آ ہو اپنی آنکہین بہر مدفن پر

تجہی سی عشق ہی سو دیکہتا ہی سرو صنوبر کو
عبث باندہی ہے تہمت بت پرستی کی برہمن پر

گری تہی ایکدن دو چار آنسو چشم جانان سے
بجا ہی سبزہ نرگس ہو اپتی ہی بہر مدفن پر

کسیکی ساتہہ ہو گرم سخن تا وہ جو یاد آ
تو یاد آتی ہین مجکو پری رخسار گلشن پر

تصور بعد مردن بہی جو یہی کر دوستی یار کا
تو گنبد کی عوض ہی برج خورشید اپنی مدفن پر

نہین اس خوف سی جاتا مین قتل غیر پر اسکے
نہ لگ جائی کہین اسکا لہو قاتل کی دامن پر

جہا مین تیرہ دل ہین وہی بی رنج بینی
کہ نازل ہوتی ہی آفت ہمیشہ شمع روشن پر

تصور بہی عجب ہے دو مین ہم ہو کہین بلبلین
لگی رہتی ہی آنکہہ اپنی در جانان کی روزن پر

ہماری غم کی نظارہ کی کب تاب ہی اسکو
تو اسی جراح پہلی باندہہ پٹی چشم سوزن پر

ملا ہی ہین شدہ بیداری شبہا ہجر اسکے
لبی سبزہ ہی خوابیدہ نہ ہو کا میری مدفن پر

رہا کرتی ہا تہہ دامن چہنک کر نوکر تاہم
گریبان آ رہا بس ایک ہی جہٹکا مین دامن پر

اگر تری جلین تو ہی فانوس تو ہی شمع کا ہو
گرین کیونکر نہ پروانی ہزارون جلکی مدفن پر

تپ عشق سے ایسا حال ہے اپنا ہی فرقت میں | کہ گنڈہ ضعف سے طوق گلا ہے میری گردن پر
کسی کا ورد ہوتا ہے کسی کو کب زبانی میں | کہ جام و گل ہیں خنداں شیشہ و بلبل کے رونے پر

اگر ہوتا ہے کو دانہ بھی آئین یہ قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہے ناسخ میری کھیتی پر

رکھیو سواد خط رخ رشک قمر سے دور | رہتی ہے شام جیسے الگ ہی سحر سے دور
رویا ہوں جب سے ابر گریزاں ہے شعلہ رو | بجلی کو دیکھو بھاگتی ہے ابر تر سے دور
کیا روز بد میں ساتھ ہے کوئی بشر | پتی بھی بھاگتی ہے خزاں میں شجر سے دور
لیتے ہیں کے آئی حال میں ہم صوفیوں کا کام | بیٹھے ہیں گرچہ بزم میں مطرب پسر سے دور
اپنے صنم کو لیکے شب وصل باغ میں | بھاگا میں آشیانہ مرغ سحر سے دور
اسمر تھے ہی آتش داغ جنوں کا خوف | لڑکوں کی سنگ بھاگتے ہیں میرے سر سے دور
میں ناتواں تا نہ وہاں تک پہنچ سکوں | لیتا ہے گھر وہ اٹھی لئی میری کمر سے دور
کرتا نہیں کبھی وہ نگہ میری داغ پر | شمشیر یار رہتی ہے میری سپر سے دور
معنی یہ ضعف کی ہیں کہ میں ہو گیا جدا | زنجیر ہے پانوں کی اپنی سے دور

ہی سوز عشق شہپر پرواز مرغ دل
یارو تب اڑ سکی ہی جبتک شرر سے دور

یعقوب رو ئی گر غم یوسف مین تہا بجا
رونی ہی کی جگہ ہی پسر جو پدر سی دور

کہتی ہین اسکو کیا کہ مین عاشق ہون ان بتون
ایک غیر کا پسر جو ہی میری نظر سی دور

ناسخ جو اُسن یکو اجنبی کا خوف ہی
وہ بی کہ کہتا ہی نا نظر سی دور

جیتی جی جاؤ نہین کیونکر کوئی یان چہوڑکر
بلبل نالان کہان جائی گلستان چہوڑکر

چاہی وحشت مین جامہ چاک ہو نا رو چکا
دامن قاتل کو یون اپنا گریبان چہوڑکر

وصل جانان مین نظر آیا شبستان صبح
سبزہ کیا دیکہو ہی خط جسا جانان چہوڑکر

کاوش غم ورنہ میری دل پر اسی کیا
خار جاتی ہین کوئی صحرا کا دامان چہوڑکر

روح لیلی کا عبث ہی تجکو مجنون انتظار
بوئی گل کب عبث دکرتی ہی گلستان چہوڑکر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہی شیدا
جاتی ہی اکروز آخر جسم کو جان چہوڑکر

ہو وطن ... میری کو نہ ہمو کی قدر
لعل قیمت کو نہیں پہنچتا بدخشان چہوڑکر

کو ... کو چلی وحشت مین یہ صحرا سی
بہاگتی ہین جبطرح تیر میدان چہوڑکر

۱۰۵

ہوتی ہی غربت میں شوکت پیش بنی اللہ کی ‏ ‏ ‏ سنج اٹھائی کسقدر یوسف نی کنعان چھوڑ کر

خور بہی ساقی مرا کیونکر ہی مجہہ پر حرام ‏ ‏ ‏ واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہوا ہی وصل جنت مین بہی مجکو یار کا ‏ ‏ ‏ کب وہ انسان ہی جو مانگی حور انسان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لا کر چہوڑ دینا ہی بڑا ‏ ‏ ‏ جان سی جا دو شمن نہین اف جانان چھوڑ کر

سر پٹکتی پہرتی ہین امواج سنگ کوہ سی ‏ ‏ ‏ چل بسی ہیت سہم کیا کیا تند طوفان چھوڑ کر

اٹھا دہلا نہین گرمی جہان نگین ‏ ‏ ‏ اٹھ گیا دنیا سی خاتم کو سلیمان چھوڑ کر

زاہدا کیونکر کرون نہین ترک دنیا کو ابھی ‏ ‏ ‏ سیر کو آئی ہی آدم باغ رضوان چھوڑ کر

آج تو پوشاک پہرتا ہی تو کل دیکہیو ‏ ‏ ‏ جایگا ناش تیری لاش یان چھوڑ کر

روشنی کی جستجو میں شب وقت تو میں ‏ ‏ ‏ شعلِ اٹھی ہی سحر و چراغان چھوڑ کر

دیکھ لو فرقت نیکی جو برق و ابر کے ‏ ‏ ‏ خندہ زن جاتا ہی ظالم مجکو گریان چھوڑ کر

عیش تنہائی ہوا مردوں کی گر تسی محال ‏ ‏ ‏ جا دون یا رب اب کہان شہر و بیابان چھوڑ کر

مر گیا کیا ناسخ ہا شیخ جو سایۂ نقش قدم

مسجدون مین بیٹھ رہتا ہی کان چھوڑ کر

گنتا ہون کو بوجہہ مین نا کام وش نِ | کہتا ہی جبھی تیغ گل اندام وش پر
جالی کی آستین نہین ای نازنین ترے | عاشق کی مرغ دل کو ہی دام وش
تو وہ حسین ہی دیکہہ لی گر طفل بہی تجہے | تو مین چین اسی ہو نہ آرام وش
کیا منہہ سی نیک و بد مین نکالون کہ رات دن | اخبار گوئی کرتی ہین ارقام وش
ای می کشو ر الست ساقی کو دیکہنا | لاتا ہی کہہ کی مثل سبو جام وش
پاس حرم نچا ہی ای پیچ جنون | بار گران ہی جامۂ احرام وش
تعمیر جو مرقی ہین نا فہم بیکر | لیجا مین کی اُٹہا کی رو بام وش
بالونکا کچہہ اثر بغل یار مین بہین | پڑتا ہی عکس زلف سیہ فام وش پر
ڈوبا مری صنم کی جو کردن کا بیہین | زنار رکہین صاحب اسلام وش
یہ التجا ہی پیر مغان کی جناب مین | رکہون مین ساق ساقی گلفام وش
شیرین کو ڈہونڈہتی ہی کوہکن کیطرح | تیشہ لئی کہڑا ہون مین نا کام وش

بس ہی لی ہی نقش قدم یار کو سجدہ گاہ
ناسخ نہی کی جبین رکہا کام وش

مجھ تیرہ دل کی پہنچی جو آہ آسمان پر — سیارے ہوئے تمام سیاہ آسمان پر

دیکھا ہے ہمنے خوب نشیب و فراز دہر — آنسو زمین پر ہیں تو آہ آسمان پر

خالی نہیں ہے جلوۂ جانان سے کوئی جا — وہ گل زمین پہ ہے تو ماہ آسمان پر

ہے چاند مثل عارض جانان تو آفتاب — دونوں زمین پر ہے گواہ آسمان پر

اسفل نہیں ہیں فیض سے اعلی کی تاب — مہتاب ہے زمین پر ماہ آسمان پر

رکھتی ہیں کس ادا سے زمین پر قدم حسین — حالت فرشتوں کی ہے تباہ آسمان پر

میری زمین شعر کا دیکھی جو مرتبہ — تحقیر سے کری وہ نگاہ آسمان پر

تلوار تو تراہ کی باندھی تو سب ملک — کرنی لگیں تراہ تراہ آسمان پر

سفلہ کو گو کہ پرلگیں لیکن ہی نارسا — پہنچی کبھی ہوا سے نہ کاہ آسمان پر

دیکھیں جو تجھسے کی مقابل زمین پر — ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر

ایسا اچھالتا ہے مجھے اضطراب دل — ہوتا ہون گہ زمین پہ گاہ آسمان پر

رفتار یار دیکھ لی ایسا ہوا ہے کم — ملتی نہیں ہے راہ ادا آسمان پر

بے شبہ پسر طائر ہے دم شکار — بیٹھی اگر وہ تیز نگاہ آسمان پر

ہر شب تیری در پہ گدائی اگر کری ہرگز نہ آفتاب ہو شاہ آسمان پر

ناسخ بہلا دیا ہی وطن کو جو اسقدر
شاید مسیح کی ہی رفاہ آسمان پر

زنداں میں ہی کوچہ ترا ای یار آتا ہی نظر بلبل قفس میں ہی مگر گلزار آتا ہی نظر
تیری ہی عاشق کا گماں ہوتا ہی مجہکو بجان کوئی بہت جو ناتوان بیمار آتا ہی نظر
تجہسی جدا میں جیسی ہم ہیں جب آئینہ سی ہم غمخوار ہر اک بی صنم خونخوار آتا ہی نظر
نہادم جو جسم زار میں ہی دیدۂ خونبار جینا فراق یار میں دشوار آتا ہی نظر
یاد آتی ہی اتری ہوئی مستی شراب عشق کی بہکا ہوا جب دم کوئی میخوار آتا ہی نظر
بی ہی ہی ان بیزار اندنون جو ہی مرا دلبر بتا مجہسی نیا یا اندنون بیزار آتا ہی نظر
دیکہی ہیں جس نی کنظارا آنکہیں تیری ہی فتنہ گر مانند نرگس بیتہی بیدار آتا ہی نظر
قرا خندنگ ہی غنچہ لب میں جو ہی سب سینہ کو شوق کرتی ہیں سو فار آتا ہی نظر

ناسخ ہمیں آپ ہی ہون پہر شوق اتنی اسقدر
جس سمت کرتا ہوں نظر دلدار آتا ہی نظر

109

پاسبانِ حسن ہی خال اُس رخِ پرنور پر
اڑتی ہین قلقل حفاظت کو تعین کافور پر

باغِ عالم مین یہی پہل ہمنی پایا ہی اب
دانت اُسکی تیغ کا ہی خم کی انگور پر

ہو دیونکو خانمان برباد کرتا ہی فلک
جب تب آتی ہی آفت خانۂ زنبور پر

کی خدائی کا دعوی پر اے صنم جنت حرام
ورنہ کسکی آنکھ پڑتی تیری موجود پر

داغ ہی اُن زلف و رخ پر چاہیئی عشاق کو اب
مشک بہی تہوڑا چھڑک دو مرہم کافور پر

دیکھکر تجکو گلوں سی پہر ابلبل کا دل
بعد مدت بہی چمن سی جا لگتی ہین دور پر

ہی جو دعوای خدائی کر جفا سی
ای صنم کتنی ہی ہی یہ جفا کی نور پر

تیغ اُٹھائی ہین حسینونسی جانا نے سیتہ
بعد مرون ہی نہ آنکہ اپنی پڑی کی چور پر

جذبۂ عاشق کند جلوۂ معشوق ہی
قبل موسی کی آتی ہی تجلی طور پر

تا میان چشمۂ خورشید آتی ہی نظر
جہلملیان تاکی ہین یا عارض پرنور پر

خاک کا پتلا ہی وہ جسکی نہی گہسن
یا الہی ہی بال ابر جہلم مرغ دور پر

پاک ہی جو سنج محتاج پوشش نہین
حاجت فانوس کیا ناسخ ہی شمع طور پر

110

بی خطر یون ہاتھہ دوڑاتا ہون زلفِ یار پر
دوڑتا تھا جسطرح ثعبان موسیٰ پر

سُست بنیادی ہی ہی ختم اپنی مکان تار پر
منہدم ہو چاندنی آجائی گر دیوار پر

کہتی ہین سب دیکھکر ابرو کو چشم یار پر
کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نی بیمار پر

ہی مژہ برگشتہ مائل ابروی خمدار پر
میل یہ خنجر کو جنسیت سے ہی تلوار پر

کیا نرالی گرم بازاری ہی تیرے یوسف کی ہی
پڑ گئی جب آنکھہ اک بجلی گری بازار پر

تیر مژگان بھی غضب تھے پر کیا ابرو نی قہر
لٹ گئی لاکھون جو نوبت آگئی تلوار پر

پنجۂ مژگان بڑہی جاتی ہین ابرو کیطرف
ہاتھہ کیا رکھتی ہین ترک چشم تلوار پر

کیا پیون دورِ فلک مین ... جام [illegible]
قطرۂ شبنم نہین بچتا زبانِ خار پر

جیسی ہی مجہہ ناتوانکو ... [illegible]
خلق کہتی ہی ہوا ہی خارِ عاشق خار پر

تند خو ظاہر مین ہون باطن مین ہون [illegible]
جسطرح کانٹی لگی ہون باغ کی دیوار پر

دنکو زاہد بھولی ہین اپنی یہ [illegible]
شمع مینا چاہیی میخانہ کی دیوار پر

روی خندان ... مین تری تصویر مین [illegible]
سبزۂ خط کا ہی عالم مرہم زنگار پر

بی ارادہ طی ہوئی جاتی ہی [illegible] راہِ عدم
طائرِ روحِ روان کو کچھہ نہین درکار پر

111

میری گردن ضعف سی اتنی جھکتی رہی ہے — بارہ کھولی ہی اُسنی آج کیا تلوار پر

ایک اشکِ گرم ناسخ گر خزانہ مین گری
طعنہ زن فوارہ ہو نقارہ سیتار پر

بدنما کیسی ہین مجھ وحشی کی جسم زار پر — یون لگا سر پر ہی جیسی آبلہ ہو خار پر
دورِ جام مے تصدق ہی اگر تیار پر — خون دل پینا ہی مے ہی قامتِ دلدار پر
لخت دل سینی سے ٹوٹی آنکھ سی ٹپکی — دیکھو اچھا صحبت گل ہین عاشق خار پر
ایسی ہم وحشی رہا پرواز سی چھٹ گئی — بھیگتی ہی طائرونکی ہوتی ہین بیکار پر
کسقدر ہی آپکی دستِ حنائی کا اثر — پتی ہی جنگل مین گل آیا لبِ فار پر
او بتِ کافر تری سوجھی کرکی شبیہ — دیتا ہون مرتی ہی ہم رشتۂ زنار پر
ہی گل ٹپکی سی گل تصویر کی قیمت نیا — فوق ہی پیشانی حقیقت کہ حقیقت دیوار پر
گل مین جوش خلق سی مقبول نظارہ ہی جو — باغ عالم مین نظر پڑتی ہی کسکی جار پر
قطرۂ شبنم گلونپر جبکہ دیکھی باغ مین — سوجھی پیتی خندۂ دندان نما یار پر
شاعری ہی ذات اپنی انکی قلم — لکھتی ہین اشعار دیوار و در و جار پر

۱۱۳

١١٣

عازم گلگشت و سیر کش ہی کیا جو جہان — آ تنا ہی شامیانہ ابر کا گلزار پر
بندہ کیا مضمون جو اسکی روئی آتشناک کا — پڑ گئی چہالی زبانِ کلک گوہر بار پر
عندلیبین کہتی ہین سنکر صریر کلک فکر — توڑ دین منقارونکو اب اس زاغ کی منقار پر
دیکہکر اوس گل کو ہر غنچہ ہی جلا دینے لگا — نالی کب موقوف ہین بلبل تری منقار پر
جان لی عالم کہ کہی ناسخ می خوار کا
چاہئی تو دل کی ٹکڑی ہون مری دیوار پر

غش مجہی آیا جو مین پہنچا درِ دلدار پر — پانو کی بدلی رکہا سر سایہ دیوار پر
شعر کہتا ہون کسی کی ابروی خمدار پر — قط نہین میری قلم پر بارہ ہی تلوار پر
میری غم مین اشک مین مژگان چشم یار پر — دانہ بستہ تاک ہی گویا در خار پر
فاش ہوتا ہی چہپاتا ہون جو عشق آپ کا — داغ سودا ہی لگا طرہ مری دستار پر
رہنی دی سینی مین ای جراح تو ناوک یار کا — ہنستی ہین چاکِ گریبان زخم دامن دار پر
جانتا ہی دیکہکر مجکو تو ترسا ہی لہو — یہ گمان ہی اوسکو میری دیدۂ خونبار پر
کوی جانان مین بجن پہرو مہ ہون پاے یار — پای خفتہ خندہ زن ہین دیدۂ بیدار پر

دو کرتی ہین پنہانی مین جسم ہاتف کو — لیپچلی برسات مین ہی بار جسم یار پر
اسنی لقّے دیکین آیا زوالِ حسن بھی — بس خزانہ رہ چکا جب آگئی آفت مار پر
آسمان کا منطقہ ٹہر الیا جس طرح — وہم یون ہوئی کمر کا ہی جہان کو یار پر
ہو دی ہی تصویر شیرین اسلئی فرہاد نے — روح بہی پیکا کری جو تیشہ تک کہسار پر
بیٹہنی کا قصد کرتا ہون جو کوئی یار پر — سایہ پڑہ جاتا ہی مارے بخل کی دیوار پر
ہو نہ دنیا مین کسی کو تقاضائے اجل — یہ نوشتہ ہی بیاض صبح کے رخسار پر

کام کیا ہی مجکو ای ناسخ کسی فی النار سی
جان و دل سی ہون مین عاشق حیدر کرار پر

انکہ جیسی پڑ گئی ہوئی میان یار پر — رو نکلتا بار گران ہی میری چشم زار پر
ہی نگاہ یار ہر دم میری چشم زار پر — بجلیان گرنی لگی ہین سیکڑون اک خار پر
جو پڑی ہی وہ دیوانی چشم یار پر — ہی گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر
زلف کی حد سے زیادہ جس سے بیتابی ہے — دن سی افزون رات بہاری ہوگئی بیمار پر
ناتوانون کی المسلی ہی غفلت کو شہید — خوش ہوئی سب ناخن سے ...

لوح تربت کی جگہ شایان ہے تیرا نقش پا | مر گیا ہون آہ ہے پیکر تری رفتار پر

خط نہین ہی مانع نظارۂ رخسار یار | سیر گلشن مین نظر پڑتی ہی کسکی خار پر

گھر مین ہی پر مین خریدار اُسکی یوسف سے زیادہ | خود فروشی کب بھلا ہوتی ہی بازار پر

جسم خاک آلودہ مجھہ حیران کا ہی یون عیان | ہی عیان روزن کا عالم دیدۂ بیدار پر

ہو گیا مین قتل قیمت مین جو دیکھا یار سے | خون ثابت ہی مرا اس مغربی تلوار پر

بس یہی تدبیر اب انکی بھگا دینی کی ہی | جی مین ہی ہو جاؤن عاشق خندروئے اغیار پر

اپنی قسمت مین سے غم کہانا گوارا کیون نہ ہو | آگ کہانا شاق ہی کب مرغ آتش خوار پر

وہان وہ انگشت حنائی ہی حجابی مین ستار | یہان دل پر خون کی ٹکڑی ہین مژگان کی تار پر

جب گیا گلگشت کو گلزار مین وہ مہ جبین | پٹیان بندھوائین چشم نرگس بیمار پر

جم گیا ہی اسقدر میرا لہو پوشاک مین | شاخ مرجان کا ہی عالم یار کی تلوار پر

جوش سودا سی یہ تہا کیا ہی ناسخ کا لہو
ہی میں تاب اُس بت سفاک کی تلوار پر

عاشق و معشوق سے ہے دن مین تیرہ یار | ذری کیا خورشید غش ہین دن وہ دیوار پر

115

جب غزل کرتی ہیں موزوں قامت دلدار پر | تو الف لکھتی ہیں جای صاد ہم اشعار پر
خوف آتا ہی کسی مفقود کی مژگان ہنوز | دشت میں ٹوپی نہیں دیتا قدم میں خار پر
زینۂ بام ترقی ہی بلند و پست دہر | دم میں پہنچا تا فلک عیسی چڑہا جب دار پر
ہی یہ میری ضعف کا روز جدائی میں اثر | شام ہی او دہوپ چڑہ سکتی نہیں دیوار پر
طاق کعبہ پہ لکھا یا ہی کسی نی آئینہ | یا جبین صاف ہی یا ابروی خمدار پر
شب جو اولٹی اوسنی وصل کی چادر اتار | چاندنی کی شکل سفیدی رہ گئی دیوار پر
سر برہنہ ہو گیا جوش جنون سی آفتاب | دیکھ کر تشویش کا طرہ ہی دستار پر
باغبان گلہای کیون نہ خوش ہو سنی حالی دماغ | آج پہولونکا ہی طرہ یار کی دستار پر
جیسی روپوشی کا شکوہ سنگی ہو لا دہم | کر رہی ہی تجلی خدا کی طالب دیدار پر
دیدۂ گریان سی ہنسی چشم کی تو شکل برق | کیا ہنسی آتی ہی مجکو ابر دریا بار پر

دیکہو ناسخ شیخ معمم کی طرف
کیا کلہ مسواک کا ہی گنبد دستار پر

تاثیر الفت سی ہی خط روی یار سبز | کرتا ہی جسم کو اثر زہر مار سبز

116

عاشق کی دل کی حال سی ہی کسکو اطلاع | باطن مین پُر شرر ہی بظاہر چنار سبز

اِلّا دن ہوئی صنوبر دلکو نہ تار گے | بی برگ ہو کی نخل ہوئی لاکھہ بار سبز

لاریب ہین یہ گلشنِ فردوس کے شجر | سبز کیون لباس کرین اختیار سبز

پست و بلند عالم بالا کو ایک ہین | کرتا ہی کوہ و دشت کو ابر بہار سبز

تاثیر دیکھو افعی کاکل کی زہر کے | مو باف سرخ ہو گئی ہین لاکھہ بار سبز

گلزار حسن یار کی بھی طرفہ ہی بہار | عارض پہ خط سبز نہین ہین یہ خار سبز

مینائے بادہ کا جو تصور ہی ہا دیا | آنکھونکی ڈوری ہو گئی وقتِ خمار سبز

ہین گل عذار ماہ محرم مین سبز پوش | گویا کہ پھول سرخ ہین او شاخسار سبز

ٹھوکر لگی جو توسنِ بادِ بہار کی | مانند برگ سنگ سی نکلین شرار سبز

رو رو کی خط کی غم مین نکالا ہی تو نے خط | سبزہ نہ کسطرح ہو لبِ جویبار سبز

یکرنگ ہر سفید و سیہ ہی بہار مین | گویا ہی رنگ ابلق لیل و نہار سبز

فیضِ بہار عام یہ ہین ہی تو اے گل | سنبل کی شاخ سا ہی مرا جسم زار سبز

عالم تمام صید ہی دامِ بہار کا | کرتا ہی چوب تیر کو خونِ شکار سبز

117

ہم خاک ہو گئے ہیں خطِ سبز یار پر
مثلِ گیاہ سودہ ہوا اپنا غبار سبز

مارا جنون نے مجکو شروعِ بہار میں
لازم ہے شامیانہ بروئے مزار سبز

ناسخ کمال یار پہ جوشِ بہار ہے
کیا روئے سرخ پر ہے خطِ مشکبار سبز

اسقدر زیرِ فلک اسکو گل اندام رقص
کر رہا ہے بولی گردونکو بی آرام رقص

سیکڑوں مردے کفن سے نکلے ہیں ہو کر کشتہ
فتنۂ محشر وہ ہے جسکا کہا ہے نام رقص

مرغ خوشخوان اسکے ہیں آہوں کا جسکی صحن میں
آسمان طاؤس سان کرتا ہے صبح و شام رقص

لگتی ہیں مینا کے جونکو پیر اروں شعر کرن
کرتے ہیں بیہستی میں جب ہم رندِ آشام رقص

ہو گیا پیر عرش اپنا جوانی سے دو چند
ہاتھ میں عیسی کے ہے جب نکا جام رقص

دور دامن تنگ گیا ہے مجکو مثل آسیا
ہے ستاروں کو میرا ہی سبب خود کام رقص

گر غضب ناقوس کی جا ہے اک نالہ کرون
بتکدے میں ہر طرف کرتے ہیں پہ اصنام رقص

تو ہے صیاد او ظالم کہ تجکو دیکھ کر
کرتے ہیں مرغانِ بے پر کی اسیر دام رقص

ہے اٹھی مردے ہزاروں کی آہنگ کی صدا
دل میں سنکے لایا ہو کا ہنگام رقص

119

ناچنی گانی کو کیا تب ہی اُسکی سامنی
ہر سخن اُسکا ہی اب ناسخ غنا کا مصر

رکہتی ہین گل عشق رخ شوق جانانہ شمع — گل ہوئی ہین یہ گل بلبل صورت پروانہ شمع
کیونکر اُسکی آنسو نکلتا نہ ٹوٹی یکدم — کہتی ہی میرا زبان حال سی افسانہ شمع
دیکھتی ہی قامت جانانکو حیران تمام — فاختہ شمشاد بلبل شاخ گل پروانہ شمع
اُسکی نور رخ کی آگی بوستان بزم مین — دور ہوتی ہی برنگ سبزۂ بیگانہ شمع
شرم سی اُڑجاتی شعلہ کیون نہ جگنو کی طرح — دیکھی محفل مین جو نور فندق جانانہ شمع
اشک مالا موتیونکا دود کاکلی عاشق — رکہتی ہی تحت لگن مین شوکت شاہانہ شمع
سوس ہی شاید شبیہ چشم مست یار کا — ساغری مین جب چراغ اور شیشۂ میخانہ شمع
بزم عشرت ہی بپا اب جانانہ بجلی سی شمع — جاتا ہون غل کی آنکھون مین پروانہ شمع
کیون مین تشبیہ دون انگلیکو دو شمع — شمع کا شعلہ ہی چہرہ قامت جانانہ شمع
کیا موشہجو مری سوز درد نکالا جز — ہو زبان افسانہ گوکی کہتی ہی افسانہ شمع
وصل کی شب ہین جب عاشق شوق — شمع سی جلتی ہی جب تک ہین پروانہ شمع

[illegible]

پنجۂ نازک جو ہین مہندیسی شعلہ شمع کے — صاف آتی ہین نظر اب ساعد جانانہ شمع

جرم اظہار محبت پر نکیون سر ہو قلم — سامنی جانا نکی کیا روتی ہی کہتا جانہ شمع

الطرف ہی اشک افشان الطرف شیشی — رکھتی ہی اوقات تیری عشق مین ہنستا شمع

اور رکھتی ہی جنون انگیز اب مجکو غزل — داغ سودا کی رکھی وحشی دل دیوانہ شمع

ولہ

ساق جانان دیکھکر ہنستی ہی جو پروانہ شمع — شعر مین اسکو نہ باندھیگا بجز دیوانہ شمع

کیون نہین جیتا مجھی غم عاشق جانباز کا — دیکھو روتی ہی پروی لاشہ پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہی گم ہوتا ہی نور آفتاب — کب ہی ممکن کر سکی روشن مرا کاشانہ شمع

کرد کہا دی اپنی بابلی کی وہ پہلی کا دماغ — ہو برنگ ماہی بی آب بیتابانہ شمع

شاہ عادل کی عدالت سی نہین بانین حق — بزم عالم مین ہی اب کیرتی بی باکانہ شمع

کیا نزاکت ہی کہ جھنجھلا کر لگاتی ہی وہ سات — محفل عشرت کو کردیتی ہی آتش خانہ شمع

رکھتی ہی سجدہ تیری نام کو ورد زبان — اپنی رشتہ مین پروتی اشک کا دانہ شمع

اسلئی ای شمع رو فانوس مین رکھتی ہین — جل نہ جائی تجھسی اگر صورت پروانہ شمع

ولہ

[illegible]

١٢٠

[illegible]

ہون وہ پروانہ کہ وہ تیک باد جو لنگ | گل استقبال کو محفل سے بھیجتا ہے شمع
سبزۂ خط ہی ساری جسم مین اگنے لگا | لب جو محفل مین بی مگس قیامت سی بی پروانہ شمع
لالہ و گل کو گلستان مین بنا دی گر چراغ | شاخ شبو کو کری نو بر رخ جانانہ شمع
تشنہ لبی ہی جو جہنسی نکلی ٹپکتی ہی زبان | چاہتی ہی دست ساقی سی پیمانہ شمع
تیری پابوسی کی حسرت مین جلی گی بہہ | لیتی ہی فانوس کو محفل مین بدر انجامہ
جلتی ہین شوق جاتی ہی جو پاسوی پا | کیون نہ محفل مین جلا دے شہر ویرانہ شمع
اور لکھتا ہون شب کہ تیغ شعل | ہی مہی آتش زبانی بہ جلو تحانہ شمع

ولہ

ایسا پروانہ زمانہ مین کہین دیکھا نہ شمع | طور کا شعلہ ہی پروانہ رخ جانانہ شمع
حال دل یا دل جانانہ ستر کی جھلک | شہر سی ہو کر جدا جلتی ہی پا بوسانہ شمع
جل ہی ہین جو بہ آئینہ پروانہ نکلک | آئینہ فانوس عکس جانان جانانہ شمع
دشمنی کرتا ہی جس سی ہوا سیہ رو | روشنی لی جا جاتی ہی دل کا شانہ شمع
بسی لعنت جو سی ہی شعلہ وہ تپاک | ہی مگس سی آشنا پروانہ بیگانہ شمع

۱۲۲

ایسی شرمندہ ہی اڑ جاتی ہی مثل شرار | بزم جانان مین جو پاتی شہپر پروانہ شمع

گر کی بجلی نی نکالی ہی سر حسرت سی آج | پیچ تو ہی کرتی کہان روشن مرا کاشانہ شمع

ہی خیال روی تابان روشنی ممکن نہین | ہی یہ تاریکی نہین پاتی مرا ویرانہ شمع

بیٹھتی دیکھا نہین ہرگز کسی نی لگن | لٹتی ہی اس بزم کو ایسا ہی سا فرخانہ شمع

سر پہ سوزان داغ سودا و نہین بنجر شک | تیری محفل مین کہری ہی صورت دیوانہ شمع

لنگ اس خاطر بناتی ہین کہ تجھکو دیکھکر | بہر پابوسی دوڑی آئی بیتابانہ شمع

جانتی ہی وہ مری آتش زبانی ہمنشین | ہو سکی کی بزم عالم مین کبھی یگانہ شمع

غول بی مشعل نہین آتی ہین مانع سی جو قافلے | چیخ کر بہاگی اگر دیکھی مرا ویرانہ شمع

منہہ دکہا دیتا ہی پروانو کو گر وہ شعلہ رو | بہول جاتی ہی تماشہ سب ناز معشوقانہ شمع

شاہ ملک عشق ہون مجہ پہ بہی لیتی ہون باج | گل چڑہا جاتی ہی بلبل قبر پر پروانہ شمع

کچھ فقط تو ہی نہین ناسخ دل و جانسی نثار
بزم مین پروانہ مین سب اور ہی صاحب خانہ شمع

وصل مین تہی رونق محفل تو آتی جنگ پہ شمع | آہ و افغان داغ سوزان ہی ہہان ہنگام شمع

۱۲۳

شعلے عارض دو لفین قد ہیں سیانے ہی میں دھے — کیا تفاوت ہی میان دلبران سنگ و شمع

سنگ فرش اور شمع پاس اسکے پھر دونوں رہے — کیوں نہ دیکھوں میں حسد سی سنگ و شمع

روشن اسکی سینہ پر نور سی ہوتی ہی ہم — نور میں یکسان ہی وہ آئینہ بہ رنگ و شمع

داغ سوزاں سے آفت شعلہ اوپر بال — شعلہ و یکسان ہے تیرا عاشق بی سنگ و شمع

کھینچی گر نقشہ تیری رخسار آتش رنگ کا — کیا عجب یکرنگ ہو کر جامہ از رنگ و شمع

گوری گوری انگلیوں پر مہندی کا رنگ ہے — قدرت حق سی ہی یا توام گل اور رنگ شمع

شعلہ رخساران سنگین دل سی لیتا ہو جو کام — بعد مردن بھی ہماری سینہ پر ہی سنگ و شمع

حسن یوسف سی ہوئے پر نور ایسی وہ مصر — روشنی میں تھا برابر میل ہر سنگ و شمع

میکشوں سی یاد ہے مست کرو زیر زبر — ہی برائی محتسب کافی بس ایک سنگ و شمع

گیسوی شبرنگ و خط سبز روی آتشین — ہی شب تاریک اور فانوس مینا رنگ و شمع

یار میرا سنگدل ہی اور میں ہوں موم دل — دیکھ لی جسنی کہ دیکھا ہو ربط سنگ و شمع

خاک پر جا کر اندھیری قبر میں لیٹی ہیں شاہ — جاتی جب ہم کہ لیجاتی وہاں اور سنگ و شمع

شمع سان جلتا ہی عشق سی لیتا نہیں — ایک ہی میری وفاداری کا پایہ سنگ و شمع

بزم میں ہر شب اسی کی شکل سی جلتی ہی ہی ‏— شاعر کو کیا نسبت حسن شوخ شکل و شمع

عاشق آ سر مرتی ہین تیتی ہین جی اپنی تنگ ‏— ہی برابر شاہ نشین و ہر دو آتش تنگ شمع

شام سی تا صبح ہی مجکو جواب لیفات ‏— سامنی کہتا ہون اپنی نسخہ فرہنگ شمع

تہا بقا اگر رات اے ناسخ پس محمل روان

گوش و چشم اپنی لگائی بر صدائی زنگ شمع

عریانی جنون میں سر ہی کام آئی داغ ‏— طاؤس کی طرح ہی بدن پر قبائی داغ

سوداگران مشک کا ملتا نہیں دماغ ‏— مرہم کی ہی تلاش جو ہمکو برائی داغ

جلتا ہون بیچ یاد تن نازک مثل آفتاب ‏— حاصل ہوا نہ مجکو فلک سی سوای داغ

ہوتا ہی کرم خوردہ گل لالہ جسطرح ‏— ناسور یون ہین بیچ جگر مین بجای داغ

پیدا غ آسمان نی ترکہا کسی کو یہان ‏— ہر ایک سے جبین نی بہی چیچک کی پائی داغ

شکوہ نہیں ہی چرخ شش سودای عشق کا ‏— مانند شمع سر ہی ہمارا برائی داغ

سودائی ہم ہین ایسی کہ بہ حال الا نہ ‏— ہوگا ہماری خاک سی نشو و نمای داغ

جراح اپنی سینہ مرہم کو دور رکہہ ‏— بہرتی ہین کی اس سی اور مری شعلہ ہای داغ

کیونکر گلونکی خاطر نازک کو توڑتا — گلشن مین عندلیب سی سینی مین چھپا ہی داغ

مرنی کا غم نہین یہ مگر داغ ہی مجھی — دامن سی اسکی میری لہو کا چھٹی ہی داغ

جنت کو جائین کی لئی روز عمل مین ہم

ناسخ یہ ہین جو بعد فنا ہی بقا ہی داغ

دیکھی نہین جہان مین مثل نگاہ تیغ — ہوتی نہین ہی جسطرح ہمسر ذوالفقار تیغ

مرگ کی ہی جو بیخودی مستی عشق ہی مجھی — موج شراب مجکو تھی یار کی آبدار تیغ

ابروی یار اور مژہ کرتی ہی آہ مجکو قتل — آتی ہین تیر متصل پڑتی ہی بار بار تیغ

قتل کیا ہی بیخطا تونی جو مجکو بیوفا — جوشش سرشک خون سی روتی ہی زار زار تیغ

جوہر وہ نہین جمع ہی عیان یہ منتظر گل — رکھتی ہی دست یار مین اپنی اختیار تیغ

عمر ہی سخت جان کی کرتا جو نہ بنا سکی — پڑتی ہی جبکہ سنگ پر ہوتی ہی شعلہ بار تیغ

تیغ نگاہ یار کا جبسی ہوا ہی غلغلہ — خوف سی شل شاخ بید ہی ہی تیر تیغ

دوست جو ہی نکبھی اس سی ہوگی دشمنی — آئی کلی جو لگ گئی کرتی ہی مجکو بیقرار تیغ

کھونسی غیرت چمن کسکا لیا ہی نخل تن — آج برنگ شاخ گل رکھتی ہی ہی بہار تیغ

وله

جسکا نہیں ہی معنی تیری رخسار کا روشن چراغ — ہی یقین بنجائینگی دیوار فرنگی روزن چراغ
جب تلک ہی حسن معشوق و نہ عاشق بیشمار — گردہین پروانی بھی جبتک کہ ہی روشن چراغ
جوش وحشت نی کیا ایسا مجھی آتش قدم — خانۂ زنجیر مین ہونی لگی روشن چراغ
روشنی ایسی ہی اُسکی سینۂ پر نور کی — ہوگیا مجکو یقین ہی زیر پیراہن چراغ
ہین جو روشن طبع بغض انسی کا ہی نیکو ہی — چور کو جسطرح آتا ہی نظر دشمن چراغ
روشن ایسا اُس گل عارض سی ہی بیت الصنم — تیرہ آتا ہی نظر مثل گل سوسن چراغ
ہین جو عمدہ اُنسی مفلس بہرہ ور ہوتی نہین — آتش یاقوت سی ہوتا نہین روشن چراغ
تا لگی آیا جو پیہان خم دل سوزن سیم — بن گیا رشتہ فتیلہ چشمۂ سوزن چراغ
گردون روشن آتش داغ جدائی سی اگر — برق سان کرنی لگی بیتابی روشن چراغ
جھڑتی ہین سنگ لحد سی تا مین لگتی ہین شرر — میری تربت پر جلا تا ہی تو اب آہن چراغ
کوئی پروانہ جلی کا تو جلو کا غم تمہین — دوستو ہرگز نہ تم رکھنا سر مدفن چراغ
ہوتی ہی نور خرد سی اہل عقل کو گریز — بیشتر انسان بجھاتی ہین دم خفتن چراغ

ولہ

داغِ حسرت جل اُٹھا گلگشت میں بے یار کے | آتشِ رنگِ چمن سے ہو گیا روشن چراغ
پھونک ماری غنچۂ لب سے اگر دو شنگ گل | بزم میں پھیلائی بجھکر نکہتِ گلشن چراغ
کیوں نہ ہو پیرِ فلک کا حمق ظاہر خلق پر | دنکو جب روشن کرے خورشید کا گون چراغ
اُسنے کل اسکندری آیینہ میں دیکھا جو منہ | بن گیا عکسِ فروغِ حسن سے آہن چراغ

جس شبستان میں ہو جائے کلکِ ناسخ شعلہ ریز
چاک سازد جامۂ فانوس را بر تن چراغ

سنبلِ شبگونکی جا دیکھی پٹا از فراق | ہو گیا میں دل کی بستی سے گرفتارِ فراق
وصل میں بیٹھی ہا ہے جسدل کو ہوتا تھا قرار | ای فلک تو نے کیا اُسکو گرفتارِ فراق

ولہ

برنگِ گل مجھے کیا چاہیے گریبان کا چاک | کہ مثلِ غنچہ ہزاروں ہیں دل میں پنہان چاک
تصورِ دلِ صد چاک میں ہے آتش کا | ہوا ہے جسکی اشارے سے ماہتابان چاک
ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغِ بدل | ہر ایک گل ہے چمن میں ترا گریبان چاک
تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیری ساتھ ہی | کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک

یہی دعا ہی خدا سی کہ ہون بیابان مرگ　　نہ میری عشق سی پیراہن غزالان چاک

جو زیست چاہی کری دل سی پہلی صلح　　صدف کی سینہ کو کرتی ہین گہر دندان چاک

نہین ہی جادہ مین وحشی پہ پہنسا جو زمین　　میری فراق مین ہی سینۂ بیابان چاک

کیا کلال قضا نی جنہین خاک تپان　　یہ مہر و ماہ پیالی ہین چرخ گردان چاک

لکہون مین وحشت جنون کا اگر کوئی مضمون
یقین ہی ناسخ ابہی ہو تمام دیوان چاک

کیا اسیری مین کرین شکوہ ترا صیاد ہم　　وہان بہی کچہ دام ہر گلشن سی آئی تہی دم

دام زود نالہ پیچان ہی دلی اشک مین　　یعنی ان کافر پریزادون کی ہین صیاد ہم

آج کل سی کچہ نہین اپنی زبان سحر بیان　　نطق عیسی کیطرح رکہتی ہین مادر زاد ہم

یہ زمین ہی بیوفا یہ آسمان بی مہر ہی　　جی مین ہی اک اب نیا عالم کرین ایجاد ہم

روک لی اک بانکی بات اپنی مشق تیغ کو　　دی لین ای قاتل تجہی نیکو سبکبار ہم

اُسکی تلوار سی جن فیض پایا دیر جو جگ مین　　ہر دہان زخم سی کرنی لگی فریاد ہم

قید ہستی تنگ ہین تم سی واکیم ستونسین اسیر　　تن سی سر آزاد ہو جائی تو ہون آزاد ہم

[illegible]

جیسے بگڑی ہے گل خندۂ جاناں کی بہار	ہو رہے ہیں صورت برگ خزاں برباد ہم
خندہ زن ہوتا نہیں اپنے دہان تنگ پہ	کوئی دنیا میں نہ ہوگا جیسے ہیں ناشاد ہم
پہلے تیشہ مارتی خسرو کو اے شیریں دہن	جی نکلتی ... اپنا ہوتی گر فرہاد ہم

پہلے ہی جیسی افسوس داد دہ گیا
کس سے مانگیں جا کے ناسخ اس غزل کی داد ہم

بند آنکھیں ہی نظر جاتی ہیں سو بار ہم	بیٹھتے ہیں یار کی دروازہ کو دیوار ہم
مانگتے ہیں دعا سونے کی وقت یار ہم	ہوں تو سہی پاؤں کی آہٹ سی کہیں بیدار ہم
عین غفلت میں ہیں مثل کسب بیدار ہم	دیکھنے کو اپنی آنکھیں کہتی ہیں بیدار ہم
یاد کوئے یار میں ہیں رات دن بیدار ہم	آنکھیں رکھتی ہیں مثل روزن دیوار ہم
نقد دل دیتی ہیں اک محبوب بازار کو آج	نور سودا مول لیتی ہیں سر بازار ہم
کیوں جنازہ کو اٹھا کر بستی شہر سے گیا	ایک کی دل پر چھٹی جی ہو لی بیمار ہم
ناتوان ہر چند ہیں پر ایک شب ایسا یاد	پھاند جائیں گے دیوار مثل سایۂ دیوار ہم
خواب غفلت سے کہتی ہیں یہ پیچھے جی پھیر	سبزۂ خوابیدہ چونک اٹھیں ہو بیدار ہم

١٢٩

[illegible]

بادشاہی گر ہمین استغنائی فقر ہین — پای خفتہ کو کہین لب طالع بیدار ہم

یہ سمجھکر خوش ہو واعظ کہ تائب ہو گئے — می کشی سی فرقت ساقی مین ہین بیزار ہم

ساری عالم مین ہین یکتا فقط بس ہین [illegible] — چھوٹین کیا ماہ مبارک مین وہ خمار ہم

پھنس گئی ہین واعظا گرداب جام مین — زیست بھر ہونگی نہ اس دریا کی پار ہم

جب چھپا کلبہ کر مین کاٹنا ہمارا دل کہیا — نرگس بیمار کی غم مین ہوئی بیمار ہم

ہوش آنی سی کہلا [illegible] محبوبونکی بین — عالم وحشت مین جنکو جانتی ہین خار ہم

بادہ جنت سی ستنبط ہوا یہ مسئلہ — باغ مین اسی محتسب کیونکر نہ ہون میخوار ہم

ہین جو غافل انکو سولی پہ بھی آجاتی ہے نیند — پنبۂ توشک پہ ہین منصور سی بیدار ہم

ہم سرا یار راست و اسکا دہن معدوم ہے — کیون نہ اسکی قد کو سمجھین تیر بی سوفار ہم

عمر گذری اک بت کافر نظر آیا نہین — حشر مین کیونکر خدا کا پائین گی دیدار ہم

دوڑتی ہین پیچھی قاتل کی گریبان پھاڑ کر — رکھتی ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سی ہمین — گنتی ہین تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

سب کہین تن پر نظر آتی ہین شکل تار سا — کرتی ہین ناسخ جو اک مطلع پسر کہتا ہم

۱۳۰

دل سبک و صنوبری سے آشنا ہوتا نہیں | سنگ مقناطیس کہہ کہربا ہوتا نہیں
خط کو روی یار پر نشو و نما ہوتا نہیں | سبزۂ بیگانہ گل سے آشنا ہوتا نہیں
تو بھی آغوش تصور سے جدا ہوتا نہیں | ای صنم جس طرح دو را کدم خدا ہوتا نہیں
ہین جوانی میں جو ظالم ہو نکلی ظلم سے | کوئی جز نا کہین سال اژدہا ہوتا نہیں
فقر سے ایسے مری خاطر کو ہے پیدا | محو اعضا سے نشان بوریا ہوتا نہیں
دانۂ باروت بنتی ہین مری تخم امید | تا نہ برق آہ کرے نشو و نما ہوتا نہیں
نشۂ عرفان نہین جبتک لاہی قیل و قال | تا نہو لبریز ساغر لب صدا ہوتا نہیں
بنگیا تصویر ہر دلمین تصور یار کا | آئینہ مین جا کی عکس اسکا جدا ہوتا نہیں
ہو دیونکو زندگی پہرتی ہین ہم ویرانۂ عشق سے | لب سر خار مغیلان سیر پا ہوتا نہیں
باغ عالم مین بزنگ سبزۂ بیگانہ ہون | غیر پامالی کوئی یہان آشنا ہوتا نہیں
ہو سیر سلطنت یا تختۂ تابوت فقر | پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہیں
بحر وحدت مین ہوئین کو سر کیا مثل حباب | چوب کیا تلوا سے پانی جدا ہوتا نہیں
تیری دیوانی ہین معشوقان عالم ای | کون گل سے جسکا پیراہن قبا ہوتا نہیں

۱۳۱

۱۳۲

وله

ماہ نو ہی مثل ابرو لیکن اوسکا رو نہین | ماہ کامل صورت رو ہی مگر ابرو نہین
مشک مین خوشبو ہی پیچ و تاب مثل گیسو نہین | پیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین
کونسا تن ہی کہ مثل روح اوسمین تو نہین | کون گل ہی جو ترا اوسمین رنگ و بو نہین
جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلی آفتاب | یار کی آگی مری آنکھون مین آنسو نہین
یاد گیسو مین مع ایسا یہ وحشی سا بان | مجھکو بہتی کہتی ہین مع باف ہے گیسو نہین
کیون نہو فرہاد ناکام او خسرو کامیاب | زور زر کی سامنی کچھہ قوت بازو نہین
جسم ایسا گھل گیا ہی مجھہ مریض عشق کا | دیکھکر کہتی ہین سب تعویذ ہی بازو نہین
دیکھی ہین ہنسنی مین جسد نقشی دندان یار | چین مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہین
عشق مین مست ہو نہین کوئی قصور وا نہین | نشہ ہی جام مے الفت سے تا ابکلین تو نہین
زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر | یہ عجب تار ہی جو ایک بھی آہو نہین
ہوگیا ہی قِران آفتاب و ماہ نو | یار کی رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین
ہوگیا ہی مثل مو تا نگاہ اپنا سیاہ | آگی آنکھونکی صنم جبتی تیری گیسو نہین

راتدن ناقوس کہتی ہین آ وازِ بلند — دیر سی بہتر ہی کعبہ گر تو نہین ہو نہین
قمریان دیوانی ہین کیونکر کہ نہین ہو طوق — باغ مین اک سرو مثلِ قامتِ دلجو نہین

ولہ

زور ہی گرمیِ بازار تری کوچہ مین — جمع ہین تیری خریدار تری کوچہ مین
دیکھکر تجکو قدم اُٹھہ نہین سکتا اپنا — بن گئی صورتِ دیوار تری کوچہ مین
دیر ویران ہین ترے عہد مین کعبہ بہی خراب — جمع ہین کافر و دیندار تری کوچہ مین
پاون پھیلائی ہین مین چھپتا ہون — صورتِ سایۂ دیوار تری کوچہ مین
روز یہان سیکڑون بیچ پڑی ہین — ہی مگر خانۂ خمار تری کوچہ مین
پاسبانونکی طرح راتونکو پھرتا ہی سی — نالی ہم کرتی ہین ہی یار تری کوچہ مین
شہر ہی عشق کی یہ تفرقہ پردازی کی — ہم ہین یک دل نہین دلدار تری کوچہ مین
آرزو ہی جو مرون تیغ سی مین تجہ سی بچہون — ہی جگہ تھوڑی سی درکار تری کوچہ مین
گر یہی ہین تری ابرو کی اشارے قاتل — آج کل چلتی ہی تلوار تری کوچہ مین
ہی جنت مین ہین جیسی ہو مین — لا مین گر طالعِ بیدار تری کوچہ مین

حال دل کہنی کی ناسخ جو نہین پاتا بار
پہینک جاتا ہی وہ اشعار تیری کوچہ مین

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتی ہین — سرو کو صدقہ مین آزاد کیا کرتی ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتی ہین — شب تاریک مین فریاد کیا کرتی ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتی ہین — دیکہکر برق کو فریاد کیا کرتی ہین
کوچہ یار کو ہم یاد کیا کرتی ہین — جاکی گلزار مین فریاد کیا کرتی ہین
گہر جو بی یار ہی ویران تو تصور مین مدام — خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتی ہین
رشک سی لیتی نہین نام کہ سن لی نہ کوئی — دل ہی دل مین اسی ہم یاد کیا کرتی ہین
گذری ہین کوچہ کاکل سی صبا کی جہونکی — نکہت گل کو جو برباد کیا کرتی ہین
ہوتی ہین جاتی ہی مکتب مین یہ خونریز — کیا یہ جلاد ونکو استاد کیا کرتی ہین
پہونکدین نالۂ سوزان سی کہ جا ہین قفس — ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتی ہین
ہوتی ہی آفت خط قہر خدا سی نازل — یہ صنم ہمیہ جو بیداد کیا کرتی ہین
ملک الموت اگر کہلی نہین تو ہی بجا — قتل بی تیغ یہ بیداد کیا کرتی ہین

تو وہ صیاد ہے جو وار کی تجھ پر لاکہون　طائر روح کو آزاد کیا کرتی ہین

انتقام اوسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون　جھوٹے وعدونسے جو وشاد کیا کرتی ہین

تیرا دیوان ہی کیا ہے اسکی ناسخ

جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتی ہین

ہی عجب تنگ کی وحشت تری دیوانہ　جی نہ آبادی مین لگتا ہی نہ ویرانہ مین

ہون وہ بیکش کہ نہ مستی مین کہون اگر کبھی　لاکہہ قلقل کہی شیشہ مجھی پیمانہ مین

آفتاب آسمین اگر آئی تو آبن جائے　نور کا دخل نہین میری سیہ خانہ مین

حشر تک جسمین ہی بیہوش ہون ایسا قیمے　کاش می بھر دی ہی عمر کی پیمانہ مین

نازکی ہیچ آقاتل مری لیتا ہی کا شکر　یہان لگا زخم تو وہان دم اوٹھا شانہ مین

کس طرح طائر دل ہو تری چہرہ پہ نثار　شمع رو طاقت پرواز ہی پروانہ مین

بال تو رہی ترے زلفونکی جو بیدردی سی　حس مری ہاتھہ کی مانند ہوئی شانہ مین

عشق مین دل نی پہنسایا تو ہوا یوں بیکم　نہین اپنی مین مروت جو ہی بیگانہ مین

پارہ شیشہ دل نصب ہے ہر روزن مین　لیجھی عیش زمستان ہی کاشانہ مین

سیماب تو بجلی ہی سنبھل جاتی ہی گردش رنگ سے — شمع کی ٹھہرین قدم کیا مر و پروانہ مین

نوش کر شوق سے جی بھول کی ضرر نہ کیا ہی

خوف بدہضمی کا تا سنخ نہین غم کہانی مین

خونِ کفک سے نکتہ کر گل ہی خار مین — گرتی ہی برنگ گل ہی گریبان بہار مین

داغِ جنون کھلی ہین میری جسمِ زار مین — حیرت ہی اتنی پہول لگی ایک خار مین

دورِ اخلال کا نہین دندان یار مین — رشتہ پڑا ہی یہ گہر آبدار مین

جاتا ہی وہ جدہر کو یہ قدمونکی ساتھ — ریگ روان ہی خاک میرکوی یار مین

پہنچا وہ جبکہ دور مین پہنچا قریب مرگ — عمرِ رواں کی طو ہین رفتارِ یار مین

ہی مجکو یہ اشارۂ نورِ رواں کی سال — جز عشق زلف کچہہ نکرو ہجال یار مین

عاشق ہوا ہون دستو مین اپنی شکل کا — میرا ہی عکس آئینہ ٔ روی یار مین

آنسو مین اسطرح ہی مرا جسم ناتوان — رشتہ ہو جسطرح گہر آبدار مین

اک آن مین نغ ارش فندق سی آئی ہی — سونی کی تار ہو گئی تیری ستار مین

سایہ نہ دہوپ ہی نہ آئینہ مین ہی عکس — باقی نہین ہی خاک مری جسمِ زار مین

کہتکا نہیں جہان میں ملا جسکو داغ عشق دیکہو کہ ایک خار نہیں لالہ زار مین
ہو مثل گردباد بہم ربط باد و خاک آئی سمند یار جو میری غبار مین
یون گو مین ہی ساتہہ ہمارے خیال زلف جسطرح اژدہا کوئی رہتا ہو غار مین
دہلا کیا کبہی وہ چشم سیاہ کو آنکہین مری سفید ہوئین انتظار مین
اوراق گل پہ گون سی صحیفہ بسطرکشیدہ ہین لکہین غزل اک اور لکہون میں بہار مین

ولہ

گہلکر ہوا ہون حسرت دندان یار مین جون دُر فن روزن گہر آبدار مین
یہان داغ ریب نخل بدن ہین بہار مین شعلہ بجا ہی آتش ہی سخت چنار مین
دیوان بہی ہوا جو گریبان کی ساتہہ چاک گلبرگ اڑتی پہرتی ہین باد بہار مین
شکل ہلال دو مرغ نگہ کیون نہو نشان مانند ماہ نو ہی اسکی عذار مین
پر داغ سینہ ہو جو کری ضبط سوز عشق لالہ عیان نہان مین شرر کو ہسار مین
اہل جہان نے حرص کیا سب مراد جو شکل خط و طرح ہی جسم نزار مین
اکو دگ سی مو ہر مین بچہنا محال ہے خون کا فرو نکل کسی ہی دم انتظار مین

١٣٧

١٣٨

کہا یا یہ زہر رشک ترے سی دانت نکھکر | دندان مار نگہی وانی انار مین
کج طینتونکو خاک مین صحبت سی راستی | تھا اژدہا بھی ساتھہ پیمبر کی عصا مین
مضمون نگاہ یار کی لکھتا ہون مین اگر | بجلی چراغ بنتی ہی شبہای تار مین
جو ہین مآل بین گل صد برگ کی طرح | اونکو پسند رنگ خزان ہی بہار مین
بارو تمین لگادی کوئی آگ جس طرح | گرتی ہی عشق دل نہ رہا اختیار مین
مانند برگ گل ہو شعلہ مین غنچہ شتی | روشن کرون جو شمع شب تار یار مین
موجین شمع کی جلتی ہین مانند برگ کاہ | سوزش یہ آج تک ہی ہماری غبار مین
کاغذ کی جا ہو بال سمندر تو مین لکھون | مضمون گرم ہین قلم شعلہ بار مین
تڑپا کرون کا حشر تلک مین مزار مین | یارب موت آئی مجھی ہجر یار مین
واعظ نہ منع بادہ کشی کر بہار مین | خون ہو حلال می ہو حرام اضطرار مین
آنکھین تونکی لک سی نہین لیف پا مین | کیونکر ہو مقام غزالان تتار مین
آوارہ مثل گرد ہون ہر رہگذار مین | سونپی عنان صبر کف شہسوار مین
کیا خوش ہون وصل شاہد نا پائدار مین | ہی خاک کرد یا دلی صورت کنار مین

ڈوری نہین ہین نشہ کی چشمان یار مین
آہو اسیر ہو گئی دام شکار مین

رویا لپٹ کی مین تو لگا کھنی ہنسنی یار
مانند ابر برق ہی تیری کنار مین

دونا ہی حسن سانپ نی ڈالی ہی پیچ لپٹی
ہو بات کیا ضرور ہی گیسوی یار مین

جس بتنی پہ وہ سوار ہوا نشکر کیا
شیرین ادائیان ہین یہ اُس شہسوار مین

گرتی ہین تاری کرمک شب تاب کی طرح
لڑتا ہون آہ گر مین شب ہجر یار مین

بی لطف وہ مزہ ہی نہو جسمین درد دل
روز ازل سی ربط ہی گل اور خار مین

اُس سرو قد کا دست حنائی ہی شعلہ ران
یا آگ لگ رہی ہی یہ برگ چنار مین

بی یار خم مین یون نظر آتی ہی موج مے
جسطرح اژدہا کوئی پہرتا ہو غار مین

گرانکہ ہی تو باطن انسان کو دیکہ
کیا کیا طلسم دفن ہین مشت غبار مین

ناسخ وہ محو عشق ہون سمجہا ہین لطف یار
پہر عذاب سانپ جو آسی مزار مین

سر گرون آستان بت نازنین ہی
ہی جبین داغ سجدہ ... جبین

فی ہی سر پہ داغ جنون دلمین یار
بیزار ہون فلک سی تاج نگین سی

١٣٩

تصویر یار کی جو مجھی کھینچ دی کوئی
سمجھاون مرغ دل کو گل کاغذین سے مین

کہتا ہی چین گیسوی مشکین مین دل مرا
کچھ مرتبہ مین کم نہین خاقان چین سے مین

آیا ہمیکہشان مین یہ عالم نظر کبھی
گیا جلوی دیکھتا ہون آستین سے مین

دن رات ہی یہی سفر خشکی و تری
رکھتا ہون کام شعر کی بحر و زمین سے مین

ہی انس چین گیسوی مشکین سے جسقدر
رکھتا ہون نفرت اتنی ہی چین جبین سے مین

ناسخ نہو جو بیکس عنوان اغنیا
سنتا ہون یہ سخن لب نان جوین سے مین

بہا اپنا ہی جنون دل ہمیشہ دیدۂ تر مین
شراب اسکی عوض کبھو لی ساقی اپنی ساغر مین

جو وہ خورشید تابان خلق سی پوشیدہ ہی گھر مین
بجائی ذرہ چھتی ہین نگاہین روزن در مین

ہماری دل مین بستا ہی تصور تیری آنکھون کا
رکھلی ہین مع نرگس کے یہان شاخ صنوبر مین

نہین ہین چشم ہولی جو چمکی سینی سی بیتھی مین
چھپی ہی یون شرارت ہون شراری جیسی پتھر مین

نہین جلتا سر و سبزۂ خط آتش رخ سی
تفاوت یہان نہین بالون مین اور بال سمندر مین

گلا قتل مین ہنسی کیا مزا لیکی کی گویا
ملا گھولا ہی قاتل قند تو نی آب خنجر مین

میرا رعنا غزال اگر بحد پر چا نہیں سکتا ۔ کہ ہی گلدام کا عالم یہان ہیچ لپونکی چادر مین

کیا ہی وس سراپا نور کو تحریر خط ہمی ۔ بجا ہی باندہی گر بازو ہی نغ مثنوین

لب جان بخش جانان پہ ہوا آغاز مسکا ۔ نہین معلوم کائی جم جلی ہی پا کو مین

زبان انتون تلی دابی جو اوسنی نظر آیا ۔ کہ ہی ایک پارہ یاقوت بہی اسلک گوہر مین

صف مژگان نہین اسکی چشم وحشت انہین ناسخ

کہڑا ہی کوئی آہو نیزہ بازو نکی یہ لشکر مین

یہان اکسی واغ سودا ہی دل کا مین ۔ شک سو جو سطح ہو نصب بیت الحین مین

جاسکی کیا کوئی دست قاتلکی چلا نکا مین ۔ سایہ مژگان بچہا دیتا ہی کانٹی راہ مین

فیلسوفی محتسب کے دیکہنا اسی ہیکشو ۔ توڑتا ہی شیشہ ہی میکدہ کی راہ مین

اجر ریزی جو عیدونکی ہوئی قیمت اگر ۔ آب پاشی ہو گئی یہ ہی تماشا گاہ مین

خلق نی بہتان دیا باندہی کمر کب ہی ۔ ہی اپنا اوسکا دہن کیا بات ہی افواہ مین

حسن جانان یکعالم پر ہی مگر نہین ۔ یہان سپہ کی شی بار لی ہی نو پاہ مین

ولمین ہتا ہی پہ انکہونکو نظر آتا نہین ۔ کیا تفاوت اب ہا ا وسکی بیچ اور مین

۱۴۱

وہ بہشتی رو لگا بھرنے جو پانی نازسی	دلو مین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

ہون ترے تا شیر کا قائل عجب ہی مضمون شوق	یار کو مکتوب پہنچی نامہ بر ہو راہ مین

ہی وہ مجنون جو نظر آتا ہی بر آسمان	کون لیلی ہی جنون انگیز اس خرگاہ مین

مثل نرگس ایک تنکی ہین آنکھین منتظر	کُھل گیا ہی کل یہ تیری وقت جا بیگاہ مین

ہین ملازم بادشاہ حسن کی سرکار کے	ہم فلوس داغ حسرت پاتی ہین تنخواہ مین

بعد مردن سکہ راحت ہاتھ آوی نصیب	فرق اتنا ہی نظر آیا گدا و شاہ مین

جسم کا ہیں ہی جو عشق میں ہی ان کو اثر	شعلہ آتش نہان ہی اپنی برگ کاہ مین

رشک تخل وادی ایمن ہی ہر گیاہ	سنگ ریزہ ہی طور مین اسکی تجلی کاہ مین

خوش عجب ہوتی ہین ان ماہ رویان کو نگاہ	ان ہی ہیں عمر کا ہوتا ہی کم ہر ماہ مین

سر تو نگی ہستا نہ سے او وشہی ہی شرک

یہ دعا ناسخ کی ہی یارب ترے درگاہ مین

بی سبب نکر کہون ہر دل ہی خندان باغ مین	یہ تو دیکھا ہی جو نرگس ہی حیران باغ مین

یون تصور ہی اس کا دانا مین سے ان کا	خط سی کیک ہوتی ہین خندان باغ مین

۱۴۳

[illegible]

نیش عقرب کی طرح لگتی ہی موج نسیم
موج گل بی یار ہی اب پیچان یاسمین

پہینکدی ہر برگ گل کو توڑ کر سنگ فگار
بلبلین دیکہین اگر رخسار جانان یاسمین

جوش رونی کا ہوا ہی کو چلی یا نکو چلین
آتی ہی برسات تو جاتی ہین نیسان یاسمین

دیدۂ قمری اگر روشن ہوں تیرے نور سی
سرو بن جائین ابہی [illegible] یاسمین

قطرۂ شبنم نہین ای [illegible] گل [illegible]
[illegible] گل [illegible] یاسمین

ہجر مین ہی عندلیب [illegible] کا گمان
ہو گیا آتش کدہ [illegible] یاسمین

اوڑہ گئی ہی کسکی روی شعلہ افشان نقاب
عندلیبین ہو گئین [illegible] یاسمین

سامنی خورشید کی [illegible]
[illegible] یاسمین

رنگ عشرت کر گیا پرواز باغ دہر سی
[illegible] یاسمین

ہاتہہ آئی ہین جو تجہسی داغ عشق شکل گل
[illegible] یاسمین

نکہت زلف صنم کی سونگہنی والی ہین ہم
بو گل [illegible] اپنا پریشان یاسمین

[illegible] گلگشت کی [illegible]
[illegible] یاسمین

[illegible]
[illegible] یاسمین

۱۴۲

[illegible]

بیشتر نشۂ ایجاد سی بیہوش ہوئین — خم گردون بہی تہا جسیکہ می نوش نہین

بہا گیا ہوئی گلرنگ سی مین کون سفید و در — فرقت یار مین ستون کا مکر ہوش نہین

حسرت وصل مین بیکسطرح ہستی ہی اشک — مثل ساحل ہمہ تن دور شب آغوش ہوئین

نا رسی خنجر قاتل نہین ہوتا عریان — ہوس قتل مین مرتی کفن پوش ہوئین

قطع کیئن لغیبن تیغ کو ڈال سراسر ہی قلم — تو سبکدوش ہوا کیون سبکدوش ہوئین

نہین ممکن خم گردون مین ٹہرنا سیرا — مستیِ عشق سی وہ بادہ سرجوش ہوئین

ہمہ تن وصف سراپا صنم ہین یان — ایک وصف دہن تنگ مین خاموش ہوئین

یار آتا ہی عیادت کو توانائی ہی — تیری خاطر سی بہی ای صحت فراموش ہوئین

اپنی آواز سی یہ انس ہی مجکو ناسخ
مثل دف بزم جہان مین ہمہ تن گوش ہوئین

۱۴۴

جو بیکسانہ مین اونکا بہی حرام نہین — مقام عشق ہی یہ کعبہ کا مقام نہین

نگاہ تیغ زبان ہین بسان خم دہان — دہان زخم سزاوار التیام نہین

جو مجکو یار نی مارا تو غیر کو کرو قتل — عزیز واسکی سوا اور انتقام نہین

نہین جہان مین کوئی سنگر امام ایسا — کہ شیخ شہر کی سجی مین بہی امام نہین
عروج حسن مین کیونکر ہو تجکو بیم زوال — تو آفتاب فلک ہی چراغ بام نہین
نہین حلال کوئی شی یہان بغیر شراب — اسیطرح سی بجز توبہ کچہ حرام نہین
تمام صفحۂ عالم ہی ایک ہی صفحہ — سر کتاب کا یہ اک ورق تمام نہین
نہ سجدۂ در جانانہ سی سر اوٹہاؤنگا — یہ وہ نماز ہی جسکا کبہی سلام نہین
تمام خلق ہی گردش مین چرخ مینا کی — بس ایک قابل گردش ایاغ جام نہین
محال پیر مین ہی لطف نوجوانی کا — چراغ صبح مین نور چراغ شام نہین
جو خیر چاہی دلا کر نہ عشق ابروی یار — یہی ہی تیغ کہ جسکی لئی نیام نہین

۱۴۵

زمانہ محو ہوا دل جو ہی سکی پر محو
مری نگین مین ناسخ کسی کا نام نہین

بساؤن نافۂ مشک ختن [illegible] — لگا دیا [illegible]
جہکی ہتی ہین پلکین سجدہ طاق ابرو پر — لکہا ہی آیۂ سجدہ [illegible]
چمکتا ہی ہنر رنگ ایسا [illegible] کا — [illegible]

ترا کوچہ وہ گلشن ہی کہ جب اوسکا خیال آیا ... زیادہ ہوگئی سب داغ دل سے بو پسینی خوشبو مین

جو میزان خرد ہو مین برابر اسفل و اعلی ... ہمیشہ سنگ و زر ہو وزن مین ہی پلہ ترا زو مین

دکہایا کہکشان مین جلوۂ قوس قزح ہمکو ... کئی رنگو نکی جب تعویز باندہی اوسنی بازو مین

عوض افسو نکی جادو گر مری اشعار پڑہتی ہین ... کہ وقت فکر دل ہنتا ہی اوسکی چشم جادو مین

خط رخسار جانان کی تصور مین گیا ہو شکل ... تو ہی مصحف کی طرح ہر ایک آنسو مین

کہان وہ بو کہ جس سے مشک اذفر کا لہو کہیا ... برنگ لف گو بل ہر گیسی ہین شانہ آہو مین

کسی مسجد مین خم ہوتا نہین مانند کلہ ... جہکا ہی سر مرا جیسے تری محراب ابرو مین

ہزارون پار زنجیر اوسکی پابند ہی آہ ہہ ... تفاوت ہی قد دلجو مین اور سرو لب جو مین

کبہی ہی ہیان عارض کا کبہی یاد ہر دلکو ... کبہی ہین خار پہلو مین کبہی گلزار پہلو مین

خیال روی جانان مین جو بارون اشک ہی نور ... عیان ہو چشمہ خورشید تا بان میرے زانو مین

کسی مین کب ہی سنگ ہی نہ قیمت کا

برابر گرچہ ناسخ دونون پلی ہین ترازو مین

دل بیتاب سی پیچ و تاب الجہا ہین گیسو مین ... کہ تہا سیماب جیسی جرو اعظم بارجادو مین

بدن ہی گورا گورا اور چہرہ ہی بھبوکا — لگایا ہی گلِ لالہ خدا نی شاخِ شبو مین

ہوا سی ہل اوڑ آئی ہی جو ادسکی چہرہ — غزالِ چشم شوخی کر رہی ہین چین گیسو مین

لڑتی ہی نسیم زلف یار اس سی اکثر — ہنوکی روزنِ دیوار سی بو نافِ آہو مین

مشبک اسقدر تیر نگہ سی ہین سراپا ہون — کہ ہی سوراخ ہوتی کیطرح ایک ایک پہلو مین

ہزارون قتل ہوتی ہین مگر یاد آرہی — لگا لگتا ہی نہین ہرگز لہو شمشیر ابرو مین

تصور اب کرو توف ایلی تیر کاکا — ہوئی ہین خاک تودہ کی طرح اپنی پہلو مین

لکہا ہی نقش کوئی ساحر نگاہون نی — نظر آتی نہین یہ لال دو چشم جادو مین

کمان ہی چار ابروہون کا ادہر ہی — عیان ہی چار ابرو دو کا عکس آئینہ رو مین

کوئی سر کہہ کی اسیر ہو گیا تہا خواب مین — پڑی ہی تہمت زلف معنبر آبرو مین

الہی پر تو فلک کا شمیم ... — ابہی پڑتی ہین عاشق ...

تری بس مین ... — کوئی انسان ہی انسان کی قابو مین

ذری ... دونو ...

ہمیشہ نیک رہے گا تو ناسخ ...

خامشی مجکو ہوئی قفل دہن از بہر زبان　چھٹ گیا مشغلہ شعر و سخن از بہر زبان

دہن یار کی مانند ہوا ہی معدوم　ڈھونڈھتی پھرتی ہین ہم اپنا دہن از بہر زبان

کم ہوئی ہی مری کلبانگ سی اے انتقام　کیون ہوون گرم فغان زاغ زغن از بہر زبان

رشک ہوئی کمر یار ہون سر پا تک　کیا ہی کاہیدہ ہوا میرا بدن از بہر زبان

ناتوانی نی کیا مردہ مجھی جیتی جی　پیرہن تن پہ ہی مانند کفن از بہر زبان

زیست سی تنگدل ایسا ہیں کہ اب ڈوب مرے　نظر آئی جو کوئی چاہ ذقن از بہر زبان

ہین جفائین جو یہی اہل وطن کی ناسخ
مجھسی چھٹا نظر آتا ہی وطن از بہر زبان

مو ہین جو ہر ایک تیغ ابروی خدا مین　ورنہ وہ بیکار ہی ہر بال جسم بلوا مین

آفتاب حشر پر ہی انتقام اسکا جو ہم　چھین کرتی ہین کسی کی سایۂ دیوار مین

دم بدم کوڑی لگاتا ہون مین آ کے قریب　توسن عمر روان تا گرم ہو رفتار مین

خط کو ہی دست نجف کے بالونسی تشبیہ تام　کچھ نہ فرق آیا فروغ عارض دلدار مین

ہر دو لک دانہ بہی ہر مرغ دل تو دام مین　نشہ کی یہ لال ڈوری چشم مستانہ یار مین

[illegible]

جو حسیں ہے گھر میں بیٹھا ہے مرا گلشن میں ہے — ماہ کنعاں کو پھرایا حسن بازار میں

ہے گماں خط کا جو سبزہ [illegible] — پڑ گیا ہے عکس اپنا آئینہ رخسار میں

برگ گل ایک ہے غنچہ گل ہی نہیں — [illegible] نالہ نکہت گل بھی ہے منقار میں

جا رہا ہے کوئی جانا نہیں [illegible] سیاہ — زاغ نے باندھا ہے اپنا آشیاں گلزار میں

تنہا [illegible] تیشہ بار شیریں کو کوہکن — [illegible] پائی ہے [illegible] کہسار میں

میری اشک گرم کا [illegible] — لالہ [illegible] زبان شمع آتش [illegible] میں

آتش [illegible] قفس میں [illegible] — [illegible] میں

ہے تصور [illegible] آیا [illegible] — [illegible] آ جاوے [illegible] میں

غسل میت [illegible] — [illegible] کامل عشق کی [illegible] میں

دیکھ کر چشم [illegible] کہتی ہے — قطرہ [illegible] جام [illegible] میں

ایسی [illegible] ناسخ [illegible] غزل

[illegible] اشعار میں

دیکھ [illegible] — [illegible]

١٣٩

[illegible]

لخت دل عشق پروئی آنسوؤنکی تار میں — دانۂ یاقوت بھی ہیں موتیونکی ہار میں

سیکڑون گرذنکی ڈوری کھینچی او نیشتر — بارہ کا ڈورا وہ ہی قاتل تری تلوار میں

بھر کی مشکیں آبلونکی اب بلا دیکھی سبیل — پڑگئی ہین پیاس سی کانٹی بیابان خار میں

چہرہ پرناسود وہیں جخ نقشانی کی لگے — اور آنکھین ہین کسیکی وزن دیوار میں

کیا عجب تاکیفن بنجائیں گر تار نگاہ — جان نکلی ہی ہنسی حسرت دیدار میں

کچہ نظر آئی نہ اوکافر مجھی تیری کمر — سالہا اوجھی رہی تار نگہ تار میں

مار ڈالا بات میں منھو کرسی بندہ کیا — سحر ہی گفتار میں اعجاز ہی رفتار میں

رسم ملک حسن ہی ہی گلفروشون کے طرح — داغ سودا بیچتی ہین لالہ رو بازار میں

آفتاب عارض تابان نظر آتا نہیں — سایہ سان پھرون پڑا رہتا ہون کوئی یار میں

کیا لطافت ہی کہ منہہ میں پان جب ادنی دبا لیا — سبزہ خط سا نظر آئی لگا رخسار میں

فصل گل ہی ساری خارستان گلستان ہو گئی — لخت دل مژگان میں ہیں جیسے کف پا خار میں

موسم گل کر گیا پرواز باغ دہر سی — یہان ابھی تنگی ہین بھر آشیان منقار میں

طرز اوڑائی ہی ہمارے نالۂ دل دوز کی — چہچہے جائیں نکیون منقار مو سیقار میں

ہمصفیر و گوش بر آواز اور ایکدم ہو — نالۂ موزون ہیں کچھ باقی ابھی منقار میں

ولہ

ہے ستارہ ذوذنب یا نتھ ہے لعل یار میں — خال ہے خورشید میں یا تل ہے رخسار میں

دیکھ لے گر سلک مروارید لعل یار میں — دانت ساری گندھ ہو جائیں ہار میں

ہم زبان شمع سے بنتی ہیں حجرۂ یار میں — چاہیے گھل گھل کے مرنا عشق کی آزار میں

بدنما ہے کینچلی جبتک ہے جسم مار میں — حسن ہے موباف سے چوٹی زلف یار میں

میری سینے میں ہے تم خال و خط جاناں سے داغ — مشک ہے تھوڑا چھڑکدو مرہم زنگار میں

نور گو آنکھیں ہوں پر نہ ہو کم مگس نہیں — ہوتی ہے اکثر سفیدے ابر دریا بار میں

مثل شانہ عشق گیسو میں ہے اپنا چاک کیا — تار گیسو سے لگیں ٹانکے دل افگار میں

ہے اثر کسکی نگاہ تفرقہ انداز کا — بلبلیں ہیں دام میں آوارہ گل بازار میں

گرمی بازار یوسف آگئی وحشت کی گیا — منہ دکھاتی ہے لگا دی آگ جو بازار میں

جو کہ ہیں خونخوار انکو بیچ دیتا میں نہیں — خندہ ہے جو جب دیکھو لب سوفار میں

گبھ چھٹی ایذا رسانی ہو دیونکی بعد مرگ — استخوان لگتا ہے ظالم کا ہر اک سوفار میں

۱۵۱

راہ خونریزی مین افتان وخیزان کہان تھی قدم
چلتی چلتی پڑ گئی چھالی تیری تلوا مین

آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جائیگا
سونی والا ہون کسیکی سایۂ دیوار مین

ساقیٔ کوثر پلاتا ہی مئی خم غدیر
مست ہون ناسخ مین عشق پنجتن میخانہ مین

دشت وحشت مین مجھی فکر غم یاران نہین
خار ہون لیکن خیال گوشۂ دامان نہین

باغ مین وہ گل ہی خندان ناسخ گریان نہین
ہی طلسم تازہ خالی برق سی باران نہین

ڈھونڈتی ہین تیرتیر بیوقت آئین باطفل اشک
شیر کی ناخن کی ہی کل ہی صفت کانٹا نہین

ایک شق آفتاب وسینہ نمایان وہلال
ہین عیان وسحری خندان لب جانان نہین

مثل فانوس خیالی گرد تصویرین ہی ہین
کون ہی اوس شمع رو کا جو بلا گردان نہین

نور سی جنکی نمایان وہ ہین آفتاب
تیری ابرو کی برابر اختر تابان نہین

نا ... ہی ... نصیب
موسم گل ہی ... غنچۂ پیکان نہین

شکل صاحب ... پری ... رشت
زخم ہین ہر چند خندان لب خندان نہین

جامی کا دو سحر بھی مشک افشان ہی فلک
سایۂ زلف صنم ہی شب ہجران نہین

ہنسی گل دیکھی ہزارون سے جتا ہی یون سکہا — نرگس شہلا بہ رنگ دیدۂ حیران نہین

دو نہین آنکھو نہین برنگ دم دیدہ جگہ — پر کرون کیا نرم عالم مین کوئی انسان نہین

لاغر ایسی ہاین نہین ہی جسم لیکن جان ہے — جسبطرح سی جسم بتصویر نکالی رجان نہین

کیا عجب گر سرکشی ہو عہد پیرین سے آج — شرب اکل طفل ہی بہین اگر دندان نہین

گو نظر آتا نہین لیکن وہان یار ہے — کون کہتا ہی جہان مین چشمۂ حیوان نہین

نامۂ اعمال ناسخ ہی تری لف سیاہ
آفتاب حشر ہی یہ عارض تابان نہین

١٥٣

کیون نفس داغ جنون سے آج مشک افشان نہین — کیا دلا تجکو خیال گیسوی جانان نہین

آفتاب حشر بھی تارا ہی اُسکی شام کا — گردش ایام مین صبح شب ہجران نہین

وصل کی شب ہو چکی صبح قیامت ہی عیان — صَو کی آواز ہی مرغ سحر نالان نہین

کل نلک آراستہ دیکھی ہی جسجا بزم رقص — آج وہان کوئی بگولو کی سوا رقصان نہین

کل جہان جا ہوش کرتی تھی صدا انی دربار — غیر شیر و گرگ آج اوسجا کوئی دربان نہین

سبزۂ خط ہی وہان یار نظر کو سی نہان — خضر ہی لیکن نشان چشمۂ حیوان نہین

تیر قاتل کو سمجھتا ہون مین شاخ گل　　گل یہ ہی بوندی نہین ہین غنچہ پیکان نہین
چشم تر کو کیون ہو ہے دست حنائی کا خیال　　لب سمندر ہی کہ جسمین پنجہ مرجان نہین
واہین اپنی دیدۂ تر انتظار یار مین　　کہل رہی ہین یہان کنول لیکن ہیچ تابان نہین
ہجر مین و وان نکیون نے روئی کی ایام مین　　سخت بیموقع ہی گر برسات مین باران نہین
بت پرستی کیا بری ہی گر خدا ملتا نہین
کفر مین کامل ہو نا سخ گر تجہی ایمان نہین

پہنچا سنان اوسکی ابہی بیر ہر کہان　　نخل مراد عشق نی پایا ثمر کہان
طول شب فراق کی شکوہ سی فائدہ　　مین جان بلب ہون مجکو امید سحر
ترکیب کو کمال ہی تاثیر ا ہدا　　بی بادہ ہی دعا قدح مین اثر کہان
جاتا ہی صید گاہ کو وہ چھوڑ کر مجہی　　ای مرغ روح تیری گئی بال و پر کہان
آنکہ نہین منتظر ہین عبث پارہ ہای دل　　آتا ہی ناوک نگہ یار ادہر کہان
ہو خاک کوئی منعم ظالم سی منتفع　　حلقوم آب تیغ سی ہوتا ہی تر کہان
حاصل نہین ہی دست تمنا کو غیر یاس　　اس باغ مین چنار نی پایا ثمر کہان

ظالم سی اہل فیض کو ہوتا نہین گزند | ہی نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان
نفرت شب وصال سحر سی نکر دلا | اکدن شب فراق مین ہی یہ سحر کہان
ہمکو تری کمر کی صنم ہی عبث تلاش | جسکو خدا چھپا دے وہ آئی نظر کہان
عاشق ہی پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب | ہی اضطراب کی تجھی ناسخ خبر کہان

غیر کوثر کسی دریا کا مین سبّاح نہین | بیشۂ شیر خدا ہون کہین سیّاح نہین
بولی سب دیکھہ کی گلشن مین اوسی غنچہ دہن | گل ہی بلبل نہین ممدوح ہی مدّاح نہین
دور ساحل ہی تو ہوتا تو ہی کشتی کی تلی | جوش طوفان ہی مددگار ہو ملّاح نہین
ظلم طول شب فرقت کی تطاول نی کیا | داد رس کوئی بجز فالق الاصباح نہین
زخم خندان سبب حسن ہی اکلکی رو سی | ہون وہ مجروح کہ منّت کش جرّاح نہین
سبزۂ پشت لب لعل کو حجام سی چہو | خط یاقوت یہ ہی قابل اصلاح نہین
ہی ہوس یار ملی ہمسی کری غیر کو ترک | مطلب ایسا وہ ہی جو قابل انجاح نہین
روشنائی سی ہوئی روشنی خلوت فکر | جز قلم اور مری بزم مین مصباح نہین
مین جو ارباب توکل سی ہون کسکا محتاج | کشتی نوح کو کچھہ حاجت ملاح نہین

۱۵۵

غم نہین خلق اگر دشمن جان ہی ناسخ
ملک الموت سوا قابض ارواح نہین

کوئی ای سفاک ایسا ناتوان ہوتا نہین
زخم کاری ہی لہو اپنا روان ہوتا نہین

تیرے ہونٹھون پر غبار خط عیان ہوتا نہین
آتش یاقوت کا جیسی دہوان ہوتا نہین

دل ہی اوسکا جاتا ہی جسکے پاس ہی جی لیا
عشق کا صدمہ زبانونسی بیان ہوتا نہین

کردیا ہی غیب مین چشم تصوّر نی مجہی
حسن تیرا لاکہہ پردون مین نہان ہوتا نہین

خاکسارونسی ہی ہر جا سرکشونکی سرکشی
وہ زمین ہی کون جسپر آسمان ہوتا نہین

جو سعادتمند ہین ہتی ہین وہ بیخانمان
دہر مین پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہین

ہاتہہ اپنی طوق ہین کسمین کمر ہی نشان
کسکا بوسہ لیجیی ظاہر دہان ہوتا نہین

جتنی ہین صاحب سخن اونکی طبیعت ہی گرم
ہی وہ بلبل پر زبان مین استخوان ہوتا نہین

دم ہی جبتک جسم عاشق مین ہی [illegible]
خوب جلجاتی ہی شمع پر دہوان ہوتا نہین

عشق کا ہو درد ای ناسخ نہ کیونکر لادوا
زخمہای تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

۱۵۶

ہو جو تیرا روی نگین تو فلک آئین — جای ماہی بلبلوں کا ہو نشیمن آئین

ٹھولدی لفین لب پا کہ اہرین شہر سے — ڈوب جائیں صورت زنجیر آہن آئین

تو لب دریا اگر جائی اندھیری رات کو — قمقمی سارہی حبابوں کی ہوں روشن آئین

ہی جو افتادہ اوسی کیا ضرب دشمن سے گزند — تیر لگنی سی نہیں ٹوٹا ہی وزن آئین

زانو [illegible] تا ہوں ان کو نشیدوں کی [illegible] — کیوں نہ شکل نیلوفر ہوں تا بگردن آئین

لعل خندان کا تصور دیدہ گریان سے — دیکھنا لعل بدخشان کا ہی معدن آئین

جمع ہوتی ہیں ثنا کو ہزاروں گلبدن — یوں نظر آتی ہیں ہو نو کی خرمن آئین

پاک ہیں آلودگی سی جو ہیں اہل مزاج — تر نہیں ہوتا کبھی صرصر کا دامن آئین

تو نی منہ دریا میں دھویا ہی جو اپنا کبھی — شاخ گل ہو جیسی [illegible] الاہی گلشن آئین

جو ہوا آبرو دنیا میں وہی [illegible] نکلا — جیسی پتا ہی کہیں پانی سی روزن آئین

وہ [illegible] ہوا اوسکا [illegible] — تیر آجاتا تھا اوس قاتل کا توسن آئین

[illegible] ابن فنا سیل بلا کی جبر سے — غرق ہوتا ہی کوئی [illegible] آئین

[illegible] زبان چپ آفت سی بچا — جس طرح ہوتا نہیں ہی غرق روغن آئین

۱۵۷

کیوں سراپا مچھلیاں سی خار آتی ہیں نظر | کیا تری پلکیں چبھ گئی ہیں سایۂ افگن آہ میں
کس قدر آمال سی خفت اوٹھائے بعد مرگ | کیا عجب تا پھری گرسنگ کفن آہ میں
جو کوئی نکلا وطن سی خون ہوا اوسکا جگر | سبز ہی جبتک کہ ہی جان کا مسکن آہ میں
ہوں جہان میں پہی نرق عالم بالا دہیان | ہی صدف محتاج نیسان اوسکا مسکن آہ میں
می کشی سی دل سوزان ہی نالان بچہ سخن | آگ کا معمول ہی کرتی ہی شیون آہ میں
گریہ ہی تا سا بچون کی غم میں نالہ جوش اشک
کیا تعجب غرق ہو جائی جو لندن آہ میں

سوای مکر زمانی میں سہم وراہ نہیں | وہ کون جا ہی جہان چارۂ بیکار نہیں
میں گو کہ حسن سی ظاہر میں مثل ماہ نہیں | ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہیں
ہوئی ہی مجکو جرس سی یہ بات ثابت تا | شکستہ دل جو ہوا اوسکی لب پہ آہ نہیں
جگر کی داغ میں لی لطف گل بہو بو | جہان میں کون ہی وہ باغ جسمیں جاہ نہیں
ہمیشہ کام میں غیر و ملکی ہیں سعادتمند | ہما کو اپنی لئی فکر عز و جاہ نہیں
عبث ہی یار کو مجہ دل جلی کی قتل سی حجر | چراغ کشتہ کا کوئی بھی داد خواہ نہیں

سفیدی کفن میں وہ سی ہے وہان مہتاب   شب لحد بھی ہی روز سی سیاہ نہین
جماہی نام صنم مین زیب منبر و قدم   مین کیونکر اوسکو وہ کہارون جو کچھ گناہ نہین
ٹرا تھا جسمین عزیز وہ کبھی سی کنعان   ہنوز چشمۂ خورشید ہی وہ چاہ نہین

ہجوم فوج عدو سے جہان مین ہی ناسخ
سوای قلعۂ مرقد کہین پناہ نہین

مرد وارستہ کہین قید مکان کرتا نہین   طائر نکہت خیال آشیان کرتا نہین
روز اک شام و سحر کرتا ہی پیدا ہر خلق   صبح پیری شام غم کو آسمان کرتا نہین
رشک ہی جس کا خدا کو بھی وہ ہین پیدا   کچھ تو دیکھا ہی عجب مین ترک بتان کرتا نہین
ہون مین دیوانہ ہوا گر چپ تو چپ ہی ہو گیا   اس لئی مین ایک دم ضبط فغان کرتا نہین
ہی ہر اک آفت سی ایمن مسکن اہل فنا   باغ جنت کو خدا ہرگز خزان کرتا نہین
رحم کر عشاق پر گر چاہئی عمر دراز   پیر گردون طفل ظالم کو جوان کرتا نہین
کیا خرابات جہان مین ہی تو نی سرمست آب   کوئی بھی اب سیفر دستی کی دکان کرتا نہین
یہی پی آپ کر دیتی ہین ہم بدست فاش   شیشۂ می جسطرح می کو نہان کرتا نہین

۱۵۹

ہای یہ کہنا ترا کہکر مری چھاتی پہ ہاتھ — اب تو اسد دم نالۂ آتش فشان کرتا نہین

جام می مین دیکھتا ہون مین جہان کو مثل جم — گو سکندر کی طرح سیر جہان کرتا نہین

ہی میانِ یار عکسِ جسم ناسخ منقبض
عشق ایسا ہی کسی کو ناتوان کرتا نہین

سر بکف پھرتا ہون لیکن کوئی قاتل نہین — گردن خم گشتہ شایان تیغ کی قابل نہین

اوس پری پیکر کی سر سا یہ تہن اک تل نہین — ہی عجب کافر کہ جسکو حاجت قشقہ فلفل نہین

زندگانی خلق کی ہی دست قاتل محال — کشتۂ حسرت ہی جو بتلوا سی بسمل نہین

ہو گیا ہی کیا چمن بی بلبل نالان اوداس — داغ حسرت ہین مری سینہ مین لیکن دل نہین

سمجھی گہر غفلت مین گو ہم خانۂ زین کو بھی — توسن عمر روان رفتار سی غافل نہین

کیا ہی نسبت ماہ نو کو ابروی خمدار سی — تیغ کی صورت ہی اوسکا کوئی گھایل نہین

راتدن بیتھا ہی یاران عدم کا اشتیاق — کوئی میرا نامہ بر طائر بسمل نہین

گر شبیہ اوس طفل کی بن جائی ہر طفل شکل — ای تصور تیری صناعی کو کچھ مشکل نہین

سبزۂ خط کی اسی سی ابتدا ہو گی نمو — تخم ریحان ہی عذار یار پر یہ تل نہین

161

کس کا نالہ ہی نہین ہی جس مین تاثیر ... کون سا سینہ ہی اوس لیلی کا جو محمل نہین

غرق دریای شہادت ایکعالم ہوگیا
تاسخ آب تیغ قاتل کا کہین ساحل نہین

کیا بحر حسن کی ہی پر پیچ و تاب مین ... پیچ و تاب کب ہین بہلا موج آب مین
آتی ہی بحر عشق مین جنکو پیوم زندگی ... اکدم جدا ہوا سی ہوا ہی حباب مین
صدمی ہی مین جلوہ اک شک حور سے ... صدف مین ہزارون شری عیساب مین
تعبیر ہی کہ یار کی پرچہائین کے گناہ ... بجلی گری ہی رات کو کل مجہکو خواب مین
تلوار میری حلق پہ حسرت ہی پہیر دے ... اکجا جو دیکہی عاشق و معشوق آب مین
شب سی زیادہ صبح بہار ہی تو ہی سیاہ ... جو شیب مین کیا نہ کیا تہا شباب مین
نسبت ہی کیا بلال کو اوسکی نقاب سے ... خال بلال پای [illegible] کا تب مین
ہم سے ہین تارک لذات ابدا ... اکدن تو دیکہ کیسی ہی تلخی شراب مین
سودای چشم یار کی ہی یہ ہی کہ دلیل ... خشکی کمال ہی جو بہری کباب مین
[illegible] مجسی ہی سائل نا ... ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب مین

صبح شب وصال کی ہوتی ہی ہم کہان　ہی زہر ساقیا قدح آفتاب مین
لیا پڑ گیا ہی عکس تری چشم مست کا　نرگس کی شاخ بن گئی ہی موج آب مین
بحر فنا مین ضد ہی متعین سی یکدگر　پانی جو موج مین ہی وہی ہی حباب مین
پیاسا رہی ہماری لہو کا یہ بن قریب　تلوار کیطرح ہوا کر غرق آب مین
ای کلک فکر اسی غزل اس ہین مین لکھ　چہانٹا ہی جای شعر کوئی انتخاب مین

ولہ

عکس اوسکی زلف کا نہین جام شراب مین　بال آتی ہین نظر قدح آفتاب مین
مستونکا عیش تلخ ہی دیر خرابہ مین　یہ رمز ہی جو ہوتی ہی تلخی شراب مین
غواص اپنی فکر ہوی جبکہ آب مین　دریا کی موج زن نظر آیا حباب مین
آئی قیامت اوسنی لگایا ہی منہہ سی جام　ہی اتصال ماہ مین اور آفتاب مین
غفلت سی اپنا طالب دیدار آپ ہون　میرا ہی چہرہ ہی جو نہان ہی نقاب مین
دیکھین ثبات اہل ہین آسمان کا　ہی صاف آسمان کا نقشہ حباب مین
ہی جی مین آفتاب پرستونسی پوچھے　تصویر کسکی ہی ورق آفتاب مین

[illegible]

عاشق نہین ہی کون رُخ گوش یار کا | عالم ہی غرق ایک ہی موتی کی آب مین
ساغر مین عکس رخ گلگونہ ہی عرق | موتی جو آگ مین ہی تو شعلہ ہی آب مین
ہوتی ہین ذرّہ اوس گل بیخار کی ضو | تارِ شعاع خار گل آفتاب مین
آرام سی وہی ہی جو بہیری خدا سی ہی | دیکھو ہی مرغ قبلہ نما اضطراب مین
بیدار دل جو ہین لو نہین ... کی سی کیا ضرر | یوسف ہوا ستارونکا سجدہ خواب مین
غفلت سرائی دہر مین ہی غافلونکی جا | انسان دور دور سی آتی ہین خواب مین
عبرت کی واسطی ید قدرت نی غافلو | کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب مین

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
ناسخ ہین خاک رہ بکدر بوتراب مین

١٦٣

اوس گل کی شکل پہرتی ہی چشم پر آب مین | اشکو نہین لخت دل انہین گل گلاب مین
دونی بہار حسن ہی کیفِ شراب مین | بہڑکی نکیونکر آتش رنگ گلاب مین
ساقی کہان شراب ہی دیر خراب مین | پانی کی ہی تلاش عبث اس سراب مین
... تک پہنچتی ہین کیفِ شراب مین | دشوار قطع راہ نہین آفتاب مین

[illegible]

164

اوسکی بکا نپهرتی ہی چشم پر آب مین — گویا کہ برق کوندہ رہی ہی سحاب مین
پنہان ہی وہ بہار ہی اسکی سحاب مین — نسبت ہی کیا شراب مین اور آفتاب مین
روشن ہی داغ گریۂ چشم پر آب مین — پوشیدہ آفتاب نہین ہی سحاب مین
کرتا ہی پاسبان بسر شب کو خواب مین — ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین
دریا ہوا ہی رشک فلک عکس یار سی — خورشید جلوہ گر ہین ہر موج حباب مین
دم بہر ہی بزم عیش غنیمت ہی ساقیا — ہم بادہ خواری کرتی ہین جام حباب مین
بیوجہ زلف یار اولجھتی ہی بار بار — کیونکر رہی نہ موی کمر پیچ و تاب مین
ہی رات چہرہ دیکھو مجھی ساقی پلا شراب — روشن ہوا آفتاب شب ماہتاب مین
لیتی ہین رنج مرشد کامل مرید کا — مہتاب مین ہی داغ جلن آفتاب مین
ہوئے برج قوس مین داخل اہی آفتاب — رکھا جو اوسنی پای حنائی رکاب مین
بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا — ہو جس طرح ہلال نمایان سحاب مین
پی یار جام مین مری آنسو ٹپک پڑے — پیتی ہین جیسی پانی ملا کر شراب مین
چہوڑی نہین عذار عرقناک پر نقاب — گویا کہ توفی رشک ملایا گلاب مین

کیونکر نہ بال خور ہی کا ہی خطِ یار مین گمان
ہستی نے لگا ہی یہ کیڑا کتاب مین

ناسخ نہین ہی اسکی سوا فخر کچھ مجھی
ہون امتِ جناب رسالت مآب مین

١٦٥

مر گیا مین بیقراری سی اوسکی کچھ غم نہین
کشتۂ سیماب ہون جز لائق ماتم نہین

بوستانِ صفحۂ عرق آلودہ چہرین ہی کتاب
حرف ہین جز گل نہین نقطہ نہین شبنم نہین

اسقدر مجکو بھلا دینی سی دنیا مین کام
آتی شہرت پر یقین ہمت [illegible] نہین

یہ دہانِ جام سی آواز آتی ہی مدام
آج یہان جز کاسۂ سر کچھ نشانِ جم نہین

نام تیرا میری ہونٹونسی جدا ہوتا نہین
ای پری پیکر دمِ مرگ ہم از خاتم نہین

ہو مرا محبوب میری درد کا کیونکر شریک
شکوہ بیجا ہی کہ کچھ وہ محرمِ ہمدم نہین

رونکھا اپنا نہین اوس سی عیان خطِ شعاع
تیری گالونکی برابر نیرِ اعظم نہین

لذتی عاشق اپنی معشوق سی [illegible]
سامنی خورشید کی بیطاقت گل و شبنم نہین

تو جو آیا باغ مین تو چشمِ نرگس وا ہلی
آگ ہی گل مین اسپند ہی شبنم نہین

[illegible] نہین [illegible] نقطہ
پیکرِ شیشۂ خنجر مین بھی ہرگز دم نہین

تر وہ گل ہی آب خجلت سے جو مین ڈوبا بہت | خوب سی مل رش [illegible] ک ولا شبنم نہین
ہوتی ہی پیدا ہان غفلت سبہی اک عمر تک مجھے | جام می دیکھا تو دہیان آیا جہان جم نہین
اپنی استغنا سی ہی باغ جہان ایسا خجل | کون شاخ پر ثمر ہی جسکی گردن خم نہین
رنگ اسی کہتی ہین مہتاب بعض منہ پر شہاب | اختلاط گل سی رنگین قطرۂ شبنم نہین

باعث رنج اہل دنیا سی ہی ناسخ گفتگو
غیر خاموشی پی زخم دہان مرہم نہین

صبح وقت سیر کیجیی شام سی کچھ کم نہین | چاند نکلا ہی افق سی نیر اعظم نہین
جانور ہی جسکو عشق کاکل پرخم نہین | جو نہ آجائی فریب یار مین آدم نہین
اپنی صورت پر کیا پیدا اسی اللہ نی | کیون سزاوار پرستش صورت آدم نہین
ہی فروتن اس لیی اہل کہ ہوون سب نکو | قامت محراب کچھ بہتر تواضع خم نہین
نکہت گل کہنچی جاتی ہی نسیم صبح سے | قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہین
جان پر جا بنی جسمین جس سے تہا ہی جدا | عکس بہی جانان ترا آئینہ مین باہم نہین
مر کیا مین سنگ کراو ترا اہو بازلف | یہ غلط مین جانتا تہا کیچلی مین دم نہین

۱۶۷

زلف سے ملکر کیا غارت دل کو داغ نے — سانپ اور طاؤس سا بھی دشمنِ آدم نہیں

شام کی ہوتی ہے کیوں آگے انتظارِ صبح — وصل کی شب اور روزِ ہجر اگر توام نہیں

جام کو کیا دیکھکر حیران ہے پیاسا شراب — کم ہوئی جم عقیدہ دل فقط کیا جم نہیں

پھر ہی ترکِ نماز آیا نظر ماہِ صیام — میکدہ میں آج کیوں شیشے کی گردن خم نہیں

گر سلیمان وہ پری وہی دیا حسن کا — قامتِ خم گشتہ اپنی ہی کم از خاتم نہیں

راست ہو بیٹھی نگہ پر پیش چشمِ مست یار — جام ہیں لبریز شیشہ کی گردن خم نہیں

کیوں مقابل ہے یہ روزِ ہجر کا پیلِ عنید — ناتوان ہوں میں مریضِ عشق کچھ رستم نہیں

شکل ان کی دیکھکر ہوتی ہے استغنا مجھے
یہ بخیل اس عہد کے ناسخ کم از حاتم نہیں

ہے عرق آلودہ رخ زلفِ جانان خم بخم — سانپ پانی کا جو ہے پنہاں اسمیں کچھ کم نہیں

لال مجھ پر ہوئی گلگون یار کا کس دم نہیں — لب مزاج کا کلِ عنبر فشان برہم نہیں

مر گیا میں گلعذاروں کی مژہ پرنم نہیں — یہ عجب گلزار ہے جو قطرۂ شبنم نہیں

اہل دولت کو اگر ہے بخل مطلق غم نہیں — ہم کو بھی حاجت نہیں دنیا میں کچھ حاتم نہیں

مری مری سی بھلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو　　　چشمۂ خورشید کو دیکھو کہ مطلق نم نہین

زیر ابرو تیری آنکھین ہین کہ ترکی ہین کمین　　　صید افگن سی غزالان حرم کو رم نہین

جو کوئی ہی با تواضع ہی سلیمان زمان　　　مثل خاتم خم اگر قامت نہین خاتم نہین

چڑہ گیا پر تو جو تیری روی آتشناک کا　　　صاف تبخالی لب گلچین ہین شبنم نہین

دوست دنیا مین نہین کوئی کسی کا بعد مرگ　　　ہو گئی جب صبح شمع مردہ کا ہمدم نہین

آنکھ پڑ کس کی نہین جو پہ کہ ہیکلی سے سلے　　　ایک لمحہ مین بہار گلشن عالم نہین

ہین شرر پتھر مین پنہان پر جہان آگاہ ہے　　　کون ہی جو میری سوز عشق سی محرم نہین

چشم جانان سے جو الفت ہے دلا دیوانہ ہو　　　آہوان دشت کو مجنون سی مطلق رم نہین

زلف جانان کا کوئی مضمون کیا جب سی کہی　　　میری خامہ کی برابر افعیون مین سم نہین

یار کی محراب ابرو کی تصور مین مدام　　　دیدۂ کعبہ ہی گریان چشمۂ زمزم نہین

یار کو ناسخ یہ لکھا مصرع استاد قدیم

دیر کی تمنی ذرا آنی مین تو پھر ہم نہین

مشرق خورشید تیری نور سی ہے در نہین　　　کون ہی بارہ دری مین آج جو شیدا نہین

خلق کو فرصت زیارت سی کیونکہ دم بہر نہین — یار کا موی کمر کچھ موی پیچیدہ نہین
ہی سر عریان مرا صبح داغ سودا سی تمام — شاہ اقلیم جنون ہون حاجت افسر نہین
بلبلین کیا تو وہ ہی صیاد رشک چمن — طائر بوی چمن کی تیری لگی پر نہین
عالم سفلی ہی ہی تا عالم علوی سیاہ — ہی شب فرقت فلک پر چاند کیا اختر نہین
ایکساعت بہی زمانہ مین ہمکو نہ اوج — آسمان پر کیا ہماری بخت کا اختر نہین
ہی سحاب گوہر افشان اوسکی مطبخ کا دہوان — عو ہی ہیزم ہنین یاقوت مین اخگر نہین
ہر کسی کا کام رکہتا ہی ادہورا آسمان — گر ہم پہنچا سر شوریدہ تو پتہر نہین
سوچ ای غافل بہلا کیونکر تجہی آوی نظر — تیر ہی آنکہو نسی وہ شکل مردمک باہر نہین
ہی شب فرقت کری آرام اب کیسا ہ — آج مجکو احتیاج بالش و بستر نہین
یار ہو جائی نکیون ہمدم ترا تیر نگاہ — آئینہ ہی دل مرا کچہ سد سکندر نہین
دوستی کسکی یہان ہی ایکدیگر دشمن ایک کا — ہی بجا اوسکو جو میر دوستی باور نہین
خم مین ہی جوش شراب اور خشک ہی جام — دل مین ہی طوفان اشک اور آنکہ ہی تر نہین
عندلیبو سی کلو عشق وفائی ہی عبث — کون ہی جسکی لحد پر پہولونکی چادر نہین

١٦٩

تو کہی ہی استبیری جان کو دیو سیاہ
آج ہم بستر جو ناسخ وہ پری پیکر نہین

چین دنیا مین ہمین مثل فلک دم بہر نہین — داغ مین مثل نہین سو ہمین اختر نہین
غیر خونریزی سپاہی کا کوئی جوہر نہین — کاٹ ہو تلوار مین کیا عیب اگر جوہر نہین
سر رہی یا جای کچھہ ہم میکشونکو ڈر نہین — تو نسا مینا ہی می اے محتسب ساغر نہین
جسم جانان پر پسینا کیا ہی گر زیور نہین — گوش گلکو غیر شبنم حاجت گوہر نہین
وصف شیرین ادا کرتا ہی مجکو سنگسار — یہ شکر باری برستی ہین جنون پتھر نہین
ہو رہا ہی ایکعالم تیری ابرو پر نثار — کون گردن ہی جہان مین جو تہ خنجر نہین
دم نکلنی پر جو آتا ہی نہین کتنا ہی ہی — دیکھہ تو قصر حباب اہل غفلت در نہین
مفلسونکی منہہ سی تنگی ہی بہشت شکی سند — زر دیا اے منعمو یہ جو روی زر نہین
جسجگہ چلتا ہی بیٹھی پو بیون تیرا فرش — ذائقہ مین جہان برابر خاک کی شکر نہین
لن ترانی سنتی ہین دیدار سی محروم ہین — یعنی اس حسرت کی یہین کو مین ہم کر نہین
آدمی تو کیا وہ کہتا ہی نشان پا سی بھی — کیون پڑا ہی میری کوچہ مین ترا اکیا گھر نہین

ہی شمع کیون نہ گھٹتی کہ کرنا ہی بیان | دل مرا کعبہ ہی کچھ بتخانۂ آزر نہین
خوشنما ہی حسینون مین کبھی یار اتنی | کچھ ضرورت نہ صنم کو حاجت مسطر نہین
شکوہ جو بی نوکری کا کرتی ہین نادان | آپ آقا ہی کسی کا جو کوئی نوکر نہین
طفل چلتی ہین جب اپنی پانون کہتی ہی قضا | غیر آغوش لحد اب دامن مادر نہین

ہی خرابات جہان مین وہ مستی سی قصور
جو کہا ای ناسخ غلام ساقی کوثر نہین

ہماری کیف سزاوار احتساب نہین | خیال چشم ہی کچھ ساغر شراب نہین
بتونکی پردہ مین ہم دیکھتی ہین نور خدا | کہ صاف دیکھنی کی ای کلیم تاب نہین
دفور شکستگی مین ہی کلی نلک پانی | ہمارا کاسۂ سر کاسۂ حباب نہین
یہ ضبط گریہ مین عالم ہی بیقرار یکا | کہ برق کوندتی ہی بارش سحاب نہین
بشر کی چشم مین ہی جا ب ماغفلت | سوای دید تصویر کسکو خواب نہین
دلا ہی سیم بری محل جام شراب | بغیر صبح کوئی وقت آفتاب نہین
مین غش سی اسکی جو چھڑکتی ہی ہوشیار ہوا | کسی صنم کا پسینا ہی یہ گلاب نہین

ہی جہان رو ... کب ہم ہوا زمعشق قاتل
فاتحہ خوان ہو یار سے یا روح مدفن مین مری لاشے نہین
مرچلا ہون امید وار ہی بالین سی وہ کرتی کاوش نہین
پردہ ہای تن سی احسن خار غم سی برنگ گل
ناسخ

[illegible]

بہت قریب سی ہم وحشیونکو وحشت ہی
ہماری دشت مین ناسخ کہین سراب نہین

جان بلب ہے دل مرا اوس زلف عنبر فام مین — غیر ممکن ہی نہ ہو مومن کو ایذا شام مین
آفتاب و سپر توا سپر چہرہ پرنور ہے — فرق کیا ہی آسمان مین اور اوسکی بام مین
بعد مدت کلفت غم سی ہوا صاف اپنا دل — دیر تک ہم تم نہائی کل جو اک حمام مین
ایکجا ہی چشم جانان مین نگاہ قہر و مہر — تلخ و شیرین مغز و گویا ہین اک بادام مین
خندۂ صبح شب عشرت سی یہ مفہوم ہے — موت کا پیغام ہی تھا وصل کی پیغام مین
ہمت ساقی سی ایسی وسعت مشرب ملے — مثل جم یہ جہان گو پا ہی اپنی جام مین
کیون نہ یون طول شب فرقت قصر ہو وصل — رات دن ہے آسمان مصروف اپنی کام مین
پختہ مغز آتش سودا کو کیا فی سی کام — مادہ ہی خوش نقشانی کا کباب خام مین
شور محشر سا ہی پر تاثیر نالو مین نہین — مرد ہی ہی جو نکی لیکن بخت ہین آرام مین
حرف لا ینفک نہ با ہر ہوگی مثل نگین — کیا اثر نام خدا ہی اوس صنم کی نام مین
عین کعبہ مین بھی میخانہ گریبان گیر ہی — داغ ہی ناسخ مین اپنی جامۂ احرام مین

[illegible]

یہ اپنی شکل سے آپ شرمسار ہوں میں　　نہ آئینہ میں کبھی عکس سے دو چار ہوں میں

قوی ہوں گو ستم آسمان سے زار ہوں میں　　او جھ کی اس محشر پہ بھی وہ خار ہوں میں

نہ وحشی ہوں نہ کوئی مجنون سودا ہوں میں　　یہ کیا سبب ہے جو اس چرخ سے سنگسار ہوں میں

دم خرام چمن نقش پا سے ہوتی ہیں　　بجا ہے گر وہ کہے موسم بہار ہوں میں

جو آئینہ کو میں روشن کروں تو اینچا ہے　　وہ کارگاہ جہان میں سیاہ کار ہوں میں

لٹی پیادہ روی میں نہ راہ منزل عشق　　مرون تو یاد کی گھوڑی پہ اب سوار ہوں میں

ہمیشہ سنگ سے رہتا ہے تیغ یار کو کام　　بجا ہے گر وہ کہے تیغ کوہسار ہوں میں

کمال عشق میں ملتا ہے رتبہ معشوق　　سرشک خون کے سبب آپ گلعذار ہوں میں

ہے میری خاک نشینی سے خلق کو آرام　　دلا حدیقہ عالم میں سایہ دار ہوں میں

بنا ہے جسم مرا لاغری سے طائر روح　　کسی خدنگ نگہ کا کہاں شکار ہوں میں

اگرچہ یاس سراسر ہے لیکن اے ناسخ
خدا سے وصل صنم کا امیدوار ہوں میں

کبھی ملے جو خدا سے کچھ بھی نہیں　　اے صنم پر تری ملنے کی مجھے آس نہیں

١٧٣

آس کہتی ہین جسے آپسی نہین یاس نہین ۔ یاس ہی کیسی حالت مین مجھی یاس نہین

وصل کا شوق نہ ہم شاد نہ سی بالیدہ ہوی ۔ دشت وحشت مین سی پاؤن پہ آماس نہین

اوسکی دانتونکی تصور مین جو دم نکلا ہی ۔ استخوان پر بھی کم از ریزۂ الماس نہین

مزرع عمر کو ہر بار درو کرتا ہی ۔ ماہ نو اسکی سوا کیا ہی اگر داس نہین

بارہا بیٹھ کی کعبہ مین لنڈہائی ہی شراب ۔ محتسب کیا ہی خدا کا ہمین جب پاس نہین

خط وہ لکھتا ہی مجھی لکھنی نہین دیتی جواب ۔ ماجرا یہ ہی کم از قصۂ قرطاس نہین

ساتھ شیشونکی مین ٹوٹنی لگتا ہی دل ۔ واعظا مجھکو کبھی توبہ ہی راس نہین

قابل قرب نہین ہی ادبونکی صحبت ۔ دور رہ اونسی مرا جنکو ترا پاس نہین

طپش دل مجھی میوار رہنی دیتی ہی ۔ در جانان مین جو ہی قفل تو وسواس نہین

رہتی ہین ظل حمایت مین علم کی ناسخ

حامی اپنا کوئی جز حضرت عباس نہین

دل پہ داغ آویزان ہین وہ کی زلف پیچان نہین ۔ ہوئی ہین پھول یا لالہ بلی کی پیدا سنبلستان مین

جہان کی عشقبازونکا ہی مجمع کوئی جانان نہین ۔ نہ پروانہ ہی محفل مین نہ بلبل ہی گلستان مین

بھلا دیکھیں تو کیونکر روکتا ہی بلبلِ بے بالِ کو — خزاں کی ساتھ ہم آئیں گے ابکی گلستان میں

نہیں داغ جنون کچھ بے صفتِ آہ و گریہ — چراغ اپنا ہی مثلِ برق روشن باد و باران میں

پسینا یار نی پونچھا ہی جب ابروئے حنائی سے — گہرِ غلطان نظر آئی ہیں مجکو دستِ جانان میں

عبث ہی بیدل پر داغ ارادہ کوئی جانا نکا — لگد رطاؤس کا ممکن نہیں ہی باغِ رضوان میں

ہوا راہِ طلب میں سست زہد خشک زاہد کا — روانی کب ہی دریا کیطرح بہتا بیابان میں

یہی ہین اتحادِ عاشق و معشوق کے معنی — زلیخا کو ہو سودا اور یوسف ہو زندان میں

ڈہلکتی ہیں حناروشنی جو قطرہ پسینے کے — لہرتی ہیں دریا کی طرح چاہِ زنخدان میں

تصور سیرِ گلشن میں جو آیا کوئی جانان کا — بجای گل سپر داغ ہی اپنی گریبان میں

مجھی وحشت جو دیکھا ہو گیا روپوش وحشی سے — نہیں ممکن کہ ہو پنہاں نجم ماہ تابان میں

نہیں ممکن کہ ہو جہلا نجم مالم گلیستانکو — رہی خونریز خنجر گر رہا میں آنیکو انیں

نکالا کار روانِ خلق نی بھی اگر نہ ای ناسخ

مرا دل گیا بری ساعت گر چاہِ زنخدان میں

ای جنون ہی کہیں نی خبر ضعف گلکو نہیں — طوق گردن میں نہیں پانو میں زنجیر نہیں

١٧٥

نالی کرا بروی جانانکی تصور مین دلا — ہی کمان واقعی بیکار اگر تیر نہین

احتیاج اسقدر اسکی تو عبث کرتا ہی — جسم آخر ہی ترا خاک کچھ اکسیر نہین

ہوئی اس بزم مین بیطور زبان جسکی دراز — شمع کیطرح سی سر کٹنی مین تاخیر نہین

کیون مرقع نکہین فقر کو ہین کیہم — فرد وہ کون ہی جسمین تری تصویر نہین

وعدہ مین غدر وہین آنی مین ہی عذر حنا — کون ہی ناز ترا جسمین کہ تزویر نہین

فکر ہی غور طلسمات جہا مین حیران — غیر نسیان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین

لال سہہ خشم سی او سکا ہو تو ٹوریو نہ دلا — آتش گل مین جلادینی کی تاثیر نہین

ہی جو قسمت کا لکھا آئیگا بیرو ہر طرح — خط رخسار کو کچھ حاجت تحریر نہین

تنگ معنی ہن بست سی ہو جاون کیسی پر عاشق — کوئی اور اسکی سوا امر کی تدبیر نہین

آج تیرا جو تصرف ہی تو کل اور کا ہی — کشور حسن کسی کی لئی جاگیر نہین

کیون مری قبر سی جاتا ہی چرائی آنکھین — ای پری خاک مری سرمۂ تسخیر نہین

تیری تلوار کی ہین زخم کوئی دیکھ تلی — شرم کر لاشۂ مرا قابل تشہیر نہین

قاصدا حال سراپا ہی سراپا مرقوم — اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین

اس زمین میں جو ہیں اشعار پڑہی جا ناسخ
دل کی بہلانی کی اور اب کوئی تدبیر نہیں

مٹ گئی نقش حیات اور ہتی تاثیر نہیں — ای پریخوان یہ پریزادونکی تسخیر نہیں
نطق عیسی میں تری نطق کی تاثیر نہیں — دست موسی میں تری ہاتھ کی تنویر نہیں
کیون نہ لا پتہ ہین ہمی ہجر کی تدبیر نہیں — ہو چکی صبح بس اب کوچ مین تاخیر نہیں
کار حیرت زدگان میں ہی کہان غیر خلل — شمع تصویر کو کچہ حاجت گلگیر نہیں
کوئی غفلت ہی حقیقت سی نہین ہی آگاہ — کونسا خواب ہی جسکی لئی تعبیر نہیں
ای بتو ہوتی ہین ہوالی خدا کو ہمی — کیسی عصیان کرین انکی لئی تعزیر نہیں
خانۂ دل نکرو ہدم ای اصحاب الفیل — مثل کعبہ یہ کسی بنی کی تعمیر نہیں
جانتا ہی تو مراد دیبان کیا ہی حق بہ — دہن خم کو کچہ حاجت تقریر نہیں
بس لا صورت ہستی کو کوئی سم ہی نہ تاب — یہ جہان آینہ ہی کاغذ تصویر نہیں
ای ہہی سرو تری کلون کی تو نہ کلی حم — بر کہای شجر طور میں تو نہ نہیں
ابروی یار کی مانند بناتی ہین طاق — اور مسجد کی کسی واسطے تعمیر نہیں

خط سے عکسِ پنبۂ اصلاح ہے گرد صافِ عذار | محو جو ہو سکی یہ خطِ تقدیر نہیں
بدزبانی ہے وہی ہان گرچہ ہے معدوم دہن | بیان ہی جو دہن خوفِ تقریر نہیں
یوں ملتا ہے وہ کنگھی کی طرح سر پا | جائے خاک اوسکی عناصر میں جو اکسیر نہیں

گل خونکا جو تصور ہے سخن سنجی ہیں
گل فشانی ہے یہ ناسخ تری تقریر نہیں

قابلِ روح سبک و بدنِ پیر نہیں | ایکدم ساکن آغوش کمان تیر نہیں
تیری ابرو سے جو نوکی جو شمشیر نہیں | ترکشِ مہر میں ہی مثل مژہ تیر نہیں
خط نمایاں نہو یارب رخ جانانہ کبھی | یہ وہ مصحف ہے جسے حاجت تفسیر نہیں
ایک کو عالم حیرت میں نہیں ایکسی کام | شمع تصویر سے روشن شب تصویر نہیں
سایہ ساں ہو پسِ ہی تیرہ ترے سایہ کی حضور | نقش پا سے کہیں خورشید میں تنویر نہیں

تیری شمشیر ہے جبتک ہے جیتا ہے قاتل | خون ہمارا عوضِ جوہر شمشیر نہیں
سر و ساماں ہے ہم سر فلک مشکل ہے | سر مرا ہے نوک یار میں شمشیر نہیں
صرف ہیں آپ کلا کاٹ کی عاشق سر | یہ دلا ابروی خمدار ہے شمشیر نہیں

۱۷۸

ایک عالم ہی یہ مجہی بکا ہو ونسی شہید　　خم گردن کی برابر خم شمشیر نہین
بی دہن بات مسیحا سی بہی ہو نہ کبہی　　قدرت حق ہی ارای بت تقریر نہین
ہی صنم رشک طلا رنگ سنہرا تیرا　　خاک کی سامنی کچہہ رتبۂ اکسیر نہین
کر دیا ہی اسی حسرت نی مجہی دیوانہ　　ہاتہہ مین یار کی دروازہ کی زنجیر نہین

شبہہ ناسخ نہین کچہہ میر کی استادی مین
آپ بی بہرہ ہی جو معتقد میر نہین

جیسی کہ بتون سی آشنا ہون　　بیگانہ خدا ہی سے ہوا ہون
کیونکر کہون عارف خدا ہون　　آگاہ نہین کہ آپ کیا ہون
جب ہجر مین باغ کو گیا ہون　　مین آتش گل مین جل بجہا ہون
منہہ زرد ہی تنگی چمن رہا ہون　　ای وحشت کیا مین گہبرا رہا ہون
فرقت مین جو سر پٹک رہا ہون　　مشغول نماز بی ریا ہون
منہہ انکا نہین ہی شکر و شہ　　حیرت کہتا کہ مین خدا ہون
بیگانہ ہون کیونکر آشنا سی　　بیگانونسی بہی مین آشنا ہون

امید وصال آپ کہان ہے — اوس گل سے نکہت جدا ہون
کیون دوست خوش ہون جای ہم — سیماب کے طرح مر گیا ہون
خلقت خوش ہے جو میں پامال — گلزار جہان میں کیا خزان ہون
ہنس دو نگاہ دم میں مثل گل آپ — غنچہ کی طرح سی گو خفا ہون
آتش قدمی سے جلتے ہیں خار — ای قیس میں و برہنہ پا ہون
اڑتی ہین گریز مجھ سی منحوس — بی شبہہ میں سایہ ہما ہون
ہون قافلہ عدم سی آگے — اس راہ میں نالہ درا ہون

۱۸۰

ناسخ کی یہ التجا ہی یارب
مرجاؤن تو خاک کربلا ہون

اس ابر میں یار سی جدا ہون — بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
گلشن ہے اگر تو ہون میں برگ — بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون
ذرات تصور پری ہے — دیوانہ میں اندنون بنا ہون
گو بیٹھ رہا ہون ایک جا لیک — پامال بسان نقش پا ہون

افتادہ خاک ہون ولیکن | مین سایۂ شہپر ہما ہون

چلتا نہین آپ گرچہ ایک گام | پر بسمل کیطرح ہر سما ہون

ای ابر شب فراق دی ساتھ | رونی پر مستعد ہوا ہون

کیون کر میری خاکسی نہون سرو | مین سرو قدونکا خاک پا ہون

تو رنگ چمن مین عیش بلبل | تو نکہت گل تو مین صبا ہون

سر رکھکی کبھی وہ سو گیا تھا | اب تک زانو کو سونگھتا ہون

وحشت نے نکالا اوس گلی سی | کانٹون پر اوسکو کھینچتا ہون

آئینۂ دل مین ہی ترا عکس | ذرات مین تجکو دیکھتا ہون

ثابت ہی گناہ خشکی زہد | تر دامن موج بوریا ہون

ممکن نہین اجتماع ضدین | تو بت ہی مین بندۂ خدا ہون

ہی مہر و وفا سراسر اوسمین
ناسخ کیونکر اوسی جدا ہون

۱۸۱

آگیا تہا رات کیا وہ ماہ کامل خواب مین | چاندنی کا ہی اثر زخم دل بیتاب مین

182

ہی حباب بحر عارض التہاب مین | رہتی ہی اکسیر کی بوٹی یہان سیماب مین

آسمان سوئی ہین اغاز شب فرقت مین ہم | شام کو خورشید ڈوبا اشک کی گرداب مین

چاندنی مین ہی جو بی یار کی سیر چمن | داغ خون گویا لگی تھی چادر مہتاب مین

ساقی و مطرب ہون کم سن اور ہیچ چمن | چاہئی سا اب اتنا عالم اسباب مین

ہی تعجب آسمان تفرقہ انداز سی | ایکجا ہین عاشق و معشوق کیونکر خواب مین

شام ستی تا صبح ہر شب بنی ہی ہیچ فراق | کیا رہا اب آدمی مین فرق اور خواب مین

ضعف پیری مین کہان طاقت کہ سجدی جا کرین | سجدی کرتا ہون قد خم گشتہ کی محراب مین

شاخ مرجان جبین عکس دست رنگین سی نہین | پرتو رخ سی ہی روشن کنول تالاب مین

یہ تری روی مخطط پر عرق آیا نہین | خوشہ پروین عیان ہی حسن مہتاب مین

بزم می مین کچھ نہین معلوم تھا کو وہ غم | پاسنگین جیسی جاتا ہلکا آب مین

جوہر مضمون لئی پھرتی ہین دیوان شہر شہر | ہی روان میر سفینہ موتیونکی آب مین

طالب حق ہی اگر ست سالکو تا چھوڑ | ملگیا دریا مین جو کچھ ملگیا سیلاب مین

کیون نہ ای ناسخ ہو اعجاز ساقی کا مقر | آفتاب دیکھنی دکھایا ہی شب مہتاب مین

یون مری آنکھیں عیان ہین اشک کی سیلاب مین | جیسی تیرے ہین نظر تہِ آبِ تالاب مین
اپنی تو دستِ حنائی سے کو اگر دہوئی وہان | لال ہو جائین ابہی سب مچھلیان تالاب مین
گُلسنی چہرہ ہی اوسکا ہی لبِ تالاب آن | ڈوبتی ہین مچھلیان لہرونکی پانی مین
استفادہ سخت دل کیا دلگدازونسی کرین | کب ملائم ہوا کرسون ہی سنگ آب مین
اشک کی قطرہ مین مجنون ناتوانکا حال ہی | کون آجاتا ہی تنکا جسطرح سیلاب مین
جلوہ بیتی ہی عیان محرابِ ابرو کی تلی | شمع روشن جسطرح رکہدی کوئی محراب مین
دانی ہین انکہیا کی جہپا کو بنت کی عنبیان | پاتی ہی بلبلی کی جہلی ہوتیونکی آب مین
رشک کی معنی ہین سمجہتی ہین جسی بخت نصیب | سوچ رہتا ہی کہ مین دیکہین تجکو خواب مین
خط نظر آتا ہی کر اوسکی قوس کیا عجیب | جمع ہوتی ہین پتنگی بیشتر گرداب مین
چشمِ تر مین ہی تصور روی جانانکا مدام | پہنس گیا ہی عکس ہی خورشید کا گرداب مین

ہو گئی ہین کہو اگر اعداد و تسمیع کیا
نو ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین

١٨٣

زینتِ فتراک ہونی کی لئی آمادہ ہون | کب سواری آئیگی ہین منتظر شاہ ہون

[illegible]

گرم رو مجھ سا نہ نکلا کوئی بھی آتش قدم
تیز رفتاری میں میں سیماب آتش زادہ ہون

کون جیتا دا آج آتا ہی چمن میں بلبلو
رنگ گل کہتا ہی اوٹھانیکو میں آمادہ ہون

میکدہ میں توڑ کر خم بہر عذر معصیت
محتسب رندونسی کہتا ہی کہ مست بادہ ہون

انتظار و یاس سے گلزار کوی یار میں
سرو سان استادہ ہون کہ مثل سایہ افتادہ ہون

رہنمائی میری کرتی ہی مجھی پامال خلق
خضر راہ منزل مقصود مثل جادہ ہون

کہہ رہا ہی انتظار یار میں ہر صبح باغ
عمر گذری منتظر اک پاؤنسی استادہ ہون

ہاتھ دوڑائینگے ایکدن میری سبحت کو
بعد میں پیر مغان کی صاحب سجادہ ہون

جاتی ہین ہر وقت زاہد جانب ظرف وضو
کیون نہ میں مائل بھلا سو سبو بادہ ہون

پاتی ہی ہر اک سی میری خاطر نازک شکست
دمبدم میں شیشہ بالائی سنگ افتادہ ہون

آئی جو میری بجھانیکو وہ جلکر خاک ہو
سوز غم سی تعدہ باروت آتش دادہ ہون

حشر میں ناسخ یہی اپنا کہونگا سلسلہ
مین اسیر حلقہ گیسوی سید زادہ ہون

صنم کوچہ ترا ہی اور میں ہون
یہ زندان وفا ہی اور میں ہون

یہی کہتا ہی جلوہ میری بت کا | کہ اک ذاتِ خدا ہی اور مین ہون
ادہر آنی مین ہی کس سی تجہی شرم | فقط اک عذر ترا ہی اور مین ہون
کری جو ہر قدم پر ایک نالہ | زمانہ مین درا ہی اور مین ہون
تیری دیوار سی آتی ہی آواز | کہ ایک بالِ ہما ہی اور مین ہون
نہو کچہہ آرزو مجہکو خدایا | یہی ہر دم دعا ہی اور مین ہون
کیا دربان نی سنگِ آستانہ | درِ دولت سرا ہی اور مین ہون
پسی تہمی جو گلزارِ جہان مین | گل اندامون حنا ہی اور مین ہون
گیا وہ چہوڑ کر رستہ مین مجہکو | اب اوسکا نقش پا ہی اور مین ہون

زمانہ کی ستم سی روز ناسخ
نئی ایک کربلا ہی اور مین ہون

سب ہما ہی لئی زنجیر لئی پہرتی ہین | ہم سرِ زلف گرہگیر لئی پہرتی ہین
کون تہا صید وفادار کہ اب تک صیاد | بال و پر اوسکی ترے تیر لئی پہرتی ہین
تو جو آئی تو شبِ تار ہمین ہمان سحر | مشعلین نالہ شبگیر لئی پہرتی ہین

تیری صورت کسی کی نہین ملتی صورت — ہم جہان مین تری تصویر لیئی پھرتی ہین

معتکف گرچہ بظاہر ہیون تقصیر مین مگر — تو بکو ساتھ ہی پیر لیئی پھرتی ہین

رنگ خوباں جہان دیکھتی ہی زرد کیا — آپ نے ورانکھون مین اکسیر لیئی پھرتی ہین

جو ہی مرتا ہی بہلا کسکو عداوت ہی تجہی — آپ کیون ہاتھ مین شمشیر لیئی پھرتی ہین

سرکشی شمع کی الکتی نہین گمن انکو بری — لوک کیون بزم مین کلگیر لیئی پھرتی ہین

تا کنہ کاری مین ہمکو کوئی مطعون نکری — ہاتھ مین نامۂ تقدیر لیئی پھرتی ہین

قصر تن کو یون ہین ہوا یہ یکو لی ناسخ

خوب ہے نقشۂ تعمیر لیئی پھرتی ہین

١٨٦

دل اوسکو دیا ہمنی تقصیر اسی کہتی ہین — مارا غم فرقت نی تعزیر اسی کہتی ہین

ہم خواب مین وہان پہنچی تعبیر اسی کہتی ہین — وہ نیند سی چونک اوٹھی تقدیر اسی کہتی ہین

جو مجھسی گریزان تہا کل اوسکو مین کہتی ہی — باتون مین لگا لایا تقریر اسی کہتی ہین

مین خاک ہوا مر کر وہ فاتحہ کو آیا — اکسیر اسی کہتی ہین تسخیر اسی کہتی ہین

دیوانی سی جنگل مین پہرتی ہی پری لیلی — جذب دل عاشق کی تاثیر اسی کہتی ہین

پی جبکہ شراب اوسنی کیفیت سیاہ بن میکا سونا اسی کہتی ہین اکسیر اسی کہتی ہین
شکل اوسکی تصور نی کہینچی ورق دل پر نقاش اسی کہتی ہین تصویر اسی کہتی ہین
بے جرم کیا بسمل لاکہون ہی جو یون کج سفاک اسی کہتی ہین بے پیر اسی کہتی ہین
محفل سی اوٹہانی کا جب قصد کیا اوسنی دانستہ مین غش لایا تزویر اسی کہتی ہین
سو قتل کئی خون ہی ابرو مین و مژگان مین شمشیر اسی کہتی ہین اور تیر اسی کہتی ہین
جتنا وہ کمر زیر ہی پرپیچ دل نالان ہی صیاد اسی کہتی ہین نخچیر اسی کہتی ہین
انجام کو کچہ سوچو کیا قصر بناتی ہو آباد کرو دل کو تعمیر اسی کہتی ہین

ہین پیش نظر اپنی ہر وقت تصور مین
پریون کی بس اپنی عمل تسخیر اسی کہتی ہین

دلمین جو شپش تپ عشق بیمار کہتی ہین آگ ہم سنگ کی مانند نہان کہتی ہین
نی سواری ہی نہ کہین تجہ سون گرد دنبال ہاتہ مین صبر کی جو لوک عنان کہتی ہین
بزم جانان مین کبہی بات نہ نکلی منہہ سے ہمنی کو شمع کی مانند زبان کہتی ہین
ایک مدت سے تمنا ہی قدمبوسی کی سر ٹپکتا ہون صنم پاون جہان کہتی ہین

١٨٧

مشک کا پہنچا نہیں کچھ رومال اپنی بو | ہم فقط تحفہ فدا کرنی کو جان کہتی ہیں
یوں ہی وہ دلِ سوزان نفس سرد کی ساتھ | غربا جیسی سنسان مین دھوان کہتی ہین
اوس تنِ صاف سے پیچ ہی کمر تنگ معدوم | اور محبوب صفا ایسی کہان کہتی ہین
طائرِ روح کو کر دیتی ہین کیونکر بسمل | تیر کہتی ہین مژہ و نہ کمان کہتی ہین
ہو گیا زرد پڑہی جب کہ حسینوں نہ نظر | یہ عجب گل ہین کہ تاثیر خزان کہتی ہین
تازگی ہی سخنِ کہنہ مین سے بعد وفات | لوگ اکثر مری جینی کا گمان کہتی ہین
بہا کئی کون سی وہ بات تو بولی و رنہ | نہ کمر کہتی ہین کا فرنہ دہان کہتی ہین

عوضِ ملکِ جہان ملکِ سخن ہی ناسخ
گو نہیں حاکم و ان طبع روان کہتی ہین

تیر ماہی کہر اوہ شنک آب مین | جسنی دیکہی ہین سمع دیکہی شلنگ آب مین
ہجر کی شب جب جلا جوش مری رونی کا | صبح کو تر نظر آیا پلنگ آب مین
قافلہ لخت دل اشکوں مین یون بہی جان | کرتی ہین جیسی سفر اہل فرنگ آب مین
نرم طبیعت کو کیا پہنچی عدو سی گزند | سنگ ہی ہو جاے غرق گر پڑی سنگ آب مین

۱۸۸

کہتی ہین ہر دم مجھی بلبلین تو خوش ہو نکی آپ — غیر سی چھپتی ٹانکی جب تک ہی جنگ آب مین

صحبت نیکان سی ہو فائدہ ظالم کو کیا — رفع نہ تلوار کا ہو کبھی زنگ آب مین

عارض رنگین یار عکس فگن ہو اگر — خلق کو دل سی یقین ہو کہ ہی گل آب مین

رہا تکو دریا مین تو اوتری جو ای شعلہ رو — شمع سمجھکر تجھی آئین پتنگ آب مین

آب سی سرسبز ہین ساری نباتات گو — سبز کیا آپکو جب ملی بہنگ آب مین

ناسخ مہجور اگر جا کی نہانی لگی
آئین نظر سب حباب چشم پلنگ آب مین

۱۸۹

غم شبیر مین رو رو کی کرون تر دامن — جاون تا حشر کی سیلاب مین تر دامن

طمع خام سی پہیلی جو کسی کی آگی — یارب ایسا تو مجھی ہو نہ میسر دامن

مثل گردون تجھی گردش ہی ہمیشہ درپیش — زر سی زنہار نہ ای طالب زر بہر دامن

رند کی بہر تو صفائی ہی کیا تہ ہوا — ہی مری خاک سی قاتل کا مکدر دامن

آستین سی نہ ہی یہان کوئی چراغ جاکر — کہا گیا وہان روشن زیر شمع کو دامن

یہی کہتی ہوئی جاتی ہی چلی عمر رواں — میری دامن سی نہ باندہی کبھی صرصر دامن

سخت مشکل سی کہتا ہین ابہونکا ناسخ

دی مری ہاتہہ مین یا بسط بیمپر آن

ہی لالکسکو وام اسکے دو شِ افلاک مین | خاک کی پتلی ہزارون مل گئی خاکمین
زاہدا ہی فرق جتنا چاہ او را سکمین | جان اتنا ہی تفاوت ہی مین او رتیرہ پا کمین
لیا ہی چالاکی ہی تیری توسنِ چالاک مین | مرغ دل اپنا فلک پر جا نہ بہی فتراکمین
دیکہکر دانتونکی براقی جو غش آیا مجہی | عالم انگشت حیرت ہی مسواک مین
ہوگئی نظرونسی غائب تیری الہار کی سا تہہ | کا دنہی ہستی ہماری شعلۂ ادراک مین
فاقہ مستی پر قناعت ہو جو ہمکو بہی کشتو | ہی لبالب بادۂ عشرت جہم افلاکمین
شش جہت مین موج زن ہی تو ہی اہل حسین | فرق کیا ہی ٹوٹنی والی مین او تیرا کمین
کہہ رہی ہی یہ لب پر زبان موج جی | پاک مین ہی کب وہ کیفیت جو ہی تا پاکمین
گرنہ ہی تیری قدم سی باغ کی پالیدگی | دانہ انگور رہونگی شیشۂ می تاک مین
کرتی ہی مین عندلیبیں چاکِ گلبن سی جوم | داغ ہین مہری لہو کی یار کی پوشا کمین
مست عالم کو کیا چشم سیاہ یار نی | ساغر می کا ہی عالم ساغر تریاک مین

مقبرہ یکو جا ہی شادی سمجھی سو دیوانہ ہی — دفن لاکھون ہو گئی اس گنبد افلاک مین
دور سی دو نو نکا نظارہ ہی فریبِ کی محال — فرق کیا ہی آفتاب اور روی آتشناک مین
منتظر دلمین ہی ساکن جیسی پردہ نشین — طور جلمین کا ہی میری سینۂ صد چاک مین
تفرقہ انداز ہی دوری سی ہم مین غافلو — عالم ارواح مین روح اور تن خاک مین
ضعف سی ایسا خمیدہ ہون چلون گر دو قدم — صورتِ دامن ہو آلودہ گریبان خاک مین
اوسکی ہوتی آنی دی حمام مین پیچ اگر — ڈال دون مین نقش پا انکو سینۂ افلاک مین
دور ہو ہر چند پردہ جذبۂ دل ہی بہان — ہم اگر چاہین ابھی تم ہو وہی آغوش ادراک مین
آتشِ ناکِ حنا سی بستر اپنی کو جو گرد — آگ لگ اوٹھتی ہی رشتونکی خس و خاشاک مین
ہین گلِ خوشبو قبا مین جیتنی تھی جنبش کی پہلو — ایسی خوشبو ہی پسینی سی تری پوشاک مین
زلفِ مشکین مجکو رہ رہ کر دلا جاتی ہی یاد — لائی ہی اک نکہتِ گل کیون ہوا اب تاک مین
سینہ تک آتی ہین ایسی شعلہ ہائی داغِ دل — شمعِ روشن کا ہوا عالم مری [illegible] مین
عیش پایا مین سکندر کی ہی جسکی طرح — مردمک عین ہی ہماری دیدۂ نمناک مین
کھیتی ہین جسکو سنہرا رنگ جہنکا مشک غسل — تار زر بنتی ہین ڈوری کیسۂ ادراک مین

۱۹۱

کیون اوٹھا لائی ہین ہم مجکو ناسخ بعد قتل
چین سی لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

روح کو آرام دم بھر باغ رضوان مین نہین — خاک اپنی بعد مردن کوی جانان مین نہین
کیا ہوا ثابت جو ٹکڑی ہی جسم جانان مین نہین — چاک کچھ معیوب یوسف کی گریبان مین نہین
خوشقدونکی خاک سے اوٹھتی ہی دم بھر فرقدے — گرد باد ای اہل غفلت اس بیابان مین نہین
آج نقاشی کی چھت لگوا ہی نہین مانع کوئے — کل بجز خفاش لیکن سقف ایوان مین نہین
دیکھنا کل آیسی کوئی رکھی گا قدم — آج جانی کی اجازت جس گلستان مین نہین
تیری رخسار عرق آلود سی نسبت ہی کیا — ایک قطرہ چشمۂ مہر درخشان مین نہین
دوست دشمن سبکی سب مین قبضی مثل نسیم — گل تو کیا کانٹا بھی اکدن اس گلستان مین نہین
سبزۂ خط ہو گیا سرسبز ایسا کس طرح — بوند پانی کی تری چاہ زنخدان مین نہین
ہیچ یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر — وصل کا مضمون شایان اپنی دیوان مین نہین
ہو گیا مرتی ہی میری بہر دیدار زبون — آج ای اطفال کوئی سنگ دامان مین نہین
نام خاتم رہ گیا ہی جو گیا برباد تخت — آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان مین نہین

ہی تصور سی ہی اہر شک مین تصویر یار — سیری آنکھو نسی نہان جون شیشۂ پارا نہین

نقل ہین ہو حسن کیتنا ہی پہی عارف گر وصل — فاختہ کا آشیان سرو چراغان نہین

ہر پریرو مین ہے مجہہ مجنون کی تماشا ہی جنون — نالۂ زنجیر کسکی زلف پیچان مین نہین

اوس پری کا کل پیچان کی سو دیکہین مجہی — سانپ آتی ہین نظر زنجیر زندان مین نہین

کرتی ہین ہر روز مجہہ وحشی کو لڑکی سنگسار — کونسا دن ہے جو آدینہ دبستان مین نہین

مور چہل نادان بلاتی ہین کسی حیران ہون — ہڈیان بہی تربتِ فغفور و خاقان مین نہین

آبلی ورزش سی تہی ہی دست نگین مین تیری — کون کہتا ہی کہ موتی دست مرجان مین نہین

کیا ہوا اگر شعر ناسخ ہین عقیدی کی خلاف
آیۂ منسوخ کیا موجود قرآن مین نہین

باغبان ممنوع ہی ہم سی اگر گلستان نہین — جز دل صد چاک گل اپنی گریبان مین نہین

کیا چنبیلی مین ہی جو اوس گلبدن کے دندان مین نہین — لعل خندان مین جو ہی گلہای خندان مین نہین

ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل مین ہین ایک — فرق مرجانی کی بعد انسان و حیوان مین نہین

رحمت حق شب ہی کیون عصیان کیجی — شغل تہر می کشی ہی ابر و باران مین نہین

۱۹۴

اسفل و اعلیٰ مشابہ ہیں بہم لیکن ہی فرق | اوج انجم دیکھ غول بیابانمین نہین

قدر کیا اوسکو بھلا داغ دل عشاق کی | داغ چیچک تک کوئی اُٹھتا جابانمین نہین

ہی سرا پا نور تو نام خدا ظلمت سی دور | سر سی پا تک تل ہی یی جسم بانمین نہین

غول کی انکھین چراغ اور آشیان قندیل سی | ایکشب تاریکی انہی کنج ویرانمین نہین

کیا مری تلوین کا ہی کسی نی دیکھا | غیر کا نقش قدم تو کوئی جابانمین نہین

خضر سی گمرہی چھوڑ نکا تری خنجر تلی | آب آہنکی حلاوت آبحیوانمین نہین

کسقدر کہو نگہت تابان ہی وہی آشیان | روشنی ایسی چراغ زیر دامان مین نہین

خانۂ دل ہی مشبک آہ کی تاثیر سی | آج تک روزن کوئی دیوار زندانمین نہین

کیون ہی حسرت کو عمر ابد مانند خضر | آب حیوان کن تری چاہ زنخدانمین نہین

دیکھنی ہی زلیخا کو نچتا کیونکر اسی | کیا کہین یعقوب سیف تری چاہ زنخدانمین نہین

ہم دیا جاتی ہی جسکی سیاہی شہریان | غیر رو باہ و شغال اسبادنکی یو ایمین نہین

کیا تری جالی کی کرتی مین چمکتا ہی بدن | یہ فروغ ایسا قدسرو چراغانمین نہین

آمد و ساو نار فلکی قوتی ہی دلیل | کو مسافر یون ہی جو فلکسا نانمین نہین

جو ترا جی چاہتا ہی بس وہی کرتا ہی تو　　وہ سپہی ہی تو کہ فرمان سلیمان مین نہین

ہی نہان صبح شب غم کیا ہوئی تاخیر　　سورۂ والشمس شاید تیری قرآن مین نہین

پر ہین انکہین کہ سمندر کی طرح پر ضبط سے　　ایک قطرہ بھی ہماری ابر مژگان مین نہین

یار کی بہت حنائی سی ہی چالاکی کہان　　دیکہو کوئی بہی چہلی دست مرجان مین نہین

بی وطن ہو کر زمانہ مین ہی نالان بشر　　آشنا لوگ سی بی ہر گز بیابان مین نہین

کام دخوار ہو دخوری ایک سی دونو نکی ہی　　کچہہ تفاوت اندنون ہندو مسلمان مین نہین

انکہیون پہ پلکین سی یہ ساقی نی کہا　　میکشی کی لطف کچہہ بہی آبجو ان مین نہین

سینکتا ہون اپنی انکہین وہی آتشناک سی　　منقل داغ فراق اپکی شبستان مین نہین

مثل مجنون کس لیی صحرا الصحرا ہی خراب
کیا رسائی تجکو ناسخ کوچۂ جانان مین نہین

ہماری آہ سنکر جو واہ کرتی ہین　　غزل سرا ہوی ہم جو آہ کرتی ہین

سزا ملی کی جو انسان گناہ کرتی ہین　　یہان فرشتونکو محبوس چاہ کرتی ہین

کبہی جو ہم شب فرقت میں آہ کرتی ہین　　دہوئین سی اور جہانکو سیاہ کرتی ہین

۱۹۵

جو عشق زلف صنم کا گناہ کرتی ہین — عذاب گور مین یان سیاہ کرتی ہین

ہمارے اپنی رونی سے ہم طوفان چشم — ہم آج کشتی ہی کو تباہ کرتی ہین

گدائی میکدہ کس چین سے ہین جا نشین — یہ عیش تخت پہ کب بادشاہ کرتی ہین

خبر نہین جنہین کچہ انقلاب گردون کی — غرور نیر اقبال و جاہ کرتے ہین

نکہتی گئی ہے غریبان کو شہر خاموشان — کہ داد داد تری داد خواہ کرتی ہین

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد — خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتی ہین

غنیمت ہی اوس سے بہلا ریحان کو — عبث جناب فراہم سپاہ کرتی ہین

یہ ہمکو سوجہی ہی زلف سیاہ کے مضمون — کہ آج دستی پہ دستہ سیاہ کرتی ہین

کسی کی دل مین یہی تا نہ حسرت شاہی — فقیر اس لئی نام اپنا شاہ کرتی ہین

بشر ہی کچہ نہین کامید اوسکی قامت سے — وہ دم مین سرو کو بہی گاہ گاہ کرتی ہین

سیاہ کار جو ہم مست ہین تو کیون ساقی — سفید ریش کو نہ ابد سیاہ کرتی ہین

فراق مین ہم ہی شعار ایسی برین درد — کہ ساعمیر عوض وہ آہ کرتی ہین

ہم اب ہین عاشق خط پیش انہین ہی شوخ — جو گل نہین ہی تو سیر گیاہ کرتی ہین

۱۹۶

دلا نہ چین سے ذرات اگر ہی دعوی عشق   کہ محکمہ میں طلب دو گواہ کرتی ہین

بھلا تنک تو غنیمت ہی زاہدا حاصل   یہ رند کیا ہی مزے کی گناہ کرتی ہین

تری جمال کو دیکھیں نہیں پر اگر   فلک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتی ہین

بنا ہون کیا کل دیوار قہقہہ سی مین   جو مجکو دیکھہ کی بہت قاہ قاہ کرتی ہین

وہ بدگمان سمجھتا ہی چاند کا مشتاق   جو شب کو ہم سوی گردون نگاہ کرتی ہین

مزاج مین ہی حیا ہی کہ پھیر لیتی ہین منہہ   جو وہ نظارہ ہمرم گیاہ کرتی ہین

پھرا کری ہی ہین ہزاروں ہی مرغ دل ہیچ   وہ کب نشانہ تیر نگاہ کرتے ہین

نماز مین بھی ہی میان اوسکی سبزہ خط کا   گیاہ سبز کو ہم سجدہ گاہ کرتی ہین

جو ناامید ہین اہل ورع ہین ای ناسخ
امیدوار شفاعت گناہ کرتی ہین

جان ہم تجہہ پہ دیا کرتے ہین   نام تیرا ہی لیا کرتے ہین

چاک کرنے کے لیی ای ناصح   ہم گریبان سیا کرتی ہین

ساغر چشم سی ہم بادہ پرست   مئے دیدار پیا کرتے ہین

١٩٨

زندگی زندہ دلی کا ہے نام — مردہ دل خاک جیا کرتی ہین

سنگ اسود بھی ہے بھاری پتھر — لوگ جو چوم لیا کرتی ہین

کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی اونہین — آج زر جو کہ دیا کرتے ہین

تیرا کیا ذکر مرے داغون سے — مہر و مہ کسب ضیا کرتی ہین

خط سے یہہ ماہ ہین محبوب قلوب — سبزی کو مہر کیا کرتے ہین

ملتی ہین تلوون سے کا کشت مین گل — زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین

اونسے ہین مخفی عصیان بہتر — جو عبادت مین ریا کرتی ہین

دفن محبوب جہان ہین ناسخ
قبرین ہم چوم لیا کرتے ہین

جب وہ مسجد مین ادا کرتی ہین — سب نماز اپنی قضا کرتی ہین

جنکی رفتار کے پامال ہین ہم — وہی آنکھون مین پھرا کرتی ہین

تیری کہر مین نہین جاتی جو قدم — کیا مری تلوی جلا کرتی ہین

دہیان آتا ہی کفن کا مجھکو — کپڑی جب قطع کیا کرتی ہین

نیک و بد کیا ہون ہمیشہ باہم — پہول کانٹون سی جدا کرتی ہین

ہون کدہر آنکہین نگاہین ہین ادہر — کب تری تیر خطا کرتے ہین

ہوگئی کیا تری تلوی کلکون — سنگ پا کار حنا کرتی ہین

نہین ہوتی ہین فراموش صنم — خاک ہم یاد خدا کرتی ہین

گو نہین پوچھتی ہر گز وہ مزاج — ہم تو کہتی ہین دعا کرتی ہین

موسم گل مین بشر ہین بعدو — گل تلک چاک قبا کرتے ہین

شاد ہین باغ فنا مین کب گل — اپنی ہستی پہ ہنسا کرتے ہین

چمن دہر مین محبوبون سے — کیا ہی عشاق وفا کرتے ہین

گر خزان آتی ہی ہیولونکی ساتہہ — برگ حنا دل کی اوڑا کرتی ہین

آج وہ تیغ نگہ سے ناسخ
کشور دل کو کٹا کرتے ہین

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین — جس سر زمین کی ہم ہین وہان آسمان نہین

دور روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین — وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین

۲۰۰

ہر گل ہی بس چمن سے گریزان ہے رنگ بو | سرو چمن ہی کو حضر سے روان نہین
دشمن اگر وہ دوست ہوا ہی تو کیا عجب | یہان اعتماد دوستی جسم و جان نہین
عبرت کی جا ہی لالہ کہون میں طفل و جوان نہین | پیری میں بہی خیال اجل کا یہان نہین
صبح شب وصال ہی دم توڑتا ہوں مین | نالان ہی میری غم میں مؤذن اذان نہین
رفتار ناز میں لچک جاتی ہی بس | گویا تری کمر میں صنم استخوان نہین
آنکہو نسی فائدہ جو نہین تیری گرد راہ | حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہین
بولا جو بوی گل سے ہوا یار بید باغ | کہتا ہی کون آتش گل کا دہوان نہین
خود رو ہین کس طرح گل رخسار سرو قد | ہی کون باغ جسکی لئی باغبان نہین
حاصل تجہی بصارت یعقوب ہو اگر | یوسف بغیر کوئی یہان کاروان نہین
سنعم کی شکر مین ہیں بلائین کہی سے | تنہا برای لذت دنیا زبان نہین
تعریف تیغ ابروی قاتل ہی دم کی سات | گویا دہان زخم ہی میرا دہان نہین
پژمردہ ایک ہی تو شگفتہ ہی دوسرا | باغ جہان مین فصل بہار و خزان نہین
ساقی لگا دی کہہ میری منہ سے خم شراب | دریای می کی مچھلی ہی میری زبان نہین

٢٠١

خونریزیاں جہاں میں رہتی ہیں ہر زرق | کچھ آسیا کی سانتی قدر فشاں نہیں
رنگ بہار زرد ہوا تیری سامنی | باغ جہاں میں غیر گل زعفراں نہیں
زردار جو ہیں کیوں نہ خنداں ہر بک گل | باغ جہاں میں زر ہی کم از زعفراں نہیں
جنکی سروں پر آب بکس ان ہی ہما | اونکا لحد میں آج کوئی استخواں نہیں

دہو کا نکہا ظروف وضو کو تو دیکہکر
مسجد ہی می فروش کی تاسخ دکان نہیں

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو | پہری تو جس شجر کی تلی وہ نہال ہو
ہوئی کمر ہی یوں بن یار میں عیاں | در نجف کی حرم میں جسطرح بال ہی
گل کی زباں گنگ ہی نقش لنگ پای رو | کیا عندلیب و کبک میں یہ بول چال ہی
ادنی ہی پہنچی رتبۂ اعلی کو ایکدن | سیدہی جو مثل بیدق شطرنج چال ہی
رندو ضرور رقص ہو بزم شراب میں | ہاتہ آئی گر نہ بہانہ تو صوفی کا حال ہی
ہو زیرکو بعد مرگ بہی آرام ہی محال | کسطرح زیر تیغ نہ گنبد کی ڈہال ہی
دو دو نہ میری آنکہوں میں کیونکر ہوں پتلیاں | اہہوں بہر جو تیرا تصور میں خیال ہو

کیا نیند آئی ہے جو ہی رات بہر یان گل تکیہ کی عوض کوئی مخمل سا گال ہو

گر محتسب کو خون ہمارا کیا حلال یارب بہلا شراب تو ہم پر حلال ہو

تا حشر ہی فراق ہوا گر فراق مین

ناسخ کہین وصال مین بہی اتصال ہو

صبح کی ہوتی ہی ہرگز نہین جینا مجکو وصل جانان مین عبث ہی غم فردا مجکو

ای پری توڑی جو ہنسی ہی سہرے لگیا آج آئی ہی نظر سونی کی چڑیا مجکو

موتیو نکا نہین گجہا یہ تری بالی مین آیا بالی مین نظر عقد ثریا مجکو

طفل اشک آنکہو نمین ہی سہوم مچائی ہین [illegible] جیسی کہ طفل گیا چہوڑ کی تنہا مجکو

کبہی ٹہہرہی لگا نہین آتی طفلان ہی کسی طفل کی فرقت مین جو سودا مجکو

منہہ سوی چرخ دنی کہتی ہین چرخ گردش چرخ پوجا کا دکہاتی ہین تماشا مجکو

پای جانان ہین ہی پر نور رکہتی سینی ہو ہاتہہ آیا وہین موسی ید بیضا مجکو

سچ کیا دیکہہ کی اوس بت کو نظر آتی ہین کاش دیتا نہ خدا دیدۂ بینا مجکو

آتش عشق سنگ کی خلقت کیطرح [illegible] ساتہہ اوس بت کی خدائی کیا [illegible] مجکو

اوسکی انگیا کی کٹوری کو ہوا دیکھکی مست ساقیا اب کہا ساغر صہبا مجکو
قفس دہر سی کرجاؤن ابہی مین پرواز ہاتہہ آجائین اگر شہپر عنقا مجکو
صبح محشر سی سوا صبح شب وصل ہی یہ آج ہی تجہسی زیادہ غم فردا مجکو
زاہد الکعبہ کو میخانہ سی جانا ہی محال ہی ہر اک شیشہ مئی آبلہ پا مجکو

اوس مسیحا سی جو ہی رشتۂ الفت ناسخ
ناتوانی نی کیا سوزن عیسا مجکو

۲۰۳
وله

بستر خواب پہ تو یاد جو آیا مجکو ملک الموت ہوی صورت دیبا مجکو
بس کہ ترسا بہت ای کافر ترسا مجکو لب جان بخش دکہا بہر مسیحا مجکو
وہ صنم تو نظر آتا نہین اصلا مجکو دئی اللہ نی کیون دیدۂ بینا مجکو
ہوگئی اوسکی نظر جبکہ تلی سی اوپر دو نو عالم نظر آئی تہ و بالا مجکو
ننگیا کر کی طرح سوکہہ کی مین تر پایا جبسی وحشت نی کیا بادیہ پیما مجکو
طفل سمجہا ہی مگر پیر فلک روز و شب شیشہ بازیکا دکہاتا ہی تماشا مجکو
سیر کر کر کی چلا جاونگا مانند نسیم چمن دہر مین رکہا نہین جا مجکو

مجکو خورشید سہی جہکی مین ہوا تہا عاشق | بس تلون نہ دکہا صورت حربا مجکو

خوشی مژگان کو کیا پنجۂ مرجان مینے | نظر آیا تری فرقت مین جو دریا مجکو

اوس پریرو کو وہ رنگی نہین جانا مینے | باغ عالم سی بلا بس گل رعنا مجکو

یاد ہی سایۂ دیوار کسی کا ناسخ
دیو کا سایہ ہوا سایۂ طوبی مجکو

ہجر مین آنکہین جو لائین جو شب مین خونناب کو | کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو

ہی محفل عیش ابد ل گردش لیل و نہار | دیکہہ پروانہ کی دنکو اور شب خواب کو

کون ہین جو بہر زر اپنا انکو کرتی ہین قتل | ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو

موج زن ہو عہد موسی کیطرح دریائی خون | گر مری آنکہین نہ ضبط اکدم کرین خونناب کو

ہی یہ حشمت مجہسی شبہائی جدائی مین اوسی | شعر مین بہی مینی دشوار سی باندہا خواب کو

وصل مین بہی جستجو ہی یار یہان غفلت سی ہی | عین دریا مین ہی گردش کسطرح گرداب کو

ہو گیا عشق لب لعل ازبس مجکو جنون | مفسد خون کر دیا ہی بخت نی عناب کو

جای مسجد مجکو سنگ آستان یار ہی | سجدی کرتا ہون اسی دروازی کی محراب کو

عقل اپنی عشق غارتگر کو کیا ہو سامنا — روک سکتا ہی بہلا دربان کوئی سیلاب کو

اسقدر ہی حل بنیا مین بابت کا رواج — بس ہو تو مثلِ صدف باندہین گرہ مین آب کو

گر ترقی چاہتا ہی کر کسی کی پیروی — خاکسی فرقِ شجر پر جا ملی ہی آب کو

زاہدانِ خشک شب بیداری سے کیا کمال — بیشتر کر دیتی ہی زائل ہیوست خواب کو

ہین جو صاحب دید اونکو ہی سامانِ عیش — مونگا سا مان رحمی گنتی ہین مہتاب کو

مچھلیان آوارہ جانا نکی کیا راحت سے ہین — بیکلی ہوتی ہی ورنہ ماہی بی آب کو

قدر جیتی جی نہین ہی کچھ بھی ای ناسخ مجھی
یاد مدفن مین کرونگا صحبتِ احباب کو

٢٠٥

مرگ عیسی ہی تمہی چشم کی بیمارونکو — کو آزادی ہی تلفونکی گرفتارونکو

نا زرفتار سی باقی ہین جسد روح روان — گرد رہ خاک شفا ہی تری بیمارونکو

کب سبکدوش ہی قیدی ہین جو اہلِ وطن — بوی گل پہاندتی ہی باغکی دیوارونکو

وحشتی گس جا دو ہون جو پائین ہو — کرلین مژگان سی تلوونکی ابھی خارونکو

ہون وہ سرگشتہ کہ تاثیر مری قسمونکی — آسیا دم مین بنا دیتی ہی کہسارونکو

کافر عشق ہوں حاجت نہیں زنار کی ہے — یار تسبیح مبارک ہو دیندارونکو

ہم بغل یار سے ہو تو سے ہیں ہم آغوش — کیا خبر سیری شب وصل کی بیدارونکو

جوش خون میری گیا نہیں بہت قاتل — تشنگی آج ہے شاید تری سوفارونکو

ای صنم عہد میں تیری ہوا کفر عزیز — کہ رگ جان کا ملا مرتبہ زنارونکو

کیا پچھین گردش افلاک سے جو ہیں خونخوار — کام کیونکر نہ پڑے سان سے تلوارونکو

دھیان آیا جو کبھی زمزمہ پردازی کا — رنگئی مرغ چمن کہول کی منقارونکو

ہجر میں گرم ہے اوس داغ سے پہلو میرا — جس سے لگتا نہیں فرق کی ہے انگارونکو

جو ضعیفونکو ستاوے گا سزا پاوے گا — آپ دکھہ پاتی ہین جو روندتی ہین خارونکو

پاک کر آپ کو ناسخ عرق خجلت سے
انفعال اپنا شفاعت ہے گنہگارونکو

سرکشی اور ہوا ب کسکی گوارا مجکو — راست خوش آتی ہے جب گردن مینا مجکو

نکہت گل کی طرح باغ جہاں میں ہے محیط — تجسے خالی نظر آتی نہ کوئی جا مجکو

ہاتہہ پر رکہکی دیا جام شراب پرنور — آج ساقی نے دکہایا ید بیضا مجکو

۲۰۷

عشق ابرو کی جنون میں جو چلا سے سہہ مین | دم شمشیر ہوئی جادۂ صحرا مجکو
نظر آیا نہیں اللہ یہ ہی لائق شکر | ہی شکایت دہن بت کی یہ بیجا مجکو
نسخہ میں دانۂ زنجیر طبیبو لکھدو | ہو گیا خال ترے زلف کا سودا مجکو
گل سے چھیڑ نہیں پر اچھی لگا نکہو [illegible] | کرنے دے چاک گریبان کہ ہے سودا مجکو
رو بہ کر اپنی صنم سے جو چلا میں افسوس | نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجکو
آج مہمان ہوں اک مہر لقا کی گھر میں | عشق میں باری بلا اوج مسیحا مجکو
وہ تو غفلت سے یہ کہتا ہی کہ کل ہونگا | اور اک دم نہیں جینے کا بھروسا مجکو
کھینچ چلا دا اجل خط ہی کہ دن بھی پنہ | یاد آیا ہی اب اوس طفل کا لکھا مجکو
پوہی جانا تھا نہیں شہر ادیل | نظر آتا ہی یہ قرآن مطلا مجکو
بستر ہجر پہ ہے ضعف کہ [illegible] خیال | پیس ڈالی نہ کہیں صورت دیبا مجکو
تو بھی اشکوں کی روانی کا ہو مجھ سے بیان | پھر تقریر میں گرداب دریا مجکو
دست بیضا ہی بہار میں ملکوت نہیں | آگے موسی نے دکھایا ید بیضا مجکو
رنج ہجران صنم دل کی برابر میں ہوز | ہی سواد شب دیجور سویدا مجکو

وہ خریدار ہوں بازار جہاں میں ناسخ
غیر سودا نہیں ملتا کوئی سودا مجھکو

باغ میں دیکھا جو سرو قامت صیاد کو | فاختہ سولی سمجھتی ہے اک شمشاد کو
یاد تھا کیا جوہر عاشق کشی جلاد کو | آب شیرین میں بجھایا تیشۂ فرہاد کو
ہے جو دل آہو بنی خالی جان لیوے ویرانہ سے | کام رہتا ہے ہمیں ہوں سے خانۂ آباد کو
کان دیتا گل کو بھی بلبل کو گر نالہ دیا | تھا یہ لازم نخلبند گلشن ایجاد کو
کان کی سرو نے زنگ گل اپنی جان کا | بلبلو سنتا نہیں کوئی مری فریاد کو
فصل گل آئی ہے پھر اپنی جنون کا | بلبلیں آتی ہیں گلشن سے مبارکباد کو
قامت جانان جنبش نہیں ہے قمری اگر | ہو وہیں درکار طوق فاختہ شمشاد کو
لاغر ایسا ہوں کہ مجھ میں کچھ نہیں جز مشت پر | بالش پر سے چاہئے شاید مری صیاد کو
آفتیں دکھلائیں بیتابی نے کیا کیا عشق میں | کیوں نہ میں حسرت سے دیکھوں گور زاد کو
شادی و غم کو نہیں ہے اپنی پر اے یار | یہ تلون ہو مبارک خانۂ آباد کو
وصل کی شب جب کہا اونسے کی گھر میں قدم | صبح خندان رو ہوئی حاضر مبارکباد کو

۲۰۸

کس سہی قد کو چمن مین آہ سلجھاتی ہین بال | شہپر قمری ہی ارّہ شانۂ شمشاد کو
جا کی زلفون مین جدائی قامت جانان ہوا | کیا رسائی شانہ تنگی سی ہوئی شمشاد کو
غیر کی فرزند کو قابو مین لاؤن کسطرح | کر نہین سکتا مسخر اپنی مین ہمزاد کو
کیون نہ یون اپنا سراپا صرف شانو نہین کری | شل قد ہی عشق زلف یار ہی شمشاد کو
مشق تصویر اوسکو ہی مشق تصور ہی مجھی | اپنی صنعت مین وہ کہا سکتا نہین بہزاد کو
دیدۂ ظاہر سی ہی ای غافلو پنہان تو کیا | دیدۂ عبرت سی دیکھو گلشن شداد کو
جالی کی کرتی او رانگیا مرغ دل کو ہی بہت | حاجت دام و قفس کب ہی مری صیاد کو

٢٠٩

مین بھی تالو سی لگا لیتا ہون بس اپنی زبان
گر کوئی سنتا نہین ناسخ مری فریاد کو

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو | نہین ہی نشہ کی کچھ قدر اگر خمار نہو
نہ روئی تا کوئی عاشق یہ حکم ہی اوسکا | کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہو
جو بجلی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی | کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہو
ذقن ہی سیب تو عناب ہی لب شیرین | نہین ہی سرو وہ خوشقد کہ میوہ دار نہو

وہ ہوں میں ہجو نفرت کہ ور کنار ہی یار | پی فشار کبھی گور ہمکنار رہو
نہ آئی کنج لحد میں بھی محو خواب عدم | اگر سرہانی کوئی خشت کو ہی یار رہو
برنگ حسن تتابن ہی دل شگفتہ مرا | جو اس چمن کو خزاں ہجو تو بہار رہو
گئی ہی کیسی زمانہ سی ہم سی سرگرمی | عجب نہیں ہی جو پتھر میں بھی شرار رہو
نہ ہمنفسی سی کبھی ہم راز پوشی الفت ہون | برنگ غنچہ جگر جب تلک فگار رہو
تری مژہ کی جو تشبیہ اوس سی کریں | کسی کی تیر سی کوئی کبھی فگار رہو
دم اخیر تو کریوں نظارہ جی بھر کر | الٰہی خنجر سفاک آبدار رہو
ہوس عروج کی لیجائیں گر نہ دنیا سے | کبھی بلند ہوا سی کوئی غبار رہو
کمال صورت بیدرد سی تنفر ہی | نہ دیکھیں ہم کبھی اوس گل کو جسمیں خار رہو

ہزاروں گور کی راتیں ہیں کاٹنی ناسخ

ابھی سی روز سیہ میں نہ بیقرار رہو

اہل حرفہ میں محبت اونکا خریدار رہو | جوشش سودا کہیں اہل سر بازار رہو
مبتلا اب کسی گیسو کا طلب گار رہو | قید ہستی میں تو ہی اور گرفتار رہو

ہو کی داخل جو نکلتا نہیں پھر کوئی اشد — زاہدا خلد کہیں کوچۂ دلدار نہو

شور محشر ہوا گر نالۂ زنجیر کے جا — پائی خوابیدہ ہمارا کبھی بیدار نہو

چشم و ابرو کا ہوں عاشق نکروں جا کی نماز — پاس مسجد کے اگر خانۂ خمار نہو

تیری دیوار کا روزن جو نہیں ہو بیناہ — کسی مہجور کا یہ دیدۂ بیدار نہو

خود فروشی جو ہو منظور تجھی او کافر — کوئی یوسف کا زمانہ میں خریدار نہو

بغل گور میں کانٹا سا کھٹکتا ہوں میں — اسقدر بھی غم فرقت سے کوئی زار نہو

گلعذاروں کو جو مدفون نکریں قبروں میں — سطح خاک سے پیدا کبھی گلزار نہو

نکلی نالونکی ہوس و لسے ہمارے کس شکل — تیری سوفاروں میں گر صورت منقار نہو

ہے جو وصف لب شیریں میں مری کلک چلا — نیشکر بھی کبھی اس طرح شکربار نہو

چھوڑ دی رسم عیادت نے جو اوس کل کا خیال — غیر نرگس کوئی اس باغ میں بیمار نہو

جس سے پی کی نظر آتی ہی مجھے لعف دراز — شبہہ ہوتا ہی ترا سایۂ دیوار نہو

ناتواں ہو کی جہاں میں ہوں ایسا ناسخ

کہ مری پاؤں سے چیونٹی کو بھی آزار نہو

نہ جنون مین ہے سر کہا بخت فی عریان مجکو
طوق فی جیب دیا وحشت فی دامان مجکو

دیدۂ شیر سی نرگس ہی زیادہ پرہول
ہجر مین وحشت بلا ہی چمنستان مجکو

کبر نفرت کری آگاہ اگر حال سی ہو
شرم آتی ہی جو کہتی ہین مسلمان مجکو

خلق خورشید قیامت سی ڈریگی لیکن
آئی گا یاد ترا چہرۂ تابان مجکو

بعد مرنیکی جہان روح پہریگی بہٹکی
ای جنون تو نی کہا یاد وہ بیابان مجکو

ہای اس گل کی پہچانکی محبت کے عوض
کانٹا کاش کوئی افعی پہچان مجکو

اوسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
کر دیا یار کی تصویر نی حیران مجکو

گور مین آنکھین نکیرین کی وشب جو ہین ہو
الگئی یاد نجوم شب ہجران مجکو

دولت وصل کی خواہش مین ہوا تہا عاشق
ہاتھ آیا نہ بجز گنج شہیدان مجکو

صاف اعدا نی آنکھو نکو سمجہا تہا مین ہو لیکن
پنجۂ شیر ہوئی پنجۂ مژگان مجکو

باغ مین آگ لگی آئی نظر تیری بغیر
سرو دکھلائی دئی سرو چراغان مجکو

واعظا ہی ہی ناسخ کی دعا بعد نماز
جای فردوس ملی کوچۂ جانان مجکو

۲۱۳

ہجر مین مر مر کی جب کاٹا شب دیجور کو
سمجھی ہم کافور سیت صبح کی کافور کو

لائین اگر موسی ید بیضا مین شمع طور کو
کر سکین روشن شب فرقت کی شب دیجور کو

بولی موسی دیکھکر اوس عارض پرنور کو
کر دیا روشن اسی شعلہ نی شمع طور کو

بزم مین ہو کسکو تیری رقص کی آگی فروغ
جنبش دامن بجھا دیتی ہی شمع طور کو

رنگ الٹی کہتی ہین آویزہ کیا یاقوت کا
عکس روی یار نی آویزہ بلور کو

بھاگ جاونگا جہنم کو مین جنت چھوڑ کر
آتی ہونگی ناز آدمزاد سی گر حور کو

دیتی ہین لعنتین تیری جبینی زیادہ مجکو رنج
دن سی افزون رات بھاری ہوتی ہی رنجور کو

خواہش دیدار مین تا زندگی ہی جستجو
ملی ہین ایک لحظہ مین کہتا ہون دل مہجور کو

قصر اپنی منعم بناتا ہی تو اور رونگی ہی
جانتی ہین ہم برابر تجکو اور مزدور کو

زاہدا ہی کس قدر مشکل حسینونکا وصال
جیتی جی پاتی ہین حق کو بعد مردن حور کو

تاک کی ہین پاون تیری ملین پر آبلہ
دیکھ اہی بدمست چلکر خوشہ انگور کو

آفتاب و صبح کا عالم دل زخمی مین ہے
داغ غم چپکا جو رکھا مرہم کافور کو

صاعقہ اوسپر تو اسپر آتش رنگ حنا
اسقدر نسبت ہی تیری سنگ پا سی طور کو

ہو گیا ہی دل مرا ظلمت شب فرقت سے داغ
دوستو مرہم مین گل لو صبح کی کافور کو

کاسۂ چینی پہ ای منعم نکر اتنا غرور
ہم نی دیکہا ٹہوکرین کہاتی سر فغفور کو

فکر ہی بینائی عاشق کی حسن دوست کو
پہر موسی برق طلعت سرمہ بنا یا طور کو

رنج مین تخفیف کرتی ہی مری طبع رواں
ہین جو دانشمند جاری رکہتی ہین ناسور کو

ہون مین وہ زخمی تری تیغ نگاہ ناز کا
مے ابہی ٹپکی جو توڑون زخم کی انگور کو

معتقد مردان ہی ہی تیرا خوف محتسب
آنکہہ اوٹہا کر بہی جنت مین نہ دیکہا حور کو

ہی وہ کافر جو نہین مرتا حسینون پر دلا
مرتی دم مین ہم مسلمان کہتی ہین حور کو

اپنی عاشق کی تری تربت پہ روتی ہین حسین
دور موسی سی رہا شعلہ جلایا طور کو

اوسکو تلوون تک رسائی ہی پیشانی سے
ای صنم کیا ہی حنا پر فوق ہی سیندور کو

جان جو دی اوس پر تری قاتل سہی کی عشق مین
حق تو یہ ہی دار سی کیا کام تہا منصور کو

بت پرستی مین ہی ناسخ حق پرستی کا خیال
دیکہتی ہین ہر صنم مین ہم خدا کی نور کو

نہین آہن ربا کہنچ مین یک آہن کو
تری تلوار سی الفت ہی قاتل سر کو دینگی

ملی ہی حسن سے وحشت کرون کیا طوق مینکو
وہ اپنی کاکل پیچا پنسی باندہی ہی گردن کو

جنون سبکو ہی تجہپہ ہوگی اب تجہ کی نہو آتش
بجای سبحہ و زنار ہر شیخ و برہمن کو

جو منت کش ہین ہر غیر منعم او نسی تہی ہمن
جہکائی کیون نہ پیش جام شیشہ اپنی گردنکو

خرابی ایک کی تو دوسری کا ہی یہان آباد
بنا تا ہی فلک تربت گرا کر خانہ تن کو

ہوئی اوسکی کف پا سیر صحرا مین حنا افشان
وہین جادہ کنارہ ہوگیا صحرا کی دامنکو

نظر آتا ہی یہ اوسکی شعاع حسن کا عالم
کہ سب کہتی ہین وہ پہ گر گریکا اوسکی چلمنکو

نکیون ای شہسوار اپنا کہون میں ہر سیم دم
کہ مین سمجہا ہون محراب عبادت نعل توسنکو

ہوا گلگشت مین ہے یار ایسا جوش رنگا رنگ
گرایا ہمنی سیل اشک سی پوار گلشنکو

ہوا ہی شوق اوس گل کو بہت جام حنا رنگا
شرف گلہای گلشن پر ہوا خاشاک گلخن کو

کسی مجہسی نہ پایا مین ستم دیکہا ہی جانانا
بجای شمع کاٹین اہل محفل میری گردنکو

جو ہوتا وصل قسمت مین تو پہر تا نہ خدا مجہسے
کہ طالع سب کے ہین معلوم اوس طفل برہمنکو

وطن مجہ بیقرار عشق سی چہوٹا تو بس چہوٹا
نکل کر جا نہین سکتا ہی پہر سیماب معدن کو

فلک کی شر مہر سی ہی انقلاب ایسا
بنا تا ہی ہشتان شک گلشن حسینی گلخنکو

سر شوریدۂ ناسخ پہ احسان آخری کا
بنا ہیں بیچ جو سنگ دکان ایسے کی مدفن کو

لگا دی شعلۂ عارض نے گر وہ آگ گلشن کو　　کباب سیخ سمجھیں بلبل اور شاخ نشیمن کو
پس از مردن تو مشت خاک چھوٹی تیرے دامن کو　　قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچا کر میری مدفن کو
وہ اکسیر آتش غم ہی کہ اپنی آہ سوزاں نے　　طلائی ایکدم میں کر دیا زنجیر آہن کو
چڑھائی نافۂ مشکیں سمجھ کر کشتہ کا کل　　غزالان بیابان نے جو دیکھا میرے مدفن کو
چبا کر پان ظالم نے کہی گلگوں لب و دندان　　بنایا معدن یاقوت کیا اس کے معدن کو
در و دیوار جاناں سے لگی رہتی ہے آنکھیں　　بنایا چشم بینا ہم نے اب چشم روزن کو
رگوں کا جال ہی اب لاغری سے پیرہن　　پہنتا ہی کوئی زیر قبا جس طرح جوشن کو
جہاں میں جتنی عمر ہی سیاہی او سپید ایکن　　طلا و نقرہ پر ہی فوق جیسی تیغ آہن کو
حسینوں کو تلاش رزق کب تھی غنی ہیں　　لئی پھرتی ہیں مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو
وفور بادہ خواری تک یہاں پہنچی ہے مستی سے　　مے مست ہوتی ہی سیلاب سے کاشانہ کو
لٹک آئی جو بازو پر کوئی لٹ زلف پیچاں کی　　کیا سودا سکندر نے ترے سونے کی جوشن کو

نکیون نہ وہ رقیبونکو جلائی اتنی ہر دم
جہنم مین خدا بھی الٹا ہی اپنی دشمن کو

کسی صورت نہ تا جنسون مین الفت ہو نہین ممکن
عداوت ہی بہم تیغ و سپر کی آب و روغن کو

گریبان سحر مین جیسی ہی رنگ شفق لازم
نہ چھوٹیگا لہو میرا کبھی قاتل کی دامن کو

مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجرا نکی
بنایا شمع بزم فکر مینی طبع روشن کو

ولہ

رسائی ہی متاع حسن تک کب دشمن کو
نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت ہی کی خرمنکو

یہان کیا ہی جو پہیلائی ہی تو اپنی دامنکو
اگر چاہی او ٹہا لیجائی ہستی ہی خرمنکو

تصدق کی لئی رکھا جو اپنی روی روشنکو
چراغ آفتاب و سنی بنایا ظرف روغن کو

وہ مستی ملکی ہونٹون اگر جاتا ہی گلشن کو
بنا دیتا ہی وہ آہ سوزان شاخ سوسن کو

نقاب حسن گر چاہی ہی عاشق کو دلایا کر
چہپا دیتا ہی باران بکہہ مہر و ماہ روشن کو

عجب کیا ہی جو انسان صورت پہ لوح حیران ہو
تجلی وصل کی رخ کی بند کردی چشم روزن کو

اگر طول امل ہو قطع ہی تو ترک لباس سی
کہ ہستی کی بدولت بدلی کٹہ وہستی گردنکو

کری تیری ہمسی آیا وہ ہونٹونکی ثنا خوانی
خدا نی اس لئی دی تہی زبان ہی سوسنکو

۲۱۷

اگر مضمون باندہون چار دندان تابانکا
زمین شعر سی گردون خجل ہو ہی کی سنگو

اگر اوسکی جہلک پہونچی انکہہ تک شمع کیا ہی تو
بحسرت دیکھتی ہین ہم دہان تنگی قمر کو

موافق جو جہلک سمجہی ہین سب سینہ تابان
کہ ذرہ ہی جانتی ہین مشرق خورشید فرنکو

سر ناک نیہ ہم بیدردی تو چشم ان ایقال
ہماری چشم تر پرخون کباہی چشم سوزنکو

ستادی شیشہ ای سکو بہی آتی ہی متوالا
جو پینکی میکدہ مین محتسب سنگ فلاخنکو

نہین تا سب سخن اکی مستی الودہ پوشیدہ کی
زبانین ہی نہین گرچہ مین حالی قفسنکو

چہڑی دیکھی جو ادس شاخ چمن کی سبت ناسمیز
بہلا یا بلبلان باغ شاخ نشیمن کو

سمائی گو نہ ہم اوسکی نظر مین ایکدم لیکن
غبار اپنا پس از مردن ہی ہر چشم دشمنکو

خمار اگر نہ ٹوٹا جز سبو ای چرخ مینائی
بجائی جام ہیان گردش ہی سنگ فلاخنکو

گریبان چاک ہین تا تنگ سینا تا سیر اگر گل
ہنسی ہین گل اڑاتی ہین بلبل شیدائی کو

بہلا غیر از غزل خوانی ہو مجہسی کام کیا ناسخ
بجز نالہ نہین آتا ہی کچہہ مرغ نوازن کو

بی ثباتی ہی نہایت حسن بی تابی ہو
پایداری ہیتی ہی کم شمع بی فانوس کو

ہی گریزاں وصل کو میری دلِ داغ سے
بھاگتی ہین سانپ جیسی دیکھکر طاؤس کو

جیسی ہین نالاں لگا ہیچ غولِ عشق نہین
توڑ ڈالا کافرو نے دیر مین ناقوس کو

اشک بہتی ہی دلِ پرداغ جلا نہ لگا
پانی پایا آئینہ کیون سیا مین طاؤس کو

اسلئی جھوٹا ہی وعدہ وصل کا اکثر نہین
تا نہ تسکین ہو کبھی میری دلِ مایوس کو

عشق کا مل وسلکو کہتی ہین کہ قاتل سر مرا
تن سی ہوتی ہی جدا دو اتریا بوسہ کو

فرقتِ زندانِ تن ہی روح کو جسطرح شاق
یون ہی ہوئی ہی وبالِ وصل لفظ کی معنی کو

کیون نہ آوی مصحفِ جسمی دلِ پرداغ سے
رکھتی ہین اکثر مصاحف مین مطرا سکو

دل اگر فارغ نہین ماسا نہ ہی سازِ نشاط
عید کی دن بھی ہوتا ہی فزون محجو سکو

وہ نہین میرا جنون ناسخ جو ہو درمان پذیر
نبض اگر دیکھی مری سودا ہو جالینوس کو

رسا اوجِ حقیقت پر کرو اب عشق بازیکو
بجائی نردبان سمجھا ہو تہین عشقِ مجازیکو

بہت جانی لگا ہی اب جبینِ ناز کا طفلا
ولا تو جانتا ہی کھیل شاید عشق بازی کو

ہوئی اقلیمِ خوبان مین یہ قد جنسِ خو
سکندر ڈھونڈھتا ہی اب کہان آئینہ سازیکو

٢١٩

بیان کیا ہو سکی عمر و اکی محبسی حال اکے — کہ اس تو سن سی لگا ہی تیر کی کو نہ تازیکو
اکیلا دل ہرافوج تمنا کی مقابل ہے — الٰہی بھیجیو تو فتحیاب اس مرد غازی کو
ہمیشہ ہاتھہ میں کہتا ہی لعب یار کو شانہ — ذرا دیکھو تو اوسکی ہمت کوتہ کی درازیکو
کہاں تہا ای بتو ہمکو دماغ ناز بر داری — خدا کرتا ہی شرمندہ ہماری بی نیازیکو
ثمر تخیتہ ہو ہی انجام طبعو باغ عالم مین — نہ دیکھو نکر جاکسا یہی ثبدلی سرفرازی کو
وضو ہی ہاتھہ دہونا جانسے سجدہ ہی سر کتنا — طریق عشق مین ہی قتلگہ مسجد نمازیکو
اوتر جاؤں ابہی دریا ہی عشق و اگر چاہے — مین کشتی جانتا ہوں یار کی تیغ جہازیکو

بحسرت دیکھتا ہی ماہ کنعان مجکو ای ناسخ
دیا دل جبسی مینی ایک محبوب حجازی کو

مین جو رووں خرمن ماہ درخشان سبز ہو — چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو
لخت دل غنچو ںسی پیدا ہوں بزنگ برگ گل — گر بہاری اشک سی گلستان سبز ہو
خلق کو حیرت ہو کیونکر سرو یہ چلنی لگا — گر تری پوشاک ای سرو خرامان سبز ہو
سبزۂ رخسار جانان عکس افگن ہو اگر — آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو

قم باذنی ہر دلِ مردہ کو ہی آوازنی — آبِ حیوان سی خلد اونداتیستان سبز ہو

کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سی — مارِ سنبل کی طرح میری رگِ جان سبز ہو

آگیا ہی یاد روئی میں کسی کا حسنِ سبز — اشک آنکھوں سی اگر پونچھوں تو دامان سبز ہو

مرہمِ زنگار رکھہ میری دلِ پر داغ پر — ہی طلسمِ تازہ گر سرو چراغان سبز ہو

دیکھتا ہوں میں کسی کی سبزۂ خط کی بہار — کیا عجب مانندِ خط گر میری مژگان سبز ہو

تیری منہہ کی سامنی ہوجا ہی گل کا منہہ زرد — آگی زلفوں کی نہ ہر گز سنبلستان سبز ہو

عکسِ گل سی ہی شرابِ لعل گون تہر میں — کیون نہ مینا کی طرح سروِ گلستان سبز ہو

رو تی پہرتی ہیں جا بجا میں اسلئی ہم مثلِ ابر — شاید اشکون سی کہیں گورِ غریبان سبز ہو

چشم تر پر گر خیالِ دستِ رنگین میں رکہون — صورتِ شاخِ حنا پہر شاخِ مرجان سبز ہو

فیضِ ظالم سی نہیں پایا کسی نی غیرِ ظلم — آبِ خنجر سی بہلا کیا کشتِ دہقان سبز ہو

سبزۂ خط کی مضامین اسمیں باندہی ہیں تمام

ہی بجا ناسخ اگر قرطاسِ دیوان سبز ہو

تیز ہر دم کرتی ہی تیغِ نگاہِ یار کو — چشم کی گردش ہوئی ہی سانِ الماس اس کو

۲۲۱

۲۲۲

شانہ ترتیب ستم دیتا ہی زلف یار کو
دشمن جان جہان کرتی ہین دندان یار کو

یون نزاکت سی گران ہی چشم یار کو
جسطرح ہورات بہاری مرغ بیمار کو

خاکساران جہان کا ہی ادب ایسا مجھی
پاؤن کہتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو

دلمین امین عزیز خونخوارہ جو ہیشین ہی ضعیف
مورچہ دیکھو تو کہا جاتا ہی کیا تلوار کو

ٹرگئی زنجیر میری بیڑیونکی پاؤن مین
کہی ہمتا طیس سنگ آستان یار کو

دردہوا اہل نظر کا کیا نہین جچتی ہین حسین
پوچہتا ہی کوئی کب گل اکس بیمار کو

مغبچہ پھرتی الگ کا بیٹھا مین جو آتش نشین
میکدہ مین ہنی دیکھا مرغ آتشخوار کو

ان الفولکی ڈی کیہو نسلو سنی عقدی ہوئی
سانپ کی بانبی مین سمجہا خستۂ دیوار کو

پھر خزان مین غنچی ہین داغ سودای جنون
تیز کہین شاخ گل ہی بلبلین منقار کو

رتبۂ اعلی مین ظالم ترک کردیتی ہین ظلم
پاؤنسی کاہش نہین خار سر دیوار کو

ہی بپا ساز طبیعت بحر مین ساز نشاط
نبض بیجان جانتا ہون سازکی تار کو

مجھسی حال چشم تر بحر رہو سکتا نہین
ہوا ہی خیال بجا صبا اک ابر دریا بار کو

برہمن ہو کر مسلمان کرتی ہین بت
رام ہوا ہی ہین کہیا توڑ کر زنار کو

بند ہو جاتے ہین ستارہ دن کی آنکہین جن دنسی | کہینچتا ہون جب مین دلسی آہ آتش بار کو

جبکہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام

بار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

حق نی پہلی یار سی پیدا کیا اغیار کو | جس طرح نشو و نما ہی گل سی اول خار کو

ہو یقین دیکھ جو دونون ابروی خمدار کو | دوسری ہی کہینچتی ہی کہینچ چکی اک تلوار کو

دی ہی خالق نی ازل سی آبرو تلوار کو | کیون نہ آنکھون پر جگہہ ہو ابروی خمدار کو

ہی بجا مشکل جو گہر مین بیٹہتا ہی یار کو | جو کہ یوسف ہی بجا ہی کس طرح بازار کو

رحم آجاوی اگر ہو وان کوئی بیمار کو | کہینچ لیجاوین لحد سی پہر مسیحا زار کو

کون ہی گلگشت کا عازم کہ استقبال کو | گل پیادہ ہوکی گلشن سی چلی بازار کو

آبلی جبتک ہون نہ جاتا نہین صحرا کو مین | تا نہ سیری سخت تلو ونسی ہو اندیشہ خار کو

چربی زخمی بجا لیتی ہی خونخوار دنکو بہی | رنگ کہا جاوی نہ چمکنا مین اگر تلوار کو

قتل کرتا ہی مجھی تیرا یہ انداز نماز | سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروی خمدار کو

ہی اگر دربان سلامت یار کا تیرنگاہ | غم نہین تو بند کر دیوی در دیوار کو

۲۲۳

ولہ

کیا ولا شکوہ تیرہ بختی کا قصہ موسیٰ ہی یاد — ہیچ دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو

سورۂ یٰسین کی مثل حشر کی صورت ہو — مرتی دم میں یاد کرتا ہوں خرام یار کو

ہیں جو خونریز ونکی پیرو شاد رہتی ہیں مدام — رات دن ہنستی ہی دیکھا ہی لب سوفار کو

سامنی خالق کی ای ناسخ کرام کاتبین
روز لیجاتی ہیں لکھہ کر مری اشعار کو

چاہئی نقد دل عشاق زلف یار کو — ہی بجا گر ہو خزانی سی محبت مار کو

عطر ملتا یوں ہی ای مشاطہ زلف یار کو — مشکنافہ جیسی لیجاتی کوئی تاتار کو

خط نی کیا سیدہا بنایا کاکل خمدار کو — کردیا بیکار مور ناتوان نی مار کو

کردیا قاتل رقیب سخت دل نی یار کو — جس طرح ہوتی ہی تیزی سنگ سی تلوار کو

ہی برونکو عیش اور اچھونکو ہی دنیا میں رنج — توڑتا ہی گل کو گلچیں چھوڑتا ہی خار کو

میں ہوں نرگس تو ہی گل نام جہاں میں نصیب — گلشنکی پابند ہیں کیوں دیکھوں تیری رخسار کو

قتل دشمن کی لئی ہی چاہئی زخمی ضرور — ٹوٹ جاتی شمشیر دیکھا کر تری تلوار کو

پاؤں ہیں چھالے طلب میں سر سی ہی چکر کو — آبلو نی کیوں نہ پابند ہوں پہاڑ کہسار کو

خود بخود افتادگان خاک کا ہوتا ہی اوج   نردبان کار ہی کیا سایۂ دیوار کو

ایک تمغای جوانمردی ہی ناسخ ترک حرص

عمر بھر مین ہی دم آب التفا تلوار کو

تشنگی مین گر مرا حلق ای سکندر خشک ہو   آینہ سی چشمۂ حیوان فزون تر خشک ہو

تہہ جو ہکی تیری ہونٹھونکو شراب لعل سی   کیون نہ پہر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو

دل شکستہ گلشن عالم مین ہون اس شکل گل   صورت شاخ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو

بادۂ گلگون نہ پی ساقی الہی مجکو آگ   چشمۂ خورشید سان لبریز ساغر خشک ہو

تب تو جانیکا تو مجکو بی گنہ مارا کیا   گر قیامت تک نہ خون چشم جوہر خشک ہو

بخت بد نی آب دریا کو کیا ریگ رواں   میری قسمت سی سبا د حوض کوثر خشک ہو

ہی گرہ مین قابل نقصان متاع ممسکان   تنگ چشمی سی نکیو نکر آب گوہر خشک ہو

کون پا حلق مین اسکی جو آئی وقت نزع   جسکی ہوتی ہی تو لد شیر مادر خشک ہو

جو کہ ظالم ہین وہ ہر گز تر زبان ہوتی نہین   کیون نہ خونریزی سی آب تیغ و خنجر خشک ہو

گریہ ہی منظور ہم بندونکی آنکہین تر ہون   فصل گل مین ایکدم میناے ساغر خشک ہو

گر کری زاہد وضو تاثیر زہد خشک سی — موج دریا خار ماہی کی طرح خشک ہو

گر پسیجی میری نالوں سی تو پتھر ای سنگدل — ہی یقین تا نیزہ ہر گز نہ پتھر خشک ہو

دہوئی دریا میں اگر تو اپنی زلف عنبرین — مثل موج ریگ عنبر موج عنبر خشک ہو

شعلہ زن ہی آتش رنگ گل رخسار یار — کیون نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہو

دیکھکر آغاز خط اوس گلکی آنکھین ہو گئین — کیون نہ بنا یا آئینہ دست سکندر خشک ہو

تو جو ای سرو روان کہر کو چلی گلزار سی — سوز غم سی ہر شجر مثل صنوبر خشک ہو

پر سینی سی ترا دیکھی جو ہی آستین — کیون نہ شعلہ کی طرح دم میں [illegible] خشک ہو

بہیجون اوس صیاد کو نامہ تو ای نامہ نویس — مثل مرجان جسم میں خون رگ کبوتر خشک ہو

چار باغ جسم میں ای اشک — نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہو

چشم تر کو گرمی داغ جنون سی کیا ضرر — تابش خورشید سی گرداب کیونکر خشک ہو

سیر ہی آنکھیں وہ تی ہیں ناسخ اسی افسوس میں
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو

مہر تابان جانتا ہی ہر بشر آئینہ کو — دیکھتا ہی تو اگر وقت سحر آئینہ کو

یون خجل کرتا ہی وہ شکل قمر آئینہ کو — زشت رو جیسی نادم دیکھکر آئینہ کو
عاشقونکا دھیان جو ہی چاہتا ہی وہ صنم — شانی کو سینہ چاک اور چشم تر آئینہ کو
یون ہی آئینہ دلکو نہ تو دیدی پہلک — دوست کہتی ہین حسینان بیشتر آئینہ کو
عکس افگن اب کبہو لی سی بہی تا ہین — وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینہ کو
دلمین کہتی ہین کدورت جو کہ ظاہر مین صفا — زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینہ کو
پہنستی ہتی ہین نرہ جوہر کی پہی چشم پر — ہی نری تیر نگہ کا خوف پر آئینہ کو
گر صفائی دل تجہی منظور ہی کر جستجو — دم سمجہتا ہی ارے غافل صفر آئینہ کو
پڑگیا گر عکس اوسکی شعلہ رخسار کا — جائی جوہر ہا تہہ آتش کی شرر آئینہ کو
دیکھتا ہی تجہین فقط آئینہ رخسار یار — ڈہونڈہتا ہی اک جہان ماہ صفر آئینہ کو
وہ پری مجنون ہوا ہی شکل اپنی دیکھکر — سنگ طفلان سی بنایا ہی مگر آئینہ کو
پڑگیا ہی عکس اب دیدار جانان کا ہمارا — خانہ زندان نکیون ہو جائی گہر آئینہ کو
توڑکر زنجیر جوہر کی چلا ہی راہ ہند — جبکہ تیری حسن کی پہنچی خبر آئینہ کو
چشم جوہر سی تری فرقت مین وہ یا سقدر — ہوگیا اندہا نہین آتا نظر آئینہ کو

ہو کیا مجکو یقین اک بال آہین ٹوٹ گیا
اوسنی دکھلائی جو ہین اپنی کمر آئینہ کو

زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین ہر گز نظر
دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینہ کو

نہ لائی عالم بالا سی کیون طبع دلی کی مضمون کو
خیال قامت موزون ہے تیری طبع موزونکو

رہائی کی نہین تدبیر کوئی زلف جانانسی
یہ وہ مار سیہ ہے جو بھلا دیتا ہی افسون کو

بہت خال عذار آتشین سی ہی مشابہ ہے
برغبت اسلئی پیتی ہین سب لالہ کی افیونکو

عجب کیا گر ہلال ابرو اکدن ماہ کامل ہو
ترقی دمبدم کیسی ہے حسن روز افزون کو

نگہہ ہیراہ رو حیرت سی جاتی ہین جلی ہے
تری رفتار آئینہ بنا دیتی ہی جیحون کو

لب انسان سنگ سے ضبط آہ شعلہ فشان ہے
بنا دیکا شرر سوز درون ہر قطرہ خون کو

جو شب سیلاب ہین وہ غافلو بیتی ہین غائب
بہت سی فوج پر جاتی ہے ٹھوکر فوج شبخونکو

جو ہین بی عقل دنیا مین ہے کچھ عیش انکو
ملا ہی دور گردون سی خم خالی فلاطونکو

یہ نادان کہتی ہین لایا ہی گردش مین گردون کو
اگر دش اوسنی دی ہی جسنی گردش ہے گردونکو

پری ہی اوسکی ہو جو نشہ وہ ہوا اسکی دیکھی ہے
نہ جام بادہ پہنچا تمہاری چشم میگونکو

۲۲۸

گلستان شہادتگاہ میں طرفہ گل پھولا | بنایا شاخ گل قاتل نے اپنی برچہونکو
عمل کو بھی تو کیفیت ہے ورنہ علم خالی کیا | بنایا قطرۂ مے مل گیا گو خم فلاطون کو
مجھے سمجھو کہ عاشق ہے اوسے سمجھو ہے دیوانہ | ملا کر مری تصویر سے تصویر مجنون کو
کیا بیہوش تو نے جام مے کھلا کے اے ساقی | کہ اکثر دیکھتا تھا میں کسیکی چشم میگونکو

اثر تھا نالۂ شبگیر میں جن روزوں اے ناسخ
لیا کرتی تھی اکثر ہاتھ میں اوس زلف شبگونکو

غضب ہے سرو باندہا اوس پری کی قد گلگونکو | یہ کس شاعر نے ناموزون کیا مصرعِ موزونکو
ذرا دیکھے کوئی ابرو تو سمجھے قدر شاعر کے | لکہا ہر صحف پر خدا نے بیت موزونکو
ٹلوٹی بال و نیا کا اوٹہا لیجا کے سر پر | زمانہ میں نصیب ایسی ملی بس ایک فارونکو
یقین ہوا کہ جہانکو شک اسکا عنبرین کہا ہے | کرون تحریر میں جسپر تری لفظونکی مضمونکو
کسی کے گوشۂ دل پر تصرف سخت مشکل ہے | یہ ممکن ہے مسخر کوئی کرلے ربع مسکونکو
ہوا دل مشرق خورشید یعنی اس حرم مے سے | کیا ہے ہمنے حاصل بارے اشراق فلاطونکو
بجائے شیشۂ واژون ساغر لبریز ہوتا ہے | ہمیشہ کیا ہے اولٹی سوجھتی ہے بخت واژونکو

جو آہو گیر ہیں وہ مست سی آنکھیں چہپاتی ہیں
کیا ہی ہمنی جو منہ و دن سی انکہونکی مضمونکو

ہوئی ہیں شاعرونکی بیت طالع جیسی ابرو ہیں
کہ ہی باغ جہان میں سربلندی سرو موزونکو

معلق ساتھ ہی ہمراہ چل جانیکی ہے دل سے
کیا یہ گرم سیری کر مشقاری نی ہامونکو

جو شیرین بیستون جانیکی تہی جوش میں آگی
کریگا گرو خون کوہکن خسرو کی گلگونکو

یقین ہوتا ہی عالم کو گلو ہی شیشہ کا
لگاتا ہی گلوی تی سی جب وہ لعل میگونکو

ہوا ہی تو کبہی ای ماہ وش تو فلک شاید
کہ عکس آفتاب ان دونون ناعل ہی جیحونکو

کیا سوراخ دل ایسا ان تیر نوک مژگان نی
برنگ لالہ مرجان سی ہر قطرہ خونکو

۲۳

کیا جو عہد موسیٰ سی بجالایا میں آتش میں
بہت گوسالی جلائی تجہ سی تہی ہارونکو

لگایا آپ پھر اوسنی مجہی شوریدہ مجنونکو
رکہوں کیونکر نہ سر داغ سودائی ہمایونکو

کہا کچہ کام میں اوس جہولیا کیسو نی ... نکو
کہاں تاثیر ایسی مار گیرون سی افسونکو

خیال اوس چشم فلک کا ہی یہی پیمانونکو
تمنا آہ لیلیٰ کی تہی جس طرح مجنونکو

اوڑا یہ رنگ میرا دیکہ اوس وہی گلگونکو
جو دیکہی کہی شبنم مری ہر قطرہ خونکو

خدا نے کیا دیا رنگ اوسکے ہی گالونکو کہ ہے اوسکے پسینے سے خجالت قطرۂ خون کو
کیا ہے حیرت افزا کس نے جام چشم میگونکو کہ ہے دشوار ریزش شیشۂ لبریز و افزون کو
کیا ہے کیا ہی وحشت نے مری چشم کے آہونکو کہ سایہ بہاگتا ہے چھوڑ کر اپنے مجنونکو
گریزان سانپ ہے جس سے اثر کیا ہے افسونکو بجا ہے گر کہوں ثعبان ہیں زلف سے شکنکو
مسخر کر لیا لاکھون پریزادان مضمونکو غضب افسونگری آتی ہی ہے میری طبع موزونکو
غزالان حرم کا کیون نہ شک ہے تیری مفتونکو جو دیکھے طاق ابرو میں تیرے چشمان میگونکو
ہوس ہے آمد لیلی میں تیری کیے جو مجنون کی تو کوسون یک نے پزیر کیا دامان ہامونکو
ہے وہ یقین چہرۂ روشن تری پی نور آفتاب نہین مری و زینے سے کیا ہے نسبت زلف شبنکو
خرابات جہان میں کی عشرت کرتی ہیں دو ایا پسند آیا ہی خاطر خم خالی فلاطونکو
اگر ایسے ہی ان اہل دول کی بے ہمت یقین ہے فتہ رفتہ لیجے سر کے قارونکو
یہ اوج نشہ مے ہے کہ بدمستی میں گر جاتا ہو پٹک ماروں نہ میں پیمانہ سے ہی بینا کی گردونکو
نہ سمجھا چیز کچھ طیبوا اسکو لنکا ہونی پر مری وحشت نے آگے کیا ہے وسعت ربع مسکونکو
پسینا اپنے ماتھے کا نہیں جبار اپنے سے کی یہ اوس سے قدرنی توڑا ہے سلک مکنونکو

سیاہی سنگ شنگرف کیا تاثیر سے ہی قاتل | لکہا میں نے جو تیری عارض گلگوں کی مضمونکو

کوئی سید رو گل ایسا ہو کا تابع عالم میں | سمجھتا ہی گل لالہ وہ میری چشم پر خونکو

زمین شعر کو چوتہا فلک میں نے بنایا ہی | لکہا ہی آفتاب روی جاناں کی جو مضمونکو

ابہی بحر ہزج کو ہر کوئی بحر رمل سمجھے | کروں موزوں میں اپنی خاکساری کی جو مضمونکو

جو اوس خورشید کی عشق میں تہہ آئی ای ناسخ
تو ذروں کیطرح دم میں اوڑا دوں گنج قارونکو

درازی یاد دلواتی ہی اوس لعل بدخشاں کو | عزیز اسواسطی کہتا ہوں میں شبہای ہجرانکو

گیا میں عالم وحشت میں جب سیر بیابان کو | لٹارا شیر قالین کیطرح شیر نیستان کو

نہ دیکہا سا تہہ گلشن میں جو اوس سرو خرامانکو | کیا سرو چراغاں آہ نی سرو گلستانکو

کسی نی آنکی دیکہی شان عاج اوسکی تفوی میں | کبہی دیکہا ہو جسنی ید بیضا میں ثعبان کو

یقین ہی شوق کامل ہے اگر یک روز انکے | رواں ہو خاک میری بعد مردن کوی جانانکو

جو دعوا تہی خدائی کا انکال اغیار کو گہر سے | خدا نی اصنم باہر کیا جنت سے شیطان کو

جنوں نی جابجا ہی فرازل تیغ عیب یار نے | گریبان صبحکو بخشا دیا دامن بیابانکو

۲۳۲

سنا تھا سانپ آتی ہین نظر سایہ مین اکثر | مین دیکھا ابر سان سو بن کہا زلف پیچانکو
ہم انجراح رسون روتی ہین وہ دن کو ہنستی ہی | نہ سی بہر خدا ظالم دہان زخم خندانکو
ہزارون صدمہ جانکاہ مین مین سہتے تہا | کہون اب آبحیوان ظلمت شبہای ہجرانکو
اثر بارے کہا یا بعد مدت میری رونے نے | گرایا سیل اشک نی دیوار زندانکو
مقابل اوس پری کی ہوتی ہی پریان کیسی | کہ میری ہوش نے بہیجی کہا تخت سلیمانکو
حنا خالق نے کی پیدا جو تیری پاؤن کی خاطر | بنایا میری تلوونکی لئی خار مغیلانکو
دکہا کر وہ بہی قامت حنا نے ہاتھ کہتا ہے | کیا شمشاد سی پیدا خدا نے شاخ مرجانکو

نکلیونکر چشم مست یار خوش ہو میری رونی سی
کہ ناسخ دوست کہتا ہی اک بیچار بیمارانکو

قطع کرتا ناتوانی مین عصا ہی راہ کو | کر او ٹھا سکتا برنگ کہربا مین کاہ کو
پست کیا ہستی مین ہون کہتے ہین جو ہمت بلند | جانتا تھا مرزبان عرش سیف جاہ کو
لیا کسی نا چیز کو نا چیز ہم سمجھین بہلا | آنکہ پر کہتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو
دونی ہین وہ بہی کرتی ہین حسینونسی سلوک | اس و بانب پر فلک دیتا ہی حسن ماہ کو

[illegible]

کچھ تو اثر وزرون میں تا اثر پیدا ہوئے | واہ وہ کرتی لگا ہی سنگ سے یہ آہ کو

کیا حسد سے چاک ہوتی ہین جگر یا صبح | دیکھکر تابان کسی کی آفتاب جاہ کو

ہو کرین کہا نہ کو جائے طور پر کیون کلیم | دیکھہ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو

پستی ہمت سے بچتا ہی کوئی تا ل انجیل | زور سے یل جہان لیتی ہین آب جاہ کو

شاخ گل نی ہی بنگ گل وہ طفل نے سوار | نکہت گل کہتی ہین ہم گرد بازی گاہ کو

مے ہی ہی جو رشیخ ہے ہین فلانی ہے ہین فردوس مین | ترک کرتا ہون مین نا عیش خاطر خواہ کو

نقش پاسی محتسب پائے نہ رند و نکاسراغ | سر سے طی کرنا ہی لازم میکدہ کی راہ کو

خیمے ہنوانی میں ہین مصروف جو یہ غنچہ یا | جانتی ہین تنگ شایہ چرخ کی خرگاہ کو

ہین زمانہ مین جو مکار او نسے ہی مجکو گریز | جانتا ہون شیر اس صحرا میں ہی روباہ کو

ہی خرابات جہا نمین عام فیض میفروش | مستی مے ہوتی ہی یکسان گدا او شاہ کو

ہی ایسا لکو نکو اسفل و اعلی سے کیا | راہ رو کرتی ہین طی پست و بلند راہ کو

ڈھونڈھنی سے بھی نہین ملتی خدا کی گہر | جانتا ہون اپنی تون ایسے ہت گمراہ کو

حلقہ آغوش سے اوس طفل نی جیکی گریز | نیر مین سمجھا بس اوسکی قامت کوتاہ کو

گر غرض نا چیز سے نکلے او سے کہیے عزیز — پیار سے آغوش مین لیتا ہے شعلہ کاہ کو
کیون ہمارے حال سے تیا ہے غافل اے صنم — اپنے بندون سے کہین غفلت نہین اللہ کو
مثل سطر آجاتی ہے بر قدم الف دراز — کھٹی کلک اے طفل تیری قامت کوتاہ کو
ہو نہین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کی طرح — آہ کرتا ہے فلک بھی سنکے میری آہ کو
آدمیکو مبتلائے حرص کر دیتی ہے عقل — جانتے ہین مملکت اطفال بازیگاہ کو
عشق جب وارد ہوا کی عقل نے لیسی گریز — ایکجا دیکھا ہے کسنے شیر اور روباہ کو

ہے دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

وش شعلہ رو سے عشق ہے چشم پر آب کو — بجلی سے رابطہ ہو کیونکر سحاب کو
کرتی ہے آتش نشہ مین بست عنب پیر — اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو
ساقی تمام خشک و تر کائنات مین — ہمنے کیا پسند شراب و کباب کو
مر صاحب خزانہ کو ہے اوج ہے زوال — پٹکے نکیون اوچھال کے فوارہ آبکو
نزاع عشق چارہ تر دامنی نہین — کرتی ہے خشک گرمی خورشید آب کو

ہمسے تو نسی عیب ہی کرنا سوال کا — زلفو نسی مانگتی ہی کہ پیچ و تاب کو
درکار ہی پلنگ کے بدلی جنازہ آج — فرقت میں ہمنی مرگ سی بدلا ہی خواب کو
محروم میری آنکھیں ہیں جو ہر پائی فرس سے — بوس و کنار پا ہی حنائی رکاب کو
اوس شعلہ رو کو ربط ہو مجھ نا تو ان سی کیا — پروا نہیں کمان کے تیر شہاب کو
ساقی جہان دل کی اسی سی ہی شستشوے — کیونکر نہ آفتاب کہیں ہم شراب کو
ہی مشتعل جو فرقت ساقی میں ہر نفس — منہہ سی لگا کی جام جلا دو ن شراب کو
طالع شب وصال میں ہو کیونکر شتاب سی — شوق اوسکی دید کا ہی کمال آفتاب کو
جبسی کیا ہی قتل کے رکوش یار نی — ہم آب تیغ کہتی ہیں موتی کی آب کو
ای عندلیب میں تو ہی گل ہا ہی باغ کیا — مرجھا ہی میری آہ کل آفتاب کو
نکلیں کی طفل اشک نا باہر کہ ضبط نی — گرداب کر دیا مری چشم پر آب کو
آنکھیں تمام صورت کاغذ ہوئیں سفید — مدت سی ہم ترستی ہیں قاصد جواب کو
بحر جہاں میں تیری عدالت ہی اسقدر — ہر موج میل سر ہی چشم حباب کو
صدمی اوٹھا ئیوائی ہیں ہم فراق کے — کیا لائیں ہم شمار میں روز حساب کو

چھوتا ہی چھاتیاں عبث اوسکی حسن کی
ناسخ ستم ہی ہاتھ لگانا حباب کو

دی لگا اوسنی پرتو رخسار سے اسکو
شرمندہ جام می کیا آفتاب کو

بدجانتا ہی جہل سی زاہد شراب کو
دیکھا ہی شپرہ نی کہان آفتاب کو

ہولون وصال یار مین کیا اضطراب کو
دریا مین ہی قرار کہان موج آب کو

ابرو جدہر کو ہل گئی بجلی سی گر پڑی
رکھتا ہی وہ کمان مین تیر شہاب کو

کیا بال کردئی ہین غم ہجر نی سفید
باندہین شب وصال ہم اپنی شباب کو

حاجت نہین نماز کی مستی مین زاہدا
کیا مرتبہ دیا ہی خدا نی شراب کو

گلشن سے گر وہ ساقی ہی کش کری نگاہ
بو ہی شراب آئی جو سونگہین گلاب کو

اوس چشم مست کی ہون تصور مین بادہ کش
کیونکر کرون گزک نہ ہرن کی کباب کو

جام شراب پیتی ہی چمکا ہی حسن یار
نور آفتاب سی یہ ملا ماہتاب کو

ساحل کی واسطی تری ابرو کی عکس سے
تلوار کی ملی ہی پرش موج آب کو

اسد لگی ہاتھون چمن سی کنارہ کیجئے
پیری مین یاد کیا کرون عہد شباب کو

٢٣٧

محشر کی روز دامن تر کام آئی گا | رکہا ہی آفتاب کی خاطر سحابکو
سُنتا ہوں ہم ہین صفحۂ عالم سی نام ہے | کہدوا رہی ہو مُہر مین تم کیا خطابکو
پہرتی ہی جام مے ہی صبح و شب پیال | گردون نی آفتاب بنایا شرابکو
آئی شب وصال ہوئی صبح شام سی | قسمت نی آفتاب کیا ماہتابکو
دیکہی یار جلوۂ صبح شب وصال | کرا ہی سحاب چشم نہان آفتابکو

ناسخ نہین ہی کام مجہی عمرو بکر سی
مین جانتا ہون بعد نبی بوترابکو

گرم تم کتنا کرو اپنی سمند ناز کو | کب پہنچتا ہی ہمارا ہی عشق کی پروازکو
ہوش اوڑتی ہین جب سنتا ہون تیری آوازکو | کیا تری پردی سی نسبت پردہ ہای سازکو
میری چاہت سی کیا آگاہ اوس طنازکو | ہی بجا سمجہون وکیل اپنا اگر غمازکو
نالی کرتا ہون ہر شب زیر دیوار اسلیے | بہول جائی تا نہ وہ کافر مری آوازکو
مین لگائی کان شکل روزن دیوار ہم | کب سنین کی اوس پری پیکر کی آوازکو
کود کانہ ہوتی ہین مر و شی ہی کانہ ہو پیر | جانتی ہین ایک ہم انجام و آغازکو

[illegible]

۲۳۹

متمیز حق و باطل خود ہوا ٹکڑوں کہاں | کیوں نہ فرعون ایک سمجھی سحر اور اعجاز کو
ناتوانون نی زبردستوں کی بازو ہین توڑے | زور ہوتا ہی کیا دی ہی سپی انداز کو
جانور سی ہی مرا صیاد کرتا ہی حجاب | اسلئی کہتا ہی اکثر بند چشم باز کو
بال اوس کافر کی بالون پر نظر آتی ہین | پر ہوئی طیار میری وحشی پرواز کو
کرتی ہین مشہور اوس محبوب کا مجکو عدو | میری دشمن ہی زبان کہتی ہین سب ہمراز کو
گل تو سب غنچی ہی ہین سبزہ ہی سی بگڑی بلبلو | اوس گل عارض پہ دیکھو سبزہ کی آغاز کو
رتبہ تحقیق ملتا ہی کوئی تقلید سی | کیا خلیل اللہ سی نسبت ہی بتساز کو
دل اگر ہوتا ہی نالان مین سمجھتا ہون غنا | ساز عشرت جانتا ہون طالع ناساز کو
ہی تری ہی طلائی پر پسینا شکل نگ | حسن کی صنعت کہا الکن چرخ سیاز کو
کیا ضرر منکر ہوئی وہ چار اگر خفاش طبع | سب نی دیکھا ہی حقیقت خورشید کی اعجاز کو
میر غنچون کی چمن مین ہی جو دیکھی آنکھ نظر | پہر نہ خوش آئی گلستان بلبل شیراز کو
بلبلین کیا ہین جو وہ صیاد آئی تا چمن | بہول جائی طائر رنگ چمن پرواز کو
پہیر لایا جذب دل اوس شعلہ رو کو آشتی | دیکہین منکر حقیقت خورشید کی اعجاز کو

[illegible]

عالم سودا مین ہی ہمکو غنا شور جنون — جانتی ہین ساز ہم زنجیر کی آواز کو

جسنی ای ناسخ بساط ابر پر رکھا قدم
عرش کہتی ہین اوسی کی فرش پا انداز کو

کیا مری آغوش سی وحشت ہی اوس بیدل کو — اسقدر وحشت نہین ہوتی کمان تیر کو

کس پسینی سی طلائی نقرئی زنجیر کو — کالبد تیرا بنایا گوندہ کر اکسیر کو

عشق کیا سوسی فی جب بکہاتی ہی تحریر کو — آگئی لکنت زبان مین بہتی ہی تقریر کو

کہیلنی مین آگ کئی بہتی جو اوسکی جسم پر — کردیا خاک مذلت رشک نی اکسیر کو

ہون وہ گریان اشک کرنیکی مرتی کو مرا — کہینچتا ہی چشم او مانی مری تصویر کو

اس تمنا نی کیا دیوانہ مجکو ای پری — ڈال دی میری گلی مین زلف کی زنجیر کو

ضبط مین کرتا ہین تاقی ہی حاجت سعو — کیا بہلا منہہ سی نکالون آہ بی تاثیر کو

گر موافق ہوتی ہی تقدیر مجسی زاہدا — ترک کرتا ہون کسی تدبیر سی تدبیر کو

ہر بشر کو خاک کا پتلا سمجہا نو غافلو — ایک ہی صورت ملی ہی خاک اور اکسیر کو

ہوگیا ہی اسقدر بیقدر عالم مین ہنر — کیا عجب گر عیب سمجہین جوہر شمشیر کو

کیون نگہہ ہم خاکسارون پر نہین پڑتی کبھی
خاک تو وہ ہی صنم ہی کام ہر دم تیر کو

حسن ہی پر عیب سے خالی ہین نگہین یار کے
یہ وہ آہو ہین خجل کرتی ہین آہو گیر کو

اوس پری رو کی مسخر کرنی مین حیران ہون
ورنہ آسان جانتا ہون دیو کی تسخیر کو

کچھہ نظر آیا نہ اس غفلت کدہ مین حسین
چاہی یوسف ہمارے خواب کی تعبیر کو

یار کو پہنچاؤن ہی ناتوانی کی خبر
مو قلم درکار ہی مکتوب کی تحریر کو

آتش رنگ حنا سی کیا تعجب ہے اگر
شمع روشن ہست جانا نہین کلگیر کو

وله

دیکھہ اپنی سوی آتشناک کی تاثیر کو
تیری نقشہ نی جلایا کاغذ تصویر کو

بعد ایام جوانی ہی یہی می کا ہی حال
حکم ہی جو بعد ایام رضاعت شیر کو

کیا بھلا نسبت ہے شمشیر نگاہ یار سے
بیشتر دیکھا ہی گرتی برق کی شمشیر کو

دل لگی ہی رات دن تیری تصور سی ہمین
کہتی ہین پر کالہ دل ہم تیری تصویر کو

راست بازونکو نہ کج طبعونسی کیونکر ہو گزند
رابطہ دم بھر نہین ہستا کمانسی تیر کو

ہاتھہ زلفونکو لگاؤن یہ کہان ہے میری مجال
چھو نہین سکتا تری دروازہ کی زنجیر کو

کیا ستم صبح شب وصل اس نے ہونے نہ دیا
ہو گیا بسمل ہمیں سنکر پہلی ہی تکبیر کو

کیا ہوں اس وحشت سے میں ناتواں ہو جو اٹھا
چیونٹیاں لیجائیں میرے دانۂ زنجیر کو

میکشو خوب آج متوالی لگا لی چاہیے
محتسب آیا تھا تو ہی دُرّہ لئی تعزیر کو

رات دن ہی جنون برپا سا کرتا ہی غل
خانہ آباد کہی خانۂ زنجیر کو

نقش شیرین سنگ سی مثل شرر بہا گیا ہی
بیستونمیں ہم لگا دین کر تری تصویر کو

جسکو غمگین دیکھتی ہین اوسکی ہوتی ہی سکت
نالی ہم کرتی ہین سنکر نالۂ زنجیر کو

حکمت حق ہی طبایع کی کجی او راستی
گر کمان پیدا نہو کسطرح پھینکین تیر کو

حلقہ ہای لف جانانسی جگی ہی ہمسری
شمع روشن چاہیی ہر خانۂ زنجیر کو

آتی ہی آواز زنجیر در دلدار سے
گر بلاتا ہون ہین اپنے پاؤن کی زنجیر کو

جسقدر دولت ہی صحبت سے ہی افزون تنا
روی انسانسی ہی وحشت صاحب اکسیر کو

ہین جو عالی منزلت اونکو نہین تنزیل سے کام
کسنی دیکھا ہی منقش کعبہ کی تعمیر کو

آسمان پر اندنون ہینی لگا یہ داغ
چاہیی رنگ شفق ظالم تری تصویر کو

بندہ گی مضمون صفائی عارض جانان کا آج
اب سیاہی کیا سفیدی چاہیی تحریر کو

شام سے تا صبح فرقت میں نہیں مجکو قرار
میں گواہ ای طفل کہتا ہوں جوانی چیر کو

کچھ کمانداری میں لا بقابل نکلی تو بی خطا
لاغر ایسا ہوں نہیں ملتا نشانہ تیر کو

ڈھونڈھتا پھرتا ہی طفلی بال لب تلوار کا
موقلم کیا چاہیی قاتل تری تصویر کو

ناوک مژگان کشتہ سی کی تھی ہمسری
کیون نہ سنگ تیر کر سید یا بنائین تیر کو

کھینچتی ہی میں جذبۂ شوق شہادت سی اج
میان میں کیا چھپن قاتل تری شمشیر کو

عشق میں مستی جو انو سی ہو کی پیر کو
می کی کیفیت کہان گو جوش آوی شیر کو

جمع کیا کرتی ہو معمار فلکو تم ای غافلو
قبر پر جا بیٹھتی ہیں چھوڑ کر تعمیر کو

ہی شب فرقت کی تاریکی یہی تو کیا عجب
ہو اگر مشعل کی حاجت نالۂ شبگیر کو

کون اس وادی میں ہو اہل فنا کا سنگ راہ
کیا تعلق ہی کفن سی خار دامنگیر کو

تیری ہی آتشین کا وصف کرنی لگی
شمع کو درکار ہی منہہ اور زبان گلگیر کو

جو کری احسان او سکو چاہیی شرمندگی
پیش پا ہی شمع دیکھا ہی سر گلگیر کو

شعلۂ داغ جنون سی میں اگر روشن کرون
مثل پروانہ جلاؤن شمع سی گلگیر کو

بزم عالم میں ہی روشن خیر اپنی چیر سے
کیا ہو گویائی زبان شمع سی گلگیر کو

خط اگر تا ہی ترا ای شمع رو حجام آج — کیون نہ سمجھون ایک اب مقراض اوس گلگیر کو

ہوتی ہین عاشق کڑی عالم مین اوس معشوق پر — شمع نی پایا ہی مقام آہن ملا گلگیر کو

واقعی ناسخ عبادت ہی جو دیدار علی

دیکھہ لیتی ہین ملائک ہر سحر تصویر کو

بہولی نہ بعد مرگ بہی ہم رقص یار کو — ٹہوکر کی آرزو ہی ہماری مزار کو

جانی دیا نہ باغ مین اوس گل عذار کو — روکا ہی باغبان نی نسیم بہار کو

زیبا ہی عشق زلف دلا مالدار کو — الفت بہت خزانہ سی رہتی ہی مار کو

دامن سی ارتباط مبارک ہو خار کو — عریانی ہی پسند مری جسم زار کو

ای ابر تر نکیجو سیری غبار کو — پہنچا سکی گی پہر نہ ہوا کوی یار کو

کہیو صبا جو پائی تو اوس شہسوار کو — روندا کبہی نہ آکی ہماری غبار کو

پتی ارنڈ کی چہوئین ست نگار کو — کیونکر لگی نہ آتش حسرت چنار کو

اوس شمع رو کو کیا ہی مری بیکلی سی حظ — ہنستا ہی دیکھتا ہون چراغ مزار کو

تنکا سمجھہ کی دور کری ترحم یار سی — قراش دیکھہ لی جو مری جسم زار کو

کرتا ہی قتل پیاسونکو زیبا ہی گر ہمین — شمشیر آبدار تری آبدار کو

نشتر لگائی رشکِ رگِ ابر تر مین آج — دکھلا دون جی مین ہی مژہ اشکبار کو

لی لی گئی ہی پنبہ مینا سے ہوا — نسبت ہی کیا نجاسی ابر بہار کو

کاوش ڈھونڈھتی اسکو ہی تلووں سے — تشبیہ دون نہ مین تری مژگان سے خار کو

پیتا ہی جام مے مجھی اب خون محتسب — شیشہ کو توڑی وہ تو مین توڑوں خمار کو

دوڑی ہی جلوہ مین ہو کی پیادہ ہر رنگ گرد — دیکھی کلِ سوار جو اوس نی سوار کو

موجود انتقام کو ہی سنگ محتسب — ترسانہ میفروش کسی بادہ خوار کو

گذری ہزار سال نہین ہی نشانِ صبح — کیا طول ہو گیا ہی شبِ انتظار کو

شمشاد و سرو مین یہ خوش آوازیان کہان — طوبی کہون مین قامتِ موزون یار کو

کیا جذبِ عشق ہی کہ ہوا جسطرف کو ہو — سیدہا چلی غبار مرا کوی یار کو

دل کیا ہی مین بہی آہ کی تاثیر کی حضور — پتھر مین کر دہی قطرہ خون ہزار کو

فرقت مین ایسی ہچکیہ چلی بی شمار دن — کیا لائین ہم شمار مین روز شمار کو

ہی اسقدر عروج سی نفرت کہ بعد مرگ — صرصر اوڑا سکی نہ ہماری غبار کو

٢٤٥

زاہد ہی عنکبوت مگس کے شکار کو | کیونکر نہ لائی طالب دنیا کو دام مین

ناسخ کی التجا ہی کہ یا مرتضیٰ علے
کہینچو برائی قتل عدو ذو الفقار کو

ہین داغ میری سینہ مین انجم سی زیادہ | ہین اشک میری آنکہو مین قلزم سی زیادہ
ہی لطف خموشی مین تکلم سی زیادہ | سو رمز کی کرتا ہی اشارہ مین وہ باتین
کرتی ہین یہ ظلم اور تظلم سی زیادہ | خر صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین
ہی قلقل مینا مجہی قم قم سی زیادہ | میخانہ مین سو مرتبہ مین مر کی جیا ہون
میخواری مین ہی ظرف مرا خم سی زیادہ | بہہ جائی اگر بادہ مینہ سا منہہ نکرون بس
ہر گل ہی مری جان کو کژدم سی زیادہ | ہر پہر چمن ہجر مین اژدر سی ہی افزون
پاؤن کی صدا لاکہہ ترنم سی زیادہ | سو رقص سی افزون ہی پری رو تری رفتار
موئی سر شوریدہ مین تا قم سی زیادہ | تکلیف تکلف سی کیا عشق نی آزاد

معشوقون سی امید وفا کہتی ہو ناسخ
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سی زیادہ

آئینہ مین زلف پرشکن مین آئینہ — یہ حلب مین مشک ہی وہ ہی ختن مین آئینہ

بزم مین رویا جو مین سمجھا وہ ابھی حسن کو — آب جو نی گل کو دکھلایا چمن مین آئینہ

خاک ہو کر صورتِ اصلی کو بھی وہ دیکھتا — رکھدیا ہوتا سکندر کی کفن مین آئینہ

ہنسنی مین کھلتی ہین جسدم حبابِ چپ تا عکس — ای پری دانت ہی گویا دہن مین آئینہ

یا الٰہی وہ صنم محوِ خود آرائی ہے — جب تلک خورشید ہی پیرہن مین آئینہ

ہین جو قانع خانہ ویرانی مین بیابان نہین — ہی ہر اک وزن می ہی بیت الحزن مین آئینہ

جیسی آتا ہی نظر سب کا بدن آئینہ مین — صاف آتا ہی نظر اوسکی بدن مین آئینہ

باعثِ حیرت اگر پوچھی تو اعجازِ حسن — صورتِ طوطی ابھی آئی سخن مین آئینہ

وصل مین بیتاب ہو کر دل نکل آیا مرا — ہو گیا وارد عجب وے لہ دہن مین آئینہ

سنگ سرخی لعل جانان کی یہ رنگت آ گئی — ہر عقیقِ سرخ ہی ملک یمن مین آئینہ

عکس سے اپنا ہی ہر شی و ہو کر رنگ شکل — چاہئی ہر بت ہو چشمِ برہمن مین آئینہ

کر دیا ہی عکس اقدس نی سکندر سینہ — جب کیا ہی خلوتِ شاہ زمن مین آئینہ

قتل عالم کو کریگا حسن اپنا دیکھ کر — ہی بجائی تیغ دستِ تیغ زن مین آئینہ

استقدر دیکھی نہیں ہمنی صفائی حسن کی
ہی بدن کی بدلی اوسکی پیرہن میں آئینہ

روی صاف اپنا دکھا دیتا اگر یوسف کو
ڈوب مرتا شرم سی چاہِ ذقن میں آئینہ

کر دیا حیران تیری عکس نی از رشکِ گل
ہو گیا طاؤس کا ہر پر چمن میں آئینہ

استقدر ہی تیرگی ایکدم میں ہو جاتی تو آہ
کوئی گر لائی میری بیت الحزن میں آئینہ

چشمۂ آب بقا ہی یہ چشمۂ خورشید حسن
ہو تو ہی کی جا تری چاہِ ذقن میں آئینہ

جو صفائی میری سیم اندام میں ہی کہاں
کیون عبث قلعی چڑہاتا ہی بدن میں آئینہ

ہین وہی آزاد ناسخ ہی گہر جنکا نہ در
چوکہٹا لگتی ہی بند ہتا ہی رسن میں آئینہ

دیدۂ عمی ہوئی وحشت ہی تیغ ہر سی
گوش کر کان جواہر بن گئی تقریر سی

یار نی مجکو لڑایا ہر جوان و پیر سی
ہون تن تنہا مقابل سو کمان و تیر سی

پھر اشور جنون ہی استقدر سو رہی
خود بخود ہر پا ہی غل دروازی کی زنجیر سی

پیر جا پہنچی عدم کو رہ گئی پیچھی جوان
ہین کمانین راہ چلنی مین زیادہ تیر سی

کیون نہ داغ عشق ہی دو رجا طمع
پختہ ہوتی ہین ثمر خورشید کی تاثیر سی

ہے یاس بخت خوابیدہ کہ لفظوں کی طرح   غل کبھی پاہن ہیچ تا مری تعبیر سے
خانۂ دنیا دلا گویا کمانکا خانہ ہے   ہو گیا جسکا گذر اسمین گیا وہ تیر سے
زلف سے ہے اے پری وحشی تیرا جسطرح   بس مچی ہیں بیت ہے ہم دیوانوں کی زنجیر سے
اہل غفلت جو کہ دنیا میں نابینا ہیں وہ   بند ہو جاتی ہیں آنکھیں خواب کی تاثیر سے
رہ گئی مثل کمان آغوش وا حسرت سے یہان   عید کو کھلائی دیتی ہے وہ بہاگی تیر جیسے
زلف و رخسار صنم پر ہو گیا سودا مجھے   گل کھلے ہیں عشق پیچاں کی طرح زنجیر سے
ابر غم میں گھر گیا ہیں تیری زلفیں دیکھکر   بجلیاں گرتی ہیں جہومر ہونے کی زنجیر سے
خشک ہوتی پر ہے فارغ خامۂ قدرت نہیں   سادہ لوحوں کی خط رخسار کی تحریر سے
ہو دلا مضطر نہ اتنا کیا ہے وہ غزال   شیر کو لاتی ہیں قابو میں بشر تدبیر سے

کیوں نہو تیرا تصور قلب ناسخ میں امام
مرتبہ ہے عرش کا اعلیٰ تری تصویر سے

۲۴۹

کیا عجب ہوتے دامی زلف یار کی تاثیر سے   سنبلستان ہے جو پیدا دانۂ زنجیر سے
ہستی عاشق ہے تیری حسن کی تاثیر سے   ذرے پیدا ہوتے ہیں خورشید کی تنویر سے

صحبت بدن سے ہو و نفرت کیا ہے مجھے
ہو گیا ہے چین جبین کاغذ مری تصویر سے

پاسی قاصد پھرتی پھر نگس کر شکل قلم
خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے

ہو خط مشکین سے وہ تا کیون جس رخ یار ہے
قدر صفحہ کی زیادہ ہوتی ہی تحریر سے

ساری عالم کو ہی کیا بی اختیار انجم
خاک گورستان نہین کم مشک تسخیر سے

عاریت جو شی ہی حاجت اوس سے کبھی نہین
پرتو مین کب اوڑ جاتا ہی از خود تیر سے

خط جو نکلا ہی تو ہی ہے پیچ و تاب مری
سبز مزرع ہو گیا ہی قب کی تاثیر سے

ہون مین ایسا پست طالع ہو صرصر سی بلند
کاغذی باد ہی بنا ہین گرمی تصویر سے

آئینہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہی وہ
ہی فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سے

خط نکل آیا وہان باہیان مضمون شوق
دیکھئے کب ہے فراغت نامہ کی تحریر سے

ہو نہ برہم گر تری الفو مین عل کی دل
کس طرح نالے نکلین اس پی زنجیر سے

اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا
آئینہ شاید بنا ہی آہن زنجیر سے

قند تو نسی گوری کی نکلیان ہین مثل شمع
ہی بجا تشبیہ ناخن گر کو گل گیر سی

وہ تو ہی تیری لئی ناسخ یہ اب دو نکل گئی
قبر کی تعمیر کرنا قصر کی تعمیر سے

جل اوٹھا باغ اوسکی تری حسن کی تاثیر سی — پہول اب کلچین اوٹھاتی ہین تو آتش گیر سی

چھوٹتا ہی کب ہو میر کسی تدبیر سی — تیغ جوہر دار قاتل ہی سوا زنجیر سی

مست ہی عالم مری اشعار کی تاثیر سی — مثل مینا می ٹپکتی ہی مری تقریر سی

فاش ہو باغ جہان مین راز دل ممکن نہین — سیکہی ہین طرز فغان ہم بلبل تصویر سی

گر شبیہ اوس گل کی کہدین تو عجب ہی مرغ ہو — عرصۂ محشر فغان بلبل تصویر سی

بندہ سکی مضمون خط میری وحشت دل کا — مثل سودائی کوئی باندہی اگر زنجیر سی

رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہی تولد بعد طفل — پہلی بہرتا ہی خدا پستان مادر شیر سی

شمع ہی صفحۂ پرنور لکہنی مین قلم — ہی بجا نسبت جو دون قط گیرو گلگیر سی

بیگنہ ایذا نہ دی ہمکو صنم بہر خدا — امن ہی سودائیونکو ترم کی تعزیر سی

تہا تو جان بخشی مین عیسیٰ سی ہونٹونکا شکیل — آشکارا جب ہوئی لکنت تری تقریر سی

سرو قد اوس خط جو الکا بس ہی تہمت ازاد کو — شجرۂ ملعونہ مانگون زاہد الکس پیر سی

بعد مردن ہی تصور ہی کسی شب گرد کا — حشر برپا ہی عدم مین نالۂ شبگیر سی

نرم کرتی واں اگر عشق کہو دیتا نہ عقل — کرتی ہین تیہر کو پانی شیشہ گر تدبیر سی

تصدق کرتی ہین جو اعضا تل بہہ کے
کالبد انکی بنائین ہین مگر اکسیر سی

مے پیتو آو کرلین محتسب کو سنگسار
بچ رہی ہین سنگ کچھ میخانہ کی تعمیر سے

موج خون بھی شل قاتل بہی دامن کے تہہ سا
جاسکا قاتل نہ میری خون دامن گیر سی

ہی نکو کاری عبث ای بانی بنیاد ظلم
فائدہ حجاج کو کیا کعبہ کی تعمیر سی

ہی بیاض فکر ناسخ کی جو بیت ادا ہی
لکھنؤ مین آ ہی گئی موج غنی کشمیر سے

پری رو دیر سی اس سو جمین بیار رہتا ہے
دہان یار مین ہین دانت یا نقش نگینا ہے

بگڑتی جاتی ہین لاکھون ہزارون بنتی جاتی ہین
جہا مین باتدن جار خدا کا کارخانا ہے

نہ دو تشبیہ تیغ ابروی خمدار جانان کو
کہ ماہ نو تو اک ٹوٹا ہوا اگلو نا پرانا ہے

چراغ و شمع کیا لا جام و مینا ہی گلگون
مری تربت پہ سایہ ابر رحمت شامیانا ہے

ہوا سائل جو اگر جان سی مارا ہمین اوسکو
مگر بندوق کا پاس اہل دولت کے خزانا ہے

ہوا ہون زرد ہجر سیم بر سی مین نا توان ایسا
کہ شاخ زعفران مین مرغ جان کا آشیانا ہے

کہین ہی فوق بلبل شاخ گل پر دست جانان کو
کہ رین طائر رنگ حنا کا آشیانا ہے

۲۵۲

مہیا زمزمی مین سیاقیاسِ سازِ عشرت ہین | کہ دورِ جامِ قلقل و قلقلِ مینا ترانا ہے
کوئی حال کر ہٰذ دو دن ملک کو غنیمت ہے | ہوا کو ایکدن آخر غبار اپنا اڑانا ہے
حقارت سی نظر کرتی ہو کیا چاک گریبان پر | نہ سمجھو مفلسی ہم عشق بازو نکا یہ بانا ہے
بچھادی توڑ کر شیشو نکو ساقی تیری بستر پر | شبِ فرقت ہی مجھکو بیکلی سی تلملانا ہے
فلک کی تاک بندی ہی کہ آخر ہی مین کیا ہی | بہارِ گلشنِ ایجاد کو آکر وز جانا ہی
جہان تارِ نفس ٹوٹا کیا سیدان ہستی سی | وہانِ توسنِ عمرِ روان کا یہ بانا ہی *
ترا قمچی دکہانا ای معلم طفلِ بدخو کو | ہماری توسنِ عمرِ روان کو تازیانا ہے

پہ یہ ور رشک کی جا ہی ملی گا جا کی ہو رو نسی
کوئی دم مین ترانا سخ سوی جنت روانا ہے

ہمیشہ نیر بار اپنی محبت مین ستانا ہے | اوٹھاتی ہین جو رنج اک دن ہمین لاشہ اوٹھانا ہے
دکہا دیتا ہی کا ؤ مہر روز آسمان سبکو | ولیکن غافل اپنی غسلِ میت سی نہانا ہے
مین وہ ہون مردۂ بیکس کہ میری قبر کی اوپر | بنی ہی برق جہالر ابرِ رحمت شامیانا ہے
نہ ہو گا مزرعِ اعمال اہد بار ور ہرگز | کہ سرسبزی سی ہی محروم سبحہ کا جو دانا ہے

٢٥٣

خط عارض سے رہتی ہی نظر آئینہ میں اوسکی | مقرر آہوان چشم کو سبزہ چرانا ہی
جو مالک گنج زر کا ہو بجا ہی سرکشی اوسکی | کہ فوارہ کو دیکھو پاس پانی کا خزانا ہے
چھپایا ہی جو منہہ پردہ میں تیغ نے ابرو سے | کفن میں ہمکو اب یار جہانسے چھپانا ہے
ہزاروں قاتل عاشق رکرتی ہیں جبین اوسکی | برای تیغ ابرو سنگ تیرا آستانا ہے
ہزاروں مرغ آتشخوار آتے ہیں یہان | تجھے ہما پا جو میری داغ سوانسی چرانا ہے
جلاہوتا نہیں پر میں بھی مری ہے | زر داغ جنون شاید کہ قارونکا خزانا ہے
تصور روز رہتا ہی عذار صاف جاناں کا | ہمارا خانۂ دل اب تو آئینہ کا خانا ہے
ہوا ثابت جو دیکھا اژدہا و گنج کو باہم | جو موذی ہیں ہمیشہ اونکی قبضہ میں خزانا ہے
غبار راہ ہم سمجھیں نکیونکر جسم خاکی کو | رگ جان تو سے عمر روان کو تازیانا ہے

نکیون غائب ہون چشم ہما نسی انکی نون ناسخ
مجھی وسکی کمر کا غیب سی مضمون چرانا ہے

اجل سر پر کھڑی ہی خواب غفلت میں زمانا ہے | چھپر کھٹ کی عوض لازم جنازہ کا بنانا ہے
غبار ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑاتا ہے | سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانا ہے

عذارِ آتشیں پر یادِ کشتن کا اک بہانا ہے ۔ کہ منظور اوسکو اپنی سبزۂ خط کا جلانا ہے

لبِ گلرنگ پر مسّی لگانی کا بہانا ہے ۔ اوسی رگِ گل لالہ کو نافرمان بنانا ہے

نکلتا ہے جو ہر گل نو زلف گلزارِ عالم میں ۔ خدا جانے زمیں میں دفن یہ کسکا خزانا ہے

نہ دی اے جوشِ بدمستی بہت تجھ غیب سا مجھے ۔ خجالت یار سے ہو گی کبھی جو ہوش آتا ہے

اشارہ آمد و رفتِ نفس کا ہے یہی ہر دم ۔ بدن میں دم جو آیا ہے مقرر اوسکو جانا ہے

رکھا ہے ہاتھ شفقت سے کب اوسنے مری چھاتی پر ۔ اوسی اب آتشِ رنگِ حنا سے دل جلانا ہے

کمی ہے فن نہیں نقصِ سخن کچھ یہاں کبھی ناسخ
ازل سے اپنے قابو میں معانی کا خزانا ہے

یہہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے ۔ وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے

یہہ پھنک رہا ہے مرا جسمِ آتشِ غم سے ۔ کہ طوق بھی مری گردن میں لال رہتا ہے

کبھی آئینہ دیکھا پئے خود آرائے ۔ یہ بے مثال ہی اوسکو خیال رہتا ہے

ہوا ہوں خالِ رخِ یار دیکھکر حیران ۔ سیاہ آگ میں کیونکر زگال رہتا ہے

ہے فیضِ خاک نشینوں سے سربلندونکو ۔ کہ سبز پانی ہی سے ہر نہال رہتا ہے

یہ رنگ سینہ خراشی مین ہی ناخن کا کہ جیسی صبح شفق مین ہلال رہتا ہی

نہ ترک صحبت احباب کیجیو ناسخ

گرا جو برگ شجر پایمال رہتا ہے

بھری ہین جام مئی لبریز شبنم ساغر گل ہی ادھر ہی نغمۂ بلبل ادھر شیشے کی قلقل ہے

دل پر داغ کی ہی بیقراری ظاہر اشکون سی عیان خورشید کا جس طرح پانی مین تزلزل ہے

کبھی اوس صنم کی گو نظر آتی نہین ہمکو خدا غائب ہے لیکن اوسکی ہستی مین تامل ہے

افق سے تا افق بس ایک ہی سطح ہی پانی کا ہماری اشک کا دریا ہی عالم آسمان پل ہے

کوئی نالان ہی کوئی داغ ہی تجھ بن گلستان مین جو بلبل تھی وہ گل ہی اور جو گل تھا وہ بلبل ہی

لٹکتی ہین جو سر سے پاؤن تک دو نو طرف زلفین قد نازک ترا انام خدا اک شاخ سنبل ہی

ترا کوچہ بھی کب ای رشک گل کم ہی گلستان سی وہان ہی بلبلونکا یہان زنجیر کا غل ہے

رہون کیونکر نہ اوسکی گرد مین مانند پروانہ کہ منہہ ہی شمع کا شعلہ تو دود شمع کاکل ہی

لگا دی آگ کس آتش کی پرکالہ نی گلشن مین کہ ہر گل شاخ مین گویا ستارا ہاتہہ کا گل ہی

ہوئی تقلید سی کب قبۂ عالی پست فطرت کی چمن کا گل ہی سر پر اور کسی کی کفش کا گل ہی

نسیم باغ ہی مجھو چراغان ماتمی میت ترى فرقت مین ہر گل مجکو باشمع کا گل ہی
جلا ایسا چمن رشک بہار روی جانان سی ہین گلبن کی شاخین شمع ہر گل شمع کا گل ہی

حدی خوان ہین جلو مین ناقۂ لیلی کی تو ناسخ
ہجوم کودکان گلیون مین مجنونکا تجمل ہے

چہچہے بلبلون چمن کو اب کہا یا چاہئے رشک سی مہندی کی ٹہی کو جلایا چاہئے
ٹہوکر ایک پانی حنائی سی لگا کر گلرخو پہول کوئی میری تربت پر چڑہایا چاہئے
باغ مین اوس گل کو لیجا کر ہنسانا ہی ضرور کہلیو مین غنچون کو اوڑایا چاہئے
اشک کوئی چشم سیکو پینی گرا کر نشا مین بادہ مجہہ میکش کی تربت پر چڑہایا چاہئے
چہرۂ جانان ہی مصحف اور بیمار ہون وار کر اسپر سی پانی اب پلایا چاہئے
دل کو خواہش ہی کہ طفلان حسین گیسو تیغ آنکون روزن دیوانہ بنایا چاہئے
میری نالی سنکی چہرہ آیا وہ ظالم بام پر آسمانکو اب باغ اپنا چڑہایا چاہئے
جسکی ہاتہ آیا خزانہ قصہ کہتا ہی یہ مثل فوارہ جہان مین سر اوٹہایا چاہئے
داغ فرقت زیست بہر سوز جہنم بعد مرگ ان بتونکو کس توقع پر خدایا چاہئے

٢٥٧

[illegible]

یار کی ٹیڑھی نگہہ ہی لطف سی خالی نہین | ہو اگر تلوار حمیل اوسکو مایا چاہیی
طالب زینت نہین رنگینی بیساختہ | پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیی

محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہی مجھی
شمع سان ہنسنی مین یارونکو رولایا چاہیی

کون سا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے | بزم مین باہم ہجوم ذرہ پروانہ ہے
دل خیال چشم مست یار سی میخانہ ہے | داغ سودا جو نظر آتا ہی اک پیمانہ ہے
پاؤن مین کانٹی چبھی مین پر ہی حال چاک | باغ مین جو گل ہی تیری عشق مین دیوانہ ہے
مینی ڈالا ہی جو ڈورا موی زلف یار کا | مشک دانہ ہی سیر تسبیح کا جو دانہ ہے
دم نہین باقی کسی مین تیری صورت دیکھکر | بزم خوبان جوشش حیرت سی اک بتخانہ ہے
رہتی ہی محفل مین حائل درمیان فانوس شمع | روی جانان شمع ہی اپنی نگہ پروانہ ہے
اسقدر ہوتا نہین زینت حنائی کا اثر | پنجۂ خورشید تیری گیسوونکا شانہ ہے
گر گئی حشمت نہ اس حشمت سے اسکی کون کون | مثل مجنون کل ہمارا حال اب افسانہ ہے
ہی وہ گلشن داغہای سینہ مرا | مرہم زنگار جسمین سبزۂ بیگانہ ہے

[illegible]

آج کس شمع تجلی کا تصور ہی مجہی | جو مژہ ہی میری آنکہوں مین پر پروانہ ہے
ہوگیا مینای مے خالی اگر تو جان لے | ساقیا لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے
مول لیتا ہی برنگِ لالہ تیرا داغِ عشق | ہاتہ مین زر لیکی گل کہتا ہی بیعانہ ہے
عازمِ گلگشت وہ غارتگرِ کاشانہ ہی کیا | آمد و رفتِ نسیمِ صبح بیتابانہ ہے
بعدِ مرجانی کی عاشق بہی نہین بیٹہنے پاس | کوئی ہی بالین شمعِ مردہ پر پروانہ ہے

اس زمین مین ہین ناسخ اب ستائش ہی یہ شعر
ہی بغل مین شیشۂ مے ہاتہ مین پیمانہ ہے

٢٥٩

باعثِ گریہ خیالِ کس ستانہ ہے | دل مرا مینای مے ہی چشمِ تر پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمعِ عارضِ جانانہ ہے | روح قالب مین نہین ہی شمع مین پروانہ ہے
نورِ رخسارِ صنم سی اور مژہ کی عکس سے | شانہ تہا سو آئینہ ہی آئینہ سو شانہ ہے
کرتی ہین محروم رحمت سی عبادت کا شمار | سبحہ کیا بار اسی ہو تسبیح کا جو دانہ ہے
بال سلجہاتا ہی وہ بہمتِ حنا ستی آج | پنجۂ مرجان مے لا لا دون گیسو کا شانہ ہے
ہوش بدمستی مین رہتا ہی عبادت کا مجہی | سُنہہ کی بہل گرتا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہے

خندۂ دندان نما خوش آئی کس محبوب کا | یاد آتی قاتل تری تلوار کا دندانہ ہی

نام سرسبز ہی جسکا بوستان دہر مین | ای نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے

مجکو حاجت ہے کبوتر کی نہ قاصد کے تلاش | یار میرا شمع ہی نامہ مرا پروانہ ہی

ہمان دیکر جاؤن کا اندر مین جنت کی طرح | جان کا خواہان جو ہر زبان جانانہ ہے

رنج اوٹھا کر بہاگتا ہی پہر پہلا دوستانہ سو | شمع ہی تو ای ستمگر دل مرا پروانہ ہے

رات دن جو ہی تصور گیسوی شبرنگ کا | پنجۂ خورشید ہے اک آبنوسی شانہ ہے

آتش داغ جدائی کی جو مضمون ہی تمام | شمع ہی مکتوب مرغ نامہ بر پروانہ ہے

بید مجنون مری تربت پہ ہوا ہو یا خوشی | استخوان سونگہا مرا سگ لیلی دیوانہ تھی

جوش مستی مین پئون پیغا کی سنگینی | اس زمین مین مجکو یاد آئی غزل مستانہ ہے

ولہ

اودن لبون کی یاد مین داغ دل دیوانہ ہے | آتش یاقوت سی روشن چراغ خانہ ہے

پہر بہار آئی کف ہر شاخ پر پیمانہ ہے | ہر روش مین جلوۂ باد صبا مستانہ ہے

ہر نگوڑی مین عیان اک لغزش مستانہ ہے | گردش چشم غزالان گردش پیمانہ ہے

ابر ہی صحنِ چمن ہی ساقی مستانہ ہے
ہر طرف کو خندہ برق و گل پیمانہ ہے

میری یوسف کی خریداری عزیز و ہی محال
نقد جان ہی اوسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہے

کیا فقط مجکو غمِ دنیا سی آزادی ملے
چھٹ گیا تکلیف دینی سی بھی جو دیوانہ ہے

ہر کسی کی فریب دوستی مین دشمنی
میری شمعِ قبر پر معرج ہوا پروانہ ہے

ہی نشانِ شمع روشن پر چراغِ غول
ہو چکا ہی بارہا آباد جو ویرانہ ہے

سرخوشی ممکن نہین جبتک نہ چہلکی جام عمر
یہ خراباتِ جہان بہی زور ہی میخانہ ہے

دیکھتی ہی گل جنہین آنکھوں سی ہم ای غافلو
آج اونکا ہی کانوں لگی اک فسانہ ہے

محو ایسی خانۂ رنگین مین مہمان ہو گئی
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہے

محفلِ عشقِ جہان کا ہی ولا کیا اعتماد
نشہ می خواب آوازِ غنا افسانہ ہے

نالہ کرتا ہی کبھی اور لاش کرتی ہے کبھی
جوز چہ خانہ ہی وہ ایک زمانہ خانہ ہے

گور ہی کالی ہوتی ہین یکرنگ ملک جان مین
سبز ہی ہوتا ہی جیسی جا کمین جو دانہ ہے

آج کو ای مہ جبینون شغل ہی تمکو ہی
چہرہ ہی اور آئینہ ہی لف ہی او شانہ ہے

جا ہی آئینہ ہی گل آئینہ زانو جدا
اور عوض شانہ کی ٹکڑی سینکڑوں یکدانہ ہے

شہر دم میں ہیچ تھی ہیں آبادِ جنگل حکم سی — ایک دن اوجڑ گئی بھی گوشۂ ویرانہ ہے
آج ہی جسکی قدم سی رونقِ باغِ جہان — کل وہی رخصت برنگِ سبزۂ بیگانہ ہے
گرچہ بیدار ہیں اب ہیں دیدِ نظارہ باز — پر کبھی یہ ماجرا ایک خوابکا افسانہ ہے
اپنی کاموں میں ہو مشغول تم اتنی فلو
اسکی باتوں پہ نجاؤ ناسخ اک دیوانہ ہے

لالۂ و گل کا جوش ہے بلبلوں کا خروش ہے — فصلِ وداعِ ہوش ہے موسمِ ناو نوش ہے
مرگئی تیری غم میں ہم کچھ بھی نہیں انکو غم — ہی وہ غم کہ ای صنم کعبہ سیاہ پوش ہے
صدقہ ہو نیر جان پر کیوں نہ نسیمِ سحر — نقشِ قدم سی رہگذر دامنِ گلفروش ہے
عشقِ گلِ عذار سی بس ہی خار خار ہے — فصلِ بہار یا ہی اپنی جنون کا جوش ہے
بیچ تراہی ناگوار سر مری تن سی جلد اتار — کس لیی ای ستم شعار تیغ وبالِ دوش ہے
ذکرِ تراکت تبان ہی جو چمن کی درمیان — موجِ نسیم ہی زبان گل ہمہ تن گوش ہے
رنگ ہی اسکی جسم پر گلسی کہیں زیادہ تر — آئی برہنہ گر نظر سب کہیں سرخ پوش ہے
دیکھتی ہین جو جابجا ہم کو ہم پیشِ نظر ہی وہ صنم — کہتی ہیں جسکو سب حرم خانۂ فروش ہے

شکل نہین منظر پری آیا نہین پیام بہی — پرسون ناسخ ہی کہ ایکسی چلی لیت چشم کوس ہی

ناسخ قول ہی بجا حضرت میر درد کا

حسن بلای چشم ہی نغمہ وبال گوش ہی

آتش عشق وہ ہی جسمین سمندر جلجای — اک شرر جای جو پتھر مین تو پتھر جلجای
پر پروانہ ہی کیا شمع رخ جانان ہی — گر فرشتہ ہی کوئی آئی تو شہپر جلجای
تن بدن پھونک دیا ہی تپ فرقت نی مرا — کیا عجب ہی جو مری جسم سی بستر جل جای
شمع سان شرح تپ عشق سی ہی سوز انکو — کیون نہ پروانہ کی مانند کبوتر جلجای
ہو ترا روی جہانسوز اگر عکس فکن — ہی یقین خانہ آئینہ سکندر جل جای
دوست کہتی ہین اوسی ساتھ جو دی آتش مین — شمع کی جلتی ہی پروانہ نکیونکر جلجای
کہین سمجھی وہ صنم جانکی آتشبازی — سوز غم سی جو کوئی عاشق مضطر جلجای
جب نہ تب نالہ سوزان سی جلا خانہ دل — ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجای
ہی وہ پرکالہ آتش قد موزون تیرا — دیکھی اس سی جو تشبیہ صنوبر جلجای
شجر طور کی مانند عصای موسی — دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجای

آتشین چہرہ سی ہر شاہد مضمون ناسخ
کیا عجب گرمی اشعار کا دفتر جلجای

تیشہ لاغر یاد ہیان سر ہی بن پار ہے — جان شیرین میری اک شیرین دہن پار ہے
لی وہ کیونکر مرغ دلکو ناز کسی بہہ پین — عندلیب زار شاخ یاسمن پار ہی
ہم سبکدوشونسی طی ہوتی ہی راہ عشق — رشتہ زنار دوش برہمن پار ہی
کسطرح دون چاہ کنعانسی بہلا اسکو نشاں — عکس یوسف ہے تری چاہ ذقن پار ہے
کو نزاکت انتہا کی ہی بیان بر بیاض — اوسکا مضمون بہی مری نازک سخن پار ہے
کیا نزاکت ہی کہ بوی عطر ہی ہے بار غ — رنگ مہندی کا کف نازک بدن پار ہے
کیون سبک کرتا ہی ہاں لیجا بی ہمین دل — میرا ہونا اوسکی ساری انجمن پار ہی
تیری ہونٹونکی کہو دیتی آتا ہے مجہے — رنگ مسی کا تری نازک دہن پار ہی
کیا خیال اپنی سبکدوشی کا آیا ہی جو آج — کوہکو تیشہ لگا نا کوہکن پار ہے
ناتوان ایسی ہی قیمت میں ہے یک برگ گل — برگ گل سوسن کا ہر مرغ چمن پار ہے
بوی زلف عنبر افشان لیکی جیسی نسیم — مشک کا کہنا غزالان ختن پار ہی

۲۶۳

کیا عجب زنجیر سان تنکا اکی چلانی لگے
دل ہمارا اوسکی زلف پُرشکن پا رہی

وہ گئی دن جو اوٹھا لیتا تھا کوہِ عشق کو
کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کی تن پر بار ہے

سامنی آنکھونکی اب نزلت اوسکا حال ہے
اندنون تابان ہمارا کوکب اقبال ہے

لڑکھڑاتی ہین قدم مستانہ تیری چال ہے
تاک انگوری بت نازک جو بہ پرشاک ہے

گھرمین بیٹھی یار کو جو چاہی پاؤن چہر
جب تلک خانہ مین آئینہ ہی ہمثال ہے

رورہا ہون جیسی اک روئی کمرکی یاد مین
صورتِ دُر بحجب ہے اشک مین اک بال ہے

یاس نے مجکو عطا کی رنج نقصان سی نجات
برق غمگین ہو جو کشتِ آرزو پامال ہے

اوڑ نہین سکتی تری انگیا کی چڑیا سامنے
جالی کی کرتی کا اوسپر اہی پہ جال ہے

باندھتا ہون اضطراب کی مضمون اندنون
یہان یہی شعر مین ہے اندنون بھونچال ہے

نرگس آنکھین شاخ نرگس سرمہ دنبالہ دار
کہی ریحان سبزہ خط تخم ریحان خال ہے

اسفلونسی عِ دولتِ دنیا کو الفت ہے کمال
دیکھو یار زیر زمین ہمراہ قارون مال ہے

ہمکو عاشورہ محرم کا ہی ہر روز فراق
وہ گلی لگجاتی جسدن غرہ شوال ہے

سانپ کالا ہی اگر وہ گیسوی عنبر فشان
سانپ کی بچی کا بچھو زیر گیسو خال ہی

روز ہوتا ہی زیادہ ای ستمگار و سیاہ
کیا خط مشکین تمہارا نامۂ اعمال ہے

اے صنم نام خدا چھپتا ہی دن رات اسکے
یہ تری چالی کی کرتی ہی عجب غربال ہے

شست و شوی عارض گل ہی تری اشک شبنم
یاد ہم کو سیر گلشن کیسکا گال ہے

کچھ نہین ای ناسخ اوسکی فتنہ انگیزی جو
ضربت عیسیٰ عدن مین دشمن اگر دجال ہے

طور سی بھی اپنی وادی مین زیادہ نور ہے
انکھ ہی حسن عمل کی گویا چراغ طور ہے

منع کی ہی می پرستی کسکی چشم مست نے
غنچۂ گل کی گلابی تک جو چلنا چور ہے

یہان سر کاوش توانائی کی عالم مین تھا
آج جسم ناتوان کیون خاطر پا مہجور ہے

ہی معنبر زلف اوسکی وہی تشناک پر
بوی عرش دیتا ہی وہ اس شمع مین کافور ہے

غم کی سی باز اگر چاہیی ساز نشاط
تار سیم و زر بھلا کب قابل طنبور ہے

جان لیگا تو بلا کر معجز و نکی بحث کو
دم مین کب آتا ہی ای قاتل مسیحا دور ہے

کوہ کن بھی ہی پستار و نمین یہی اے صنم
زخم تیشہ کا نہین پیشانی پہ سیندور ہے

دی ہی کو ٹکڑا سمجھا تو اپنی نور کو — شیشۂ دل میری پہلو مین چھپا جو چور ہے
تنگ آکر جب کہا مینی کہ مرجاؤن کہین — بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے
کر تماشای جہان سی پہلی اپنی آنکھین بند
دیکھنا اوسکا اگر ناسخ تجھے منظور ہے

جو اوٹھائی ناز محبوب اوس جوان مین زور ہے — ورنہ یون کہنی کو تو سارے جہان مین زور ہے
آہ کرنی کا ابھی مجھ ناتوان مین زور ہے — ناوک اندازی کا ابتک اس کمان مین زور ہے
بارہا چھینا ہی مجھ سی جان عزرائیل سے — کسقدر نام خدا اوس جان جان مین زور ہے
ہجر مین آئی یہان تک ہین ڈالون موت تکو — اسقدر باقی ابھی مجھ نیم جان مین زور ہے
جان ونکا مین پہنچکر پا سگ کوی بتان — ابتک اتنا میری مشت استخوان مین زور ہے
ہی قوی دشمن تو غالب ہو جیتی پیر سے — پیلبان مین کب ہے جو پیل دمان مین زور ہے
دشت کو لیلی کا ناقہ چھین کر لیجا ئیگا — جذب مجنون سا بھلا کب ساربان مین زور ہے
مردم دانا پہ دشمن کا نہین چلتا ہی زور — پیل کی آگی فقط یہ پیلبان مین زور ہے
ناتوان ایسا رہی فرقت مین اے اغراق ہون — جسقدر صاحبقران داستان مین زور ہے

جب لڑین باہم ابروی صنم | ناتوان ہی تو مگر تیری ابروی ہی

وہ ہمین ہی عشق سی لڑتی ہین چشم تہونک کر
ورنہ ناسخ اسقدر کس سہل پہ ہین وہی

خیال یار مین دل شادمان ہے | ہنین ہی غم جو منظور نہان ہے
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے | تماشا ہی تہ آتش دہوان ہے
تصور سیم تن کا دل مین ہی گنج | خیال یار کا کل پاسبان ہے
تکلم ہی فقط ہی اوس صنم کا | خدا کی طرح گویا بی دہان ہے
کرون نالی ہوئی آخر شب وصل | طلوع صبح ہی وقت اذان ہے
سراپا ہون غم فرقت سے مین زرد | مرا قد مثل شاخ زعفران ہے
نقاب اولٹی گل عارض سے اوسنی | گل خورشید کی ہی امتحان ہے
تصور ہی جو اک خورشید رو کا | کرہ دل کا مثال آسمان ہے
نکیون اوس شمع رو کی گرد ہو غلق | کہ فانوس خیالی آسمان ہے
ہما تاکہ ہی جانان کا سن پہنچا ہے | کہ نامہ ہی مرا جو استخوان ہے

ستارے جھڑتے ہیں جو کفش پا کے — زمین فیض قدم سے آسمان ہے
دہان سگ میں بھی مانند مشعل — یہ سوزان سیر اہر اک استخوان ہے
خیال زلف میں نالان جو ہے دل — بسان اژدہا آتش فشان ہے
برنگ طائر رنگ حنا ہون — کف پای حسینان آشیان ہے
غزل اک اور پڑہی اس زمین میں — کہ سب مشتاق ہم داستان ہے

ولہ

ہمارا ہر نفس اک بادبان ہے — روانہ کشتی عمر روان ہے
ابھی ہر چند وہ بت نوجوان ہے — سفید اوسکا مگر موئی میان ہے
سعط آتش گل کا دہوان ہے — کہ سینہ پر گیسوی عنبر فشان ہے
تن خاکی میں قدر اپنی نہان ہے — زمین جیسی حجاب آسمان ہے
تصور میں جو ہے اوسی عرقناک — بجای دل بغل میں عطردان ہے
دہن ہے غنچۂ گلزار فردوس — کہ اک عالم کی نظروں سے نہان ہے
کرون کیا احتیاط جسم خاکی — غبار رہ سمند عمر روان ہے

۲۷۰

تصور میں ہی ایک انگیا کی ٹہیا
یہ دل کنجشک کا اب آشیان ہے

کیا ہی اگسی جہلی کو پیدا
یہ اعجاز کف رنگین عیان ہے

زمیں واژون ہی بنا کوکب تحت
زمین اوپر ہی نیچی آسمان ہے

بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ
جگر بند امام انس و جان ہے

قیامت پائمال جلوۂ رفتار لیہی
جو اوسکا نقش پا ہی تختہ خورشید محشر ہے

نہ جاوی نامہ بر گرد سر کلیجا کا
کہ بال شوق سی نامہ ہمارا خود کبوتر ہے

قیامت کیوں نہو جسم بنا آستین قاتل
صفائی ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہے

دہن ہی چشمۂ آب بقا خط خضر ہی
پہرا جو دل مرا محروم یہ گویا سکندر ہے

کسے کی خط مشکیں کے تصور میں دو پاہون
مرا ہر پارۂ دل اشک کی یا مین عنبر ہے

نکلجاوی کا تکتی تکتی اوسکی اوہ دم آنکہ دن
غنیمت ہی جبین میری نمکدیکا قبلہ ور ہے

رہا بیتاب نالان زندگی بہر وادی غم میں
خداوندا جرس شاید مری طالع کا اختر ہے

بلائی عشق سی گون نگیونگر گور کی جابہ
برائی طفل نرسیدہ پناہ آغوش مادر ہے

اڑا جاتا ہوں اس کوچہ کو میں بے اختیارانہ   وہاں ہمنشین سمجھتا ہوں جذب یار صرصر ہے
شفا تیر یدیسی کیا ہو کی مجھہ بیمار ہجر انکو   کہ آب تیغ کی بی یار مجھکو آب خنجر ہے
لب و دندان جانانکو کہوں لعل و گہر کیونکر   صریحا ایک پانیکا ہی قطرہ ایک پتھر ہے
جلا دی کیون نہ مضمون آتش داغ جدائی کا   کہ کاغذ ہی مرا لکھتو بال سمندر ہے
بیابان نوردی میں ہی یک رو ان جلو میں اپنا   شہ اقلیم وحشت ہوں بگولا گرد لشکر ہے
نشان اوسکی قدم کی رکھی جب سی ہی تبرک ہی   یہ سمجھا میں کہ میری خاک پر پھولونکی چادر ہے
قریب آیا ہی شاید جلوہ گاہ یار اے ناسخ
فروزان پاؤن کا ہر آبلہ مانند اختر ہے

۲۷۱

جیسے ہے خار بیابان جا بجا ہی گلفشان دیکھی   زلف جانانکی عوض شام غریبان دیکھی
کہائی کیون داغ معشوقان گل رخسار نی   مدعا ہی جی بہلنی سی گلستان دیکھی
چل کی چیتونکی کمر میں کہیں طوق اپنی ہاتھہ   نرگس جادو کی جا چشم غزالان دیکھی
پہیری آنکھین مہ سی نہیں عقربکی طرف   کاکل پیچانکی بدلی مار پیچان دیکھی
تا نکلی اغیار اپنی آنکہہ میں کہٹکا کرین   آبلون میں کچھہ نون خار مغیلان دیکھی

کرتی پھرتی کیون کسی کے مصحفِ رخ پر نگاہ — صبح سے تا شام بیٹھی اس سے قرآن دیکھیے
کیجیے اب دیدۂ غول بیابان پر نگاہ — خشم آلودہ کہان تک چشمِ دربان دیکھیے
بہہ چکی ہین اپنی آنکھون سے بہت سیلاب اشک — کوہ کی چشمون کو بھی یکچند جوشان دیکھیے
کر چکی اقلیمِ وحشت مین بہت جوش و خروش — چند مدت عالمِ شہرِ خموشان دیکھیے
ہو چکین وہ عشق کی غم مین گریبان چاک کیا — اپنی غم مین گور کا چاک گریبان دیکھیے
ہی خدا شاہد ہی اپنی ای ناسخ مراد
کربلا مین روضۂ شاہِ شہیدان دیکھیے

جلوہ گاہ اوس کا ازبس کہ دل بیتاب ہے — جسکی آگی آفتاب اک کرمکِ شبتاب ہے
صحنِ گلشن کیا ہے مسلخِ قصاب ہے — ہی فراقِ یار مین مجکو چھری کی آب ہے
کیا ہوا گر ایکدم آتی نہین آنکھون کو نیند — ہے یہی طالع کو عوض اسکی ہمیشہ خواب ہے
کرتا اصبح تا رہین سب ستارے آکی نگون — سورۂ سجدہ قدِ خم گشتۂ محراب ہے
فلک ہی تعمیر کی جو اندنون ہمکو مگر — اس خرابی کی طرف پھر آمدِ سیلاب ہے
تا بکی ہسلی کشاکش کہی ہے یاد دیکھیی — ہر نفس خنجر ہی لیکن خنجر کی آب ہے

داغ ہو سر پر کلیمین طوق تیری پا مین ‏ ‏ کچھ تو ہو اسباب آخر عالم اسباب ہے
بوٹی بوٹی ناز سے جسکی پھڑکتی ہی مدام ‏ ‏ اوسکی غم سے سینہ مین ہر لخت دل بیتاب ہے
ہونگی بند آنکھین تو سمجھوگے کہ بیداری یہ ہے ‏ ‏ دیکھتے ہو کھولکر آنکھین جو تم یہ خواب ہے
رنج دیتی ہین فراق یار مین اسباب عیش ‏ ‏ چاندنی جو ہی مری برانہ کو سیلاب ہے
حسرت سیمین بدنان آج ہی لمبن خیال ‏ ‏ سلک اشک آنکھو مین مثل سبحہ سیماب ہے
ایک دم ہی یہان ترقی اور تنزل ایکدم ‏ ‏ کوزی ہین اہل جہان اور آسمان دولاب ہے
ہی برنگ گل جو ہر اک زخم اپنا خندہ زن ‏ ‏ اشک بلبل سی تری تلوار مین کیا آب ہے
اشتیاق ایسا ہی آب تیغ قاتل کا مجھے ‏ ‏ مضطرب ہر زخم مثل ماہی بی آب ہے

ایک قطرہ مین ہوا ناسخ مرا ٹکڑے جگر
بادہ گلگون فراق یار مین زہر آب ہی

خاک اوڑوا دی کیا جنگل مین سن آواز مجھے ‏ ‏ چرخ سمجھا گرد باد دامن صحرا مجھے
وصلکی شب عیش ہی یا ماہ لیکن غم ہے مجھے ‏ ‏ آفتاب حشر ہوگا صبح کا تارا مجھے
ساقیا بی یار کیا ساغر لگاؤن منہ سے مین ‏ ‏ ہر حباب بادہ ہے ہو ہو نکا تبخالا مجھے

مثل ماہی گئی کانٹی نہ بامین پیاس سے — پر نہ ہمت نی کیا منت کش دریا مجھی

زیست سے بیمیری چہانین کہ سپندونکی طرح — آسمان نی مع کرنی کی اٹہا پا مجھی

سر دہنتا ہون پکر کوئی مرہین ہو — وصل کا پایا دا گیا ہی سہم سرا مجھی

داخل خلوت سرا ہونیکی کسکو تاب ہے — دیکھکر زنجیر در کو ہوگیا سودا مجھی

ہوگیا مانند خورشید آشکارا داغ عشق — صبح سان چاک گریبان نی کیا رسوا مجھے

باندہتا ہون جبکہ مین دست حنائی یار کا — خواب مین بھی سو کہاتا ہی بیٹھا مجھے

ہجر مین مثل پلنگ اب پہاڑ کہاتا ہی پلنگ — کاٹنی کو دوڑتی ہی صورت دیبا مجھے

پوچھا ای ناسخ کچھ میری ہوا اسکا سبب

آپ مین ونزات حیران ہوا ہی کیا مجھی

نہین پہنچتی جو نالی بہی ہمصفیرونکی — قفس کیطرح ہین دل اچاک ہم اسیرونکی

سر حصول سعادت یہان ہی قایل — جو رشک بال ہما ہین پہ تیر ونکی

کری تو سلسلۂ زلف مین اگر داخل — مرید ناکث بیعت ہون سارے پیرونکی

بڑھا محیط مری جوش اشک سی ایسا — کہ اب نشان نظر آتی نہین جزیرونکی

یہ انقلاب کیا تو نے چرخ مینائے — کہ تھے جو ساغر مے کا سے ہین فقیر ونکی
جواب خط مین نہ پرزہ کبھی لکھا او نے — اور اولٹے پرزے اوڑائے ہمیں سفیرونکے
نظر کب او نکی رگ گل پہ پڑتی ہے — جو شیفتہ ہین ترے ہاتھہ کی لکیر ونکی
مجھے یہ کہتے ہین پروانہ اور آپکو شمع — مزاج گرم ہین کسدرجہ ان شریرونکی

اگر حسین ہین فقیر اوسکی بندے ہین ناسخ
نہ ہم ہین شاہونکے مشتاق نہ وزیرونکی

کوئی پروانہ ہے یا میرا دل مشتاق ہے — شمع ہے فانوس مین یا پیچہ مین ساق ہے
زلف کی مضمون سراسر ہین بیاض روئے مین — تار سنبل رشتۂ شیرازۂ اوراق ہے
وادی وحشت مین اپنی ہے جو سن خرمن — طاقت جنبش کہان اوسمین کہ مجنون قاق ہے
ایک جا ہے حسن مین عاشق کے مرگ و زندگی — زلف مشکین نا گ ہے خال سیہ تریاق ہے
گل ہے غنچہ مین نہان یوسبھی ہین مطلب دماغ — پردۂ دل مین ہے لیکن شہرۂ آفاق ہے
ایک سے ابروئے صنم نظر مسجد کی محراب ہزار — اے صنم لیکن تری محراب ابرو طاق ہے
ہتی ہین سب ہے جنون جو ایسی حیکلی لگ گئی — یہان خیال یار مین وحدت استغراق ہے

سجدے کرتی ہین ہزارون عابد و زاہد مدام
تیری ابرو ہی جو مسجد کا شکستہ طاق ہے

دور ہون لیکن بفضل حق ہین عیان سب حال یار
یہ تصور کشف ہے اعجاز ہی اشراق ہے

ہوتی ہی ہر دم شرر بار آتش رنگ حنا
یہ تری و سنگ ہنین مطرب پیر چقماق ہے

جان دی ہی جسنی تجھکو جان ہے دیکھا وہی
جو ترا خلاق ہی ناسخ وہی رزاق ہی

آئی آنکھون کی تصور مین وہ گل رخسار ہی
ہر گل بی خار جنت جسکی آگی خار ہے

ای کلیم اپنا دل اس کا طالب دیدار ہے
آفتاب حشر جسکا روزن دیوار ہے

کیون گذرتی ہی بجا کر ہمکو وہ کافر نگاہ
جسم زار اپنا نگہ پائی نگہ کو خار ہی

کہہ رہا ہی باغ مین گل زبان حال سی
مبتلا سی خار غم رہتا ہی جو زردار ہے

جوشش سودا مین کم ہونا لہو کا ہی مفید
کیا ہو ہم دیوانونکو غم عشق اگر خونخوار ہے

ایک جز طالع واژون کو افسانہ ہوا
ورنہ عالم میری نالونکی سبب بیدار ہے

ایک ہین میری دل پر داغ ہین ہر خار غم
ورنہ جو لالہ ہی باغ دہر مین بی خار ہے

رونگٹا سمجھو نہین آنکھون مین پلکین فقط
دیکھنا نرگس ہی پر خار اور گل بی خار ہے

داغ ہائی یاس ہین پہلو کی چاروں کی عوض — دل مری پہلو مین گو حسرت دیدار ہے
کہدیا تجکو خبردار ای ہما جلجامی کا — استخوان میرا غذای مرغ آتشخوار ہے
مانک سب کہتی ہین جسکو سانپ کی وہ لہر ہے — کیچلی موباف ہی اور اسکی چوٹی مار ہے
وہ بت کافر ہی گلدستہ ریاض حسن کا — رشتہ گلدستہ بالای کمر زنار ہے
زلف ہی مار اور موتی کانکی مہرہ مار ہے — کان اوسکا میری نظرون مین ہی ماران ہے
چاہئی قاتل کا خنجر زخم پر پھاہی کی جا — رنگ اوس خنجر کا مجکو مرہم زنگار ہے
کہہ نہین ہی حیثیت کی اڑادی ہی بجیان — فصل گل مین کس لیئی پہت دخترین ابکار ہے
تیر جہہ کشتہ کی پہلو سی کہینچو یار کا — بعد مردن بوسہ لینی کو لب سوفار ہے
دروسی ہوتی ہی پیدا خاک سانکی رو دوا — زخم کو جادہ کی سبزہ مرہم زنگار ہی
آتش نمرود گلشن بن گئی تہی جسطرح — یون مجہی آتشکدہ بی یار بہر گلزار ہے
دوڑتا ہی جسطرح طاوس پیچہی سانپ کے — یون دل پیداغ میرا گرد زلف یار ہے

ہی خدا کی یاد کا حیلہ فی انشا ہی راز
ای صنم ناسخ تری فرقت مین شب بیدار ہے

نہ فقط چاہ مجھی قامت دلدار کی تھی — شکل منصور زمانہ کو ہوس دار کی تھی
ہر خریدار کو تھا مرتبہ موسائے — آتش طور سی گرمی تری بازار کی تھی
جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا — صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تھی
تھا مجھی بال ہما ہر پرکاہ دیوار — چھاون جسدن سے مرے سر پہ تری دیوار کی تھی
آشنا تھا نہ کبھی پاے نگہ کانٹو سی — راہ دن دید مجھے گلشن پرخار کی تھی
چند نون گلشن رخسار ترا تھا بی خار — کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی
تھا تری نرگس سیگو سنی مانند مست — شندہ کسی نہ کو کب خانہ خمار کی تھی
چہرہ آتشکدۂ ابرو تھی سو محراب حرم — گردن اگلی تری خم کا فر دیندار کی تھی
صلحنامہ جو لکھا تیری خط مشکین نے — تھی جنگ جو کچھ میری اور اغیار کی تھی
ہو گیا سبزۂ خط اوسکو شفا کی بوٹی — اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی

تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو
لاکھہ زنجیر تری گیسوی خمدار کی تھی

داغ دل چمکا خیال عارض پرنور سی — ہو گیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے

زخمی ہوں تیغ نگاہ نرگس مخمور سے
مے ٹپکتی ہے مری ہر زخم کی انگور سے

کسکی دانتوں کی چمک کا دھیان ہی روز اندن
متصل آتی ہیں آنسو سبحۂ بلور سے

آدمی کوئی نہیں مثل سگ اصحاب کہف
ہیں سگ دنیا ہزاروں بلعم باعور سے

ہوں حسینوں کی ستم سے جاں بلب تو غم نہیں یہ ہے
ہو سقر کا طوق جنت میں بہتر حور سے

چاند کو اپنا مشابہ دیکھکر کہتی ہے لکا
ہمنے عکس آئینۂ گردوں ہی دیکھا دور سے

کب ہوا مار سیہ کی سامنے روشن چراغ
بھاگتا ہے آفتاب اپنی شب دیجور سے

دشت وحشت سے ہی آسیب صبح زندگی تا
پیرہن جلدی اوتار اپنی تن پر نور سے

فصل گل کرتی ہے پابند برنگ گل مجھے
جامۂ وحشت زیادہ ہو ذرا دستور سے

شبہہ ہو جاتا ہے تیری زلف کا شاید ہمیں
بھاگتی ہیں سانپ کو سب دیکھکر جو ہو سے

اوسمیں ہے آب بقا او اسمیں سے زہر فنا
کیا ہے ظلمت کو مثال اپنی شب دیجور سے

پیرزن نے کوہ کن کا کام آخر کردیا
زور کا کچھ بس نہیں چلتا ہے مکر و زور سے

نغمۂ مطرب سے مجلس مست ایسی ہو گئی
مے چھلک پڑتی ہے ہر دم کاسۂ طنبور سے

پاشکستہ جو ہے کرتا ہے جہاں میں سلطنت
یہ صدا آتی ہے ہر دم تربت تیمور سے

۲۷۹

وصف اب کرتا ہون اک برق تجلی کی تم بہر خامہ شاخ منگوائی ہی نخل طور سی

ولہ

آتی آتی کیون نہ اولٹے پاؤن بہار کی دور سے صبح ڈرتی ہی بہت میرے شب دیجور سے

طالب دیدار جسکا ہی وہ لا وہ تجہین ہے جلوۂ برق تجلی تہا شرار طور سے

خلق کی اعمال سے کرتی ہین ایسا انقلاب جا ہی آتش جوش پانی کا ہوا تنور سے

منعم ہو دیکی گہر کو اہل حاجت لوٹ لین مانگتا ہی کب کوئی جا کر عسل زنبور سے

وعدۂ دیدار اوسنی حشر پر رکہا تو ہے طالع خفتہ بہی ہون بیدار لیکن صور سے

باعث الفت ہے جنسیت کریز ہستی نہیں نرگس بیمار کو میرے دل رنجور سے

ہوگیا ہی مجکو سودا اک تجلی دیکھکر کہہ دو لڑکونکو بہرین دامن و سنگ طور سے

بعد مردن بہی ہی ایسا خوف قاتل کا مجہے بات کرسکتا نہین جنت مین اگر حور سے

کیون نہین آتی صدائی نالۂ مرغ سحر لیا دہلکر مرگئی میری شب دیجور سی

جسم خاکی کا ملک یا نی ہی لیکن ہی خدا اپنی ہستی کو یہ سمجہا ہی گہر مزدور سے

غور سی ٹیکہ کی سرخی کچہ نظر آتی نہین رنگ پیشانی صنم کا ملگیا سیندور سے

بانٹ لی کوئی کسی کا درد یہ ممکن نہین | بار غم دنیا مین اوٹھواتی نہین مزدور سی

شل می نا ہی پشت پست سی رنگ حنا | کم نہین اوسکی ہتھیلی ساغر بلور سی

خون ہی ہم بیکسون کا اونکی سر پروا غطا | جا ہی می سرکہ بناتی ہین جو لوگ انگور سے

دیکھتا ہون جب کلام اوسکا بہت آتا ہی یاد

انس تھا مجکو نہایت ناسخ مغفور سے

تھی محبت شعلہ ہائی عارض پر نور سے | ہو حنوط اپنا موی پیر شعر کا کافور سی

ہی محبت مجکو اوس سرو قد پر نور سے | سایہ وحشت بھی جسکا برق تجلی طور سے

کرتی ہی بجلی جو عکس عارض پر نور سے | آئینہ کیا تونی بنوایا ہی سنگ طور سی

جل گیا ہی دل مرا برق رخ پر نور سے | سینہ بر کم نہین ہی تیر مین تجلی طور سے

وہ پری ہر گشتہ گر ہو تو بھی اپنی جان تن سے | روح حاصل جس طرح ہوتی فلک پر

وہ پری رو ہون سے بر آتی ہی کا ٹیکا دیکھکر | لال ہوتی ہی زبان ناطقہ سیندور سے

نرم ہین جوبن پر مری ڈیک اسکتی نہین | موت ہی ڈرتی ہی وقت شب دیجور سے

یہ تری رفتار ہی طرز قیامت سے عیان | منہ لگا دیتا ہی اسرافیل ہم صور سے

۲۸۱

دیکھنا اے اہل عبرت انتقام آسمان | بنتی ہین جام گدا خاک سر فغفور سے
خون لاکھون بیگناہون کی ترے سر پر ہوے | اے بت سفاک تو کچھ کم نہین ہے زور سے
مثل موسی ہے مسیحا کو ید بیضا نصیب | ہاتھ لگجائے اگر تیرے تن مخمور سے

جو نظر آیا حرم مین دیر مین دیکھا وہی
ناسخ اپنی آنکھین روشن ہین جنابکے نور سے

زار انتظار خط نے کیا اسقدر مجھے | پہچانتا نہین ہے مرا نامہ بر مجھے
شاخونکی طرح سایہ کو کہتا ہے شجر | گر دیکھتا ہے صحن مین کوئی شجر مجھے
ہون وہ غمین کہ لب پہ ہنسی سے مرے آشنا | دیوار قہقہہ بھی جو آئے نظر مجھے
دلمین بتونکی سوز محبت نے گھر کیا | گویا ہے وصل سنگ مین مثل شرر مجھے
مین سر پٹک پٹک کے مرون یعنی ابکہ | دکھلا دیا قضا نے ترا سنگ در مجھے
کعبہ مین جا کے بیٹھ ہونگا مین دیکھنا | تو دیر سے نکالیگا اے بت اگر مجھے
ممکن نہین سوا اے خدا علم غیب ہے | کیونکر صنم تری نظر آئے کمر مجھے
مرجاؤن پیشتر مین اتے وصال سے | فرقت مین بیت کے ہو تمنا اگر مجھے

عندلیبو جستجو ہی عبث فائدہ ہی کیا | ایک دستہ ہین ورق ہو ورد سحر مجھے
ہی اوسکی ہاتھ مین جو چھڑی اے رقیب | کیا شاخ خشک مین نظر آئی ثمر مجھی
روشن و لو سی کہتی ہین نقش پیالہ کا | مکروہ جیسی وصل کی شب ہے سحر مجھی
تیری سنہری رنگ پہ مجکو ہی جو جنون | اطفال کرتی ہین ہدف خشت زر مجھے

ناسخ برنگ نکہت گل ہی سفر مرا
مرکب ہوا ہی دوش نسیم سحر مجھی

ابہی ہم قید مین کوچ ہو لیے محبس سی | ہوی پر بہی اوڑا شکل قمری طوق گردن سی
بہار حسن ہی ایمن خزان جور دشمن سی | چراغ گل کبہی بجہتا نہین گل باد دامن سی
خط رخسار تابان کی تصور مین جو سوتا ہون | ہوئی ہین دانہ ہا اشک حاصل کی خرمن سی
جنون مین میری پائی کو نہ تاثیر بخششی ہی | نہ اولجہا میری پا سی کبہی کانٹا کبہی دامن سی
زمین کو کر دیا رشک فلک تیری سواری نی | ہزارون ماہ نو نکلی نشان نعل توسن سی
اگر اندر گلستان ہی تو باہر گلستان سی | لگی ہی تکنی آنکہین ہر در و دیوار روزن سی
جو دی خورشید سی نسبت تجہی تیرہ باطن ہی | کہ روشن عالم دل ہی تری رخسار روشن سی

کیا ہی ... شیشہ مین جان ... / کیا ہی کل ... میری آنکھون مین ... نظر آتا ہی ... بولا و کل بی
حسرت دیدار جانان مین ... کی آرزو بھی
سامنی آیا ... سفیدی یہ سیاہی ... آنکھون سی اشکون ... نہ کہان
کیا سمنہ آتی ... دیدہ ... ضعف سی مین ناتوان ... صورت ... بھی

مین الہی ... غم ... عشق ... صورت آبرو بھی
کوئی ... مرثیہ خوان ... بھی ... بادہ بھی
... ہی میری بربادی ... بہار بھی
... گل ... رنگ ... بھی
... دندان سی ... ہی مین
... دولت ... بھی
... ساقی ... بھی
... کوچی مین ہی

۲۸۴

زبان مجھ مین میری دہن وان سخن کی شکر فی کی — کہ ہستی ہو جاتی ہین جسکی غنچی سنہ بند ہسنی
نکالون دست مین کیا چار یا ناتوانی سے — کہ میری ہاتھ کو ہوتا ہی عشہ بار ہسور شیشے
ملی وہ لب سے جب ویکھ لے اوسکی ہنسنی مین — نظر آتی لگین بیلی کی کلیان برگ سوسن سے
چمن مین گل ہی ہنستا ہی اک میری طرح تجھ پہ — ہوا ثابت یہ اس گل پیرہن بلبل کو ... سے
کشش ہی ہم اسیران پی عشق کی بیکھی — پہنچی آتی ہی بوی گل قفس کو صحن گلشن سے
ہوائی سیر مین خوش آتی ہی بہار کی ہتہی — غریبونکی ہی جیسی نمک کی جا ط مین گلخن سی
مین دینی کو حاضر ہون اوسی کو شہر آئی — جھکی ہی گردن قاتل زیادہ میری گردن سی
اچھا کیا اگر تندی مین تیر تابع فرمان — تری آواز پر مردی نکل آتی ہین مدفن سے

جنون تھا مجکو جب مین طفل وقت کا ہنستا تھا
پریزادو ہنسی ناسخ عشق ہی مجکو لگن سی

دل مرا مرگ شب فرقت مین یاسا شاد — شیون یاران مجھی شور بہار کباد
شکوہ فصل بہار دی جانان ہی نشت — شل گل سینہ مرا صد چاک نا زرا دی
رنگ ہو جاتا ہی منزل مین پہنچی ہی جمون — گو مین ہی میری دل کو نالہ فریاد

[illegible]

قدردانی جوہر سے خالی نہیں ہے دہر میں | دست گلچین سے گلو ہر یاغنچہ بیداد ہی
دور سے یار اپنی نظروں سے تصور میں پھرے | گھر تو ویران ہی ہے بگر بزم خیال آباد ہے
بندہ گیا مجکو تصور کس قد ہوونکا آج | جو بگولا ہی مری نظروں میں اک شمشاد ہے
جی نہیں بچتا نظر آتا شب فرقت میں آج | کہکشان تلوار ہی اور آسمان جلاد ہے
قصر تن کی بی ثباتی کا جو آتا ہے خیال | ہر حباب اپنی نظر میں قلعۂ فولاد ہے
شوق گلزار فنا میں میرے مرغ روح کو | چار دیوار عناصر خانۂ صیاد ہے
یہ ہمارا دل ہی یا پروانہ ہی یا فاختہ | ہی وہ قد یا شمع کافوری ہی یا شمشاد ہے
سر جھکائی ہوں تواضع سے گنہگاروں کی طرح | ہر کوئی اسپر ہے میری جان کو جلاد ہے

کیا سمجھ کر کوی مہرویان میں پھنسا جاتا ہی تو
آفت عشق گذشتہ تجکو ناسخ یاد ہی

شبیہ قامت موزون اگر ایک مصرع ہے | نہیں دیوان تصاویر حسینان کا مرقع ہے
ترا زیور جو سارا اس پری پیکر مرصع ہے | تو اسکی وصف میں بالکل کلام اپنا مرصع ہے
تری رخسار تابندہ کی مضمون کا جو مطلع ہے | بعینہ آفتاب صبح محشر کا وہ مطلع ہے

شگافِ خامہ ہے چاکِ گریبانِ سحر گویا
جو مطلع ہے مرا خورشیدِ معنی کا وہ مطلع ہے

طواف اوسکا یکبوں بارہ ہمیشہ ہے واجب
کہ رتبہ طاقِ ابرو کا کہیں کعبہ سے ارفع ہے

پُراجوشِ صفا سے عکس جو اوسپر ستاروں کا
گماں ہے ایک عالم کو کہ جسم اوسکا مرصع ہے

کروں میں کور کچھہ آتا ہے آخر ذکر جاناں کا
مری ہر بات ہے گویا وہ اک نثرِ مسجع ہے

میل ان مردوں میں ظاہر ہے دغل اہلِ دنیا کا
وگرنہ کیا سبب جو انکی وضو پر مطلع ہے

کہاں بیت الصنم میں ہے کسی کو بار ملتی ہے
وہ بیت اللہ ہے ساری جہاں پر کا جس میں مجمع ہے

غرورِ اوج دو روزہ عبث ہے تجکو اے اہلِ سفل
میں مثلِ ماہِ گردوں ہوں تو مثلِ ماہِ مقنع ہے

بھلا دیر و حرم کیا آگے تیرے آستانہ کے
صنم نامِ خدا ہندو مسلمانکا یہ مرجع ہے

مرا خامہ ہے باغِ فکر میں شجرہ رباعی کا
میری طبعِ رواں اشعار کی بحروں کا منبع ہے

اگر تقطیع شعر اوس سے کوئی پوچھے تو حیراں ہیں
یہ شیخ شہر سارے شاعروں میں جو مقطع ہے

رگڑتا ہے سر اپنا کیسے ہی آستانہ پر
سبب ہے جو اسی خورشیدِ تاباں اقرع ہے

حسینوں کی لگی رہتی ہیں آنکھیں منہ زرہ چھوٹے
بجا ہے گر اوسے کہتے غزالوں کا یہ مرتع ہے

اسیر اپنا کہوں کیونکر نہ ناسخ شاہ مرداں کو
قضا میں ہے وہ اقضی ہے شجاعوں میں اشجع ہے

۲۸۷

روشن جو عکس حسن سی جام شراب ہے
ٹھتی ہین دست ماہ مین آفتاب ہے

تاثیر گلرخونکی تصور کی دیکھنا
لخت جگر جو گل ہی تو آنسو گلاب ہے

بی یار پیتی ہی جو ہوا چاک چاک دل
ساقی یہ ہی شراب کہ خنجر کی آب ہے

حیرتسی ہی طلسم جہان دیکھکر مجھے
یارب مرا خیال ہی یا کہ خواب ہے

کانٹی جو گڑہی ہین غریبونکی دیشن
اس ظلم سی ہر ایک بیابان خراب ہے

کتنی لگی ہین زخم بلی بوسی کس قدر
قاتل سی ہمسی حشر کی دن یہ حساب ہے

ایسا جنون ہوئی کہ دریا بنا ہی دشت
زنجیر موج آبلہ پا حباب ہے

آخر وہان ہی حسن یہان نیکی نام
پیری ہی اپنی یار کا عہد شباب ہے

ہم میکشونکو غم نہین منکا محتسب
فردوس مین ہی سنتی ہین نہر شراب ہے

زلفونکو قطع کر کہ یہ مین دشمن جہان
سانپونکی قتل کرنی مین ظالم ثواب ہے

یوسف کیطرح کہینچ ہی لائینگا دیکھنا
ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہے

بس مست نی جو کی سوئی بیاں نگاہ گرم
پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہے

دو دل مین ہے غم و اندوہ کا جہان
سینہ فلک ہی داغ فراق آفتاب ہے

[illegible]

کسکو بیماری یار کی نظارہ کی ہی تاب | خورشید جسکو کہتی ہین اوسکی نقاب ہے

ہی عشق اوسکی وصل کی تاب بی سبب مجھی

ناسخ جو شوخ صاحب ام الکتاب ہی

فلک سی مین نہین خالی غم جانا نہین کبھی | کبھی زانو پہ سر اپنا کبھی گریبان نہین
ناتوان ایسی ہین ہم سایہ گلو پر جو پڑا | نکہت گل سی جنبش ہو گلستان نہین
ہی میری دل صدچاک سی نفرت اوسکو | شانہ کرتا نہین وہ زلف پریشان نہین
قافلہ گیا کہ جرس کی بھی صدا دشت سی | نہین آتی مری پرسش کو بیابان نہین
عالم آہو نکی شرار وبکا یہ ہی وہین | جسطرح اوڑتی ہین جگنو شب تار انہ
ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل ہوی بھی | لہو اپنا الگی قاتلکی نہ دامان مین
فائدہ قرب تو نکر سی تہید ستون کو | نظر آتی نہ گہر بخیہ مرجان مین
راہ پائی تری کوچہ مین جو وہ آئی | نرکہی باد صبا پاؤن گلستان
شوق قاتل کی گلی کا ہو نہ منتقال | لاشہ اپنا نہی کو رغریبان
کبھی اگر وہ کہ غبار آئی نہ پائی گھر مین | جنگ دیکھی نہ اگر سو سگ و

۳۸۸

[illegible]

جیسی پیمان وفا ہوا جاتا ہی

جون صعف اگر ... [illegible]

[illegible]

۲۸۹

یار آیا نہ نظر ساون ہا مین گریان
برق چمکی نہ مری ساتہ سی ابار مین کبہی

دن جدائی کا شبِ وصل سی تہا بہی دراز
دخل ہوتا ہی نہین خورشید کا میزان مین کبہی

سرد مہری ہی یہی شعلہ رخون کی ناسخ
گرم پہلو ہوا افصل مستان مین کبہی

دہر مین غرقِ گنہ کون مرا ثانی ہی
موجِ مے مجہکو بجای خطِ پیشانی ہی

لشکرِ مور خطِ خط ہو کہین کب شکن
ہر پری چہرہ کو دعوای سلیمانی ہی

نور کا نام شبِ تار جدائی مین نہین
جو ستارہ ہی سو اک دیدۂ قربانی ہی

چشمِ جانان سے مری جان اب آنسو مین رون
دیکہنا چشمۂ خورشید مین بہی پانی ہی

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا منہہ اپنا
مثلِ آئینہ یہان عالمِ حیرانی ہی

سوزِ غم سی نہین ہرگز دلِ بیتاب کو رنج
اک سیماب کو اورنگِ سلیمانی ہی

اسقدر رک گئی پرواز زمانہ سی تمیز
کہ ہر اک تاجِ خروس افسرِ سلطانی ہی

کامِ شمشیرِ نگہ کرتی ہی جس مقتل مین
جوہرِ تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی

کوہ زنجیر و نسی ڈہانکو عوضِ چادرِ گل
تہا مین دیوانہ مری روح بہی دیوانی ہی

کم شب سے سی شب تار نہین ہی ناسخ
اب تصوّر مین جو وہ چہرۂ نورانی ہی

پھر وحشت لامکان کا چاہیے سامان مجھے
گوشۂ زندان ہوا ہی عالم امکان مجھے

واقعی انسان ہی اشرف سا ہی مخلوقات سے
لاکھہ پریونکو بہلا دیتا ہی اک انسان مجھے

میری بستر سے جو وہ صبح شب وصل اوٹھہ گیا
صورت تصویر تو شک کر گیا بیجان مجھے

جانتا گر یہ شرارت داغ دیتا ہی صنم
سنگ سی آتی نظر کیا آتش پنہان مجھے

پاسبان سمجھا مگر مین آئی جب بے سوال
گو مین ہی خیال کعبۂ جانان مجھے

ہونٹہ اپنی پھر ون اشکو نسی جلاتا ہون مین
یاد جب آتی ہین اوسکی لب و دندان مجھے

ہوش آتا ہی جو سودا مین کرتا ہون خیال
کیا مین کاٹا ہون ملا جو دشت کا دامان مجھے

حور ہی تو اے پری پردہ گہر ترا باغ بہشت
شکل رضوان ہی بنی ہر دروازہ کا دربان مجھے

مردم دنیا مری حق مین سگ دیوانہ ہین
کاٹنی کو دوڑتی ہین صورت انسان مجھے

کیون ملامت کرتی ہین ناسخ یہ چاک جیب پر
چاک کرنا ہی ہی تو دشت کا دامان مجھے

یہ تنسی اشک چشم کی باہر نہو سکی | دریا بھری ہی ہی مژہ تر نہو سکے
حاصل ہو غیر گوشہ تجرید کیا کمال | بن سیپ قطرہ آب کا گوہر نہو سکی
باہر قدم نکالین جو ہم گہر سی کیا مجال | یہ ضعف ہی کہ آپ سی باہر نہو سکے
بہولی نہ تیرا مصحف رخسار دیکھکر | جس سی کہ ایک حرف بھی ازبر نہو سکے
تقلید سی ہوا شرف ذات کب حصول | آئینہ ساز مثل سکندر نہو سکے
کیونکر کہون مین اپنی طرف سے رجوع | جب اختیار اپنی ہی دل پر نہو سکی
رکہو کسی طرح تو سرو کار مہربان | کرتی رہو جفا ہی وفا گر نہو سکی

شامل ہو جو ناسخ سرگشتہ کا غبار
صحرا مین گردباد سی چکر نہو سکے

کو مرا تابوت یارونکو بار دوش ہے | گور تو میری لئی کہولی ہوئی آغوش ہے
کیا چمکتا ہی تن انور بدن سی پیرہن | ایک عالم کی گمان مین تیغ تمامی پوش ہے
خوب شبنم دہر مین آتش زبانی کر چلی | آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
پنجۂ خورشید کیا ہی پنجہ پا کی حضور | حسن مین خورشید سی افزون تر پاپوش ہے

ہون مین وہ بیکس ہوا کوئی نہ مجھ پر نوحہ گر — آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے
کھیل گنتا ہی فغان عاشق جانباز کو — محو ایسا کھیل مین وہ طفل بازی گوش ہے
مرگ کی سامان مہیا ہین قضا کی تیر ہی — بازہ وہ ہان تلوار پر پہلی لہو کا جوش ہے
چاند پر یہ خاک ہی یا اوسکی چہرے پر خط — بدلی مین سورج ہی یا محبوب کمل پوش ہے
عید ہی امشب چلو ملکی پئین ہم سرخ شراب — آج وہ دن ہی کہ میخانہ مین نوشا نوش ہے
ہون مین وہ بیکس ساقی اندن ہتا ہون لب بلب — طائر جان تنگ بطمی کی طرح بیہوش ہے

مثل ناسخ چاہئی بیہوش ہو پیکر شراب
اس خرابات کہن مین جو کوئی ہی ہوش ہے

شان آکی خاک یار کی سرکشی کب ہے — پیدا ہو بو تراب تو کیا بو العجب ہے
مانند دانہ خال یہ ہم خاک مین ملے — نکلا جو اوسکا سبزہ خط کیا عجب ہے
ریگ روان بنی ہی ہماری جسد کی خاک — اکدم نہ بعد مرگ بھی ہم کو طلب ہے
اس باغ مین ثبات ہی گل کو نہ خار کو — اسفل ہی جہان مین جو عالی نسب ہے
مر دی جیا گئی لب جان بخش یار ہے — بوسہ کی اشتیاق مین ہم جان بلب ہے

اتنی ناچار ملک کہاں مغتنم ہے یہی — قابو میں گر لحد کی زمین دو وجب ہے
گرگر کی شیشۂ اشک کی ٹوٹیں کئی کسقدر — ای گریہ میری دل کا سلامت حلب ہے
انسان دلمیں کہتی ہیں حسرت سی دم — تنہا عدم کو ہم چلی دنیا میں سب ہے
ہر موج بوریا رگ خواب گران ہوئے — راحت میں عمر بھر مری یہی طلب ہے
گو ہی جہان الفت میں سب زندگی بسر — گویا کہ ہم جہان میں بس ایک شب ہے

ناسخ ہر ایک ملک کے ہوتی ہی رسم
آزردہ وضع دہر سی ہم بی سبب ہے

عاشق کی سعادت ہی جو سر اوسکا ہما ہے — قاتل تری تلوار نہیں بال ہما ہے
جب وادی وحشت میں گذر اپنا ہوا ہے — ہر ایک بگولا پی تعظیم اوٹھا ہے
نادان ہیں تو ناہی کمان جنکو شفق کا — گلشن کا تری رشک سی یہ رنگ اوڑا ہے
جو دن ہی تجھی ہی یوسف اپنی نظر میں — جو رات تری ہجر میں ہی کالی بلا ہے
وہ سنگدل ایکروز ہوا صاف نہ مجھسے — کہتی ہیں غلط سنگ سی آئینہ بنا ہے
ممکن نہیں تا حشر فنا ہی غم خونخوار — گویا مری خون میں اثر آب بقا ہے

گر آ کبھی پا مال ہو اس شوق میں رفتار — گلشن میں جو ہی شاخ گل اک سرو قد آتا ہے

دعوای خدائی جو تو بھی نہ بہر دو — سوچ جو کہ رگ جاںسی بھی نزدیک خدا ہے

خالق نے یہ برخ اوسکی کف پا کو بنایا — ہوتا ہی زمانہ کو یقین رنگ حنا ہے

کرسودہ مجھ الماس تہا اونچ جھرکتا — یہ ہر دم مین زخم کو قاتل سے گلا ہی

ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو — جسدن سی مرا سر تری قدمون سی جدا ہے

عالم نظر آتا ہی تجی عشق مین بربا — عشق اسکو نہ کہئی یہ زمانہ مین وبا ہے

کہئی جو طویل اوسکو سزا وار ہی ناسخ

جس بحر مین اوس زلف کا مضمون بندھا ہو

باد کی مانند ساقی ملی اوڑا پانی مجھے — کشتی می ہوگئی تخت سلیمانی مجھی

اسقدر اے غم نہ میری آنکھونکو گھلا — کرتی ہی اکدن سنگ جانانکی مہمانی مجھی

کرتی ہی ضایع عبادت کو سیہ کاری مجھی — سجدہ مین جو حاصل نہین جز داغ پیشانی مجھی

اسقدر تو نی اوڑایا ہی مجھی باد تو مین آج — ابھی تک نسیاہی مہواکی سلیمانی مجھے

بنگیا مقیش کا تار اندہون تار نگاہ — بسکہ آتا ہی نظر وہ روی نورانی مجھے

لب ہوا ساکن کہانکی خانۂ تکین میں تیغ — رو کی کیا نقش و نگار عالم فانی مجھے
تہا میں عاشق جب غرض حسن بتان میں تہنا — سنگ میں آئینہ تہا ہی جبین حیرانی مجھے
قتل ہوتا ہون نہ مجہسے بیچ مانگی کیجئے — تاب ہی تلوار کی یہ چین پیشانی مجھے

کیا سبک روحی نے ناسخ کر دیا رتبہ بلند
بوی گل ہون ہی صبا تخت سلیمانی مجھے

تیری گلگون میں ایسے رنگین ابر بہار سے — بنا ہین غازۂ رخسار گل گرد سوار سے
ہنسی آتی ہی اوس گلکو ہمارے شکلیبائی سے — شگفتہ ہوتی ہین گل جس قدر نسیم بہار سے
فراق یار مین نفرت ہی مجکو بادہ خوار سے — کہین تر ہو نہ کردی ہم پرہیزگار سے
پس از مردن چلا ہون جی جہان بیقرار سے — مشابہ ہو گیا ہی گنبد مدفن غبار سے
تری آگی چمن ہی پانی پانی شرمساری سے — روانی مین مشابہ رنگ گل ہی خون جاری سے
گریزان وہ سہی قد کیون ہی میری اشکباری سے — کہین شمشاد بھی کرتی ہین جنبش آبشاری سے
جو دعوائی ہدایت ہی گذر عالی قلندر سے — ہوئی نقش قدم خضر بیابان خاکساری سے
فراق یار مین آئی چلا ابر بہار سے — ہر اک بوندی نہین کم مجکو بوند کی تیرباری سے

زمین پا پون کس انداز سے کہتا ہی یہ ظالم
روان ہی سیل ہمہ ہر نقش قدم تک بیقراری سے

مریض عشق ہون جب سے ہی نفرت زمانہ کو
گریزان جسطرح ہوتی ہین سب امراض ساری سے

کیا گلگشت ہی کس سرو قد نے گلشن مین شبانہ
درختونکو چمن مین کم نہین ہی کب ایسی

مربی کی نہین محتاج ہمت جنکی عالی ہے
بہلا کشت فلک ہی سبز کسکی آبیاری سے

اگر ہی آبرو انسان ہی کی شجاعت سے
برش تلوار مین ترقی ہی پیدا آبداری سے

درختو نسی نہین باغ جہان مین کم
ہری ہوجاتی مین داغ کہن باد بہاری سے

اگر ہی سنگ مین گیرا اجل وسکو بہی آتی ہے
ہوا اک قصر تن محکم محل کی پائداری سے

پسند آتا ہی گردنکو عروج کم کا اے منعم
حباب آبجو ہی کم نہین تیری عماری سے

جو اکدن وصل کی راحت ہوا اکدن ہجر فرقت کا
وہ ہین ہمدم میری جنکو تباہی ہی یاری سے

بری ہی تیری بہتر وسعت دنیا مین کاہش ہی
تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہی زخم کاری سے

ہوا ایسی پہری گلزار کی اوس گل کے آتی ہی
چراغ گل ہوئی گل جنبش باد بہاری سے

نظر آتا ہی شیشہ سر بریدہ بزم ساقی مین
شراب ارغوانی کم نہین ہے خون جاری سے

سیہ رو کیون کیا کرتا ہی ہم بستونکو ایزد
کہ اپنی چہرہ پر ملتی ہی سرخی بادہ خواری سے

[illegible]

زبان شمع سے وا نسے ہی مصرع کرم سننا مین | سر عریان ہی اس محفل مین پہر تا جد ہے

جو خونریز کی عادت رکہتی ہین فیض سے وہ تیغ مین | کہان ملتی ہی سائل کو کبہی کوڑی کٹہاری سے

دلیل اسپہری کیا جو کلم کرتا ہی نجابت کا | کہ می گردش مین ابد کم ہین نجابت جار سے

رولایا مجکو جب بیسون آیا وہ ہہی فامیت | ہوا ہی سر پیدا با عبا نکی اب بہار سے

شہادت پائے جو سودائی زلف یار مین ہمنے | ہوا نقشہ عیان بار سیہ کا خون جا تسے

تنزل مین ترقی کرتی ہی افتادگی ناسخ

کہ معراج شجر پا فی فی پایا خاکسار ی سے

جبتلک گردش ہے اوسکو کی جہانِ شمعِ پی | مثل فانوس خیالی آسمان گردش مین ہے

ہون وہ سرگشتہ کہ میری عکس کے تاثیر ہی | آئینہ آٹہون پہر گرداب سان گردش مین ہے

کیون نہ ظالم کی مدد کرتا رہی قہر فلک | تیرے شمشیر کی خاطر فسان گردش مین ہے

ہم جو یہان شب باش ہو پہرتا ہی کیا نالان عقب | خواب آسایش مین ہے ہم پاسبان گردش مین ہے

جو کہ ہین صاحب سخن اک دم نہین انکو قرار | ہی زبان بالفرض اگر سعجیان گردش مین ہے

ہون یہین دیہین مجرم اور سب کلمین مبتلا | آسمانکی طرح جام میکشان گردش مین ہے

[illegible]

تو وہ ماہِ مصر خوبی ہے کہ تیری شوق مین
مدتون سے اختر ونکا کاروان گردشمین ہے

بیقرار ایسا ہوا اوس دورِ خط کو دیکھکر
ہالۂ شعلۂ جوالہ سان گردشمین ہے

کیا ہی مضمون ہے خیر دورِ خط مشکلین یار
رات دن ہے جان خامۂ عنبر فشان گردشمین ہے

ہی طلب مین دشت دشت آوارہ مثل گردباد
بعد مردن بھی غبار عاشقان گردشمین ہے

سعی سے فارغ نہین ہے چند ہوئی اہلِ حرص
ہی دہن لبریز نعمت سے زبان گردشمین ہے

یہ نشان ہی ناسخ سرگشتہ کی دیوانے کا
آسیا کی طرح سنگِ آستان گردشمین ہے

چہرہ ہوا ہے غیرتِ گل آفتاب سے
خوشبو مین ہی زیادہ پسینا گلاب سے

اوس رو سے آتشین نے دیا ہے داغ دل
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے

ہم بوسہ مانگتی ہین وہ کچھ بولتی نہین
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے

دم مین تمام دامنِ صحرا محیط ہو
سرکی جو آستین ابھی چشمِ پُر آب سے

جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
مدت ہوئی کہ مرچکی ہین ہم حساب سے

دریای حسن گردہ پر ہو نہین ولا
پھر کیون نہ سینہ پر ہین عیان وحباب سے

خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین — کیونکر نہ نکلین خط شعاع آفتاب سے
تب تک غبار جسم سی آلودہ مین ہون — کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے
کہا جائی بل کمر جو ذرا کٹ سی ہی نہین — رشتہ کے طرح ہو کی قوی پیچ و تاب سے
کرتی ہی سیر مصحف رخ زلف مین پھنسی — دست خطا مین جا پڑی اہ صواب سے

اس حال سی شفاعت ناسخ ہو حشر مین
امید ہی جناب رسالت مآب سی

یہ جسم زار بسکہ نہاں پیرہن مین ہی — سب مجکو جانتی ہین کہ مردہ کفن مین ہی
فرقت قبول رشک کی صدمی نہین قبول — کیا آئین ہم رقیب بھی انجمن مین ہی
آتا ہی لب کو شکوہ داغ فراق کیا — جائی زبان زبانہ آتش دہن مین ہی
ہین بی نصیب صحبت جانانہ سی ہم — پروانہ بزم مین ہی تو بلبل چمن مین ہی
انکھین ہوئین سفید تری انتظار مین — ہر شب چاندنی مری بیت الحزن مین ہی
بن جائین عطر دان نکیون گوش سامعین — خوشبوی نسیم خلد سی تری سخن مین ہی
مرہم کی پٹی بنتی ہی بتی چراغ کی — سوزش ابھی تک مری داغ کہن مین ہی

سونا سکندی کیون نکهون تجکو ای پری / رنگت سنهری اوسپه خوشبو نہین ہی

دو نو نکا کرچکا ہون مین اے ناسخ امتحان

سید مین مہر ہی نہ وفا برہمن سے

لغزش اس وادی مین ہی پای خضر کو ہر گام ہے / نقش پا میرا شرابی بیخودی کا جام ہے

رتبه میری خانه ویرانی کا ایسا ہی بلند / آسمان کہتی ہین جسکو میری گہر کا بام ہے

ہو گئی صبح شب وصل اوسکی جاتی ہی سیاه / آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے

اگی وحشت شہر سی تہی اب ہی بہاسی گریز / تہا وه آغاز جنون عشق یہ انجام ہے

جان بلب ہون پر نہین صحبت کی مجکو آرزو / کیا مرض ہی عشق جسکی دوستی آرام ہے

بعد مردن کعبه مقصود کو پہنچین گے ہم / کہتی ہین جسکو کفن وه جامه احرام ہے

روز تیرا خط بنا کر قتل کرتا ہی ہمین / کیا ہماری جان کو جلاد یه حجام ہے

دیکهنا جالی کی ٹوپی سے کہین ہین اوسنے بال ہو / بلبلونکی ام تہی اب گلونکا دام ہے

دیکهتا ہی جب تب گردن نکالی ہوشی مجہے / چشم قاتل ہی کہ کوئی تلخ بادام ہے

جب مین باکام اوس سے کہتا ہون کہ جاتا ہے پاس / ہنسکے کہتا ہی ضرور اسدم مجہی کچھ کام ہے

کوچہ و بازار مین کہتی ہین مجکو دیکھکر
ہی یہی آتش زبان ناسخ اسیکا نام ہے

شق کرون سینہ کو تا داغ نمایان ہووے — ایسی خورشید سی صبح شب ہجران ہووے
راز کا چاہئی عاشق کو چھپانا ایسا — دل مین ہو ذکر صنم ہاتہہ مین قرآن ہووے
گر کوئی لعل لب یار کی تعریف کرے — نام اوسکا وہین یاقوت قرنخان ہووے
کعبہ سی قبلہ نما کا نہین پہرتا کبھی منہہ — کاش اس مرغ کی تقلید مین انسان ہووے
کیون نہ دیوار وطن سی ٹکراتی پہری کو نسیم — اس روش سی جو تو گلشن مین خرامان ہووے
سرخرو گل کی روش ہو نہین دیوانون مین — پاؤن مین خار نہ چبہین چاک گریبان ہووے
لب سی دلمین تمنا ہی کہ تو قتل کری — ہاتہہ مین میری ترا گوشۂ دامان ہووے

آمد مہدی و عیسی ہی قریب اے ناسخ
کہدی اب قوم نصارا کو مسلمان ہووے

گر تری تاب کمر کرتی ہی بیتاب مجھے — خواب آلودہ نگہ کہتی ہی بیخواب مجھے
مست ہون بادۂ عشقی کی نہین شرابی — ہاتہہ سی اپنی جو تو دی قدح ناب مجھے

کوئی ایسا نہیں دنیا میں ہو اہل نصیب
روز پروانہ ملا ہی شب بیخواب مجھے

چشم جاناں ہی تصور میں کہ نوکیلی لی
عوض آنکھونکی خدا نی دی تلاب مجھے

بعد مردن بھی رہائی نہیں ممکن سے
ہو گیا چاہ ذقن حلقۂ گرداب مجھے

سجدہ میں کرتی لگا جا کے ابرو تیری
کسی مسجد کی نظر آئی جو محراب مجھے

ساتھہ خیمہ بھی نہیں جاتی ہی تن سے حباب
چھوڑ جاتا ہی نہیں اپنا سب اسباب مجھے

زلف جاناں کی یہ سو میں ہیں آوارہ
حلقۂ یار رہا حلقۂ احباب مجھے

شمع سان محفل عالم میں ہوں شب بیدار
تار رونیکا ملا جای رگ خواب مجھے

جوش گریہ سی بھی نہ ہوا نہیں گلی تک پانی
دوسرا طوق ہوا حلقۂ گرداب مجھے

واعظا غم نہیں دوزخ کی گرفتاری کا
بیقراری نی دیا عالم سیماب مجھے

پیاس میں یاد جو شبیر کی آئی ناسخ
گھونٹ کیونکر نہ لہو کی ہو دم آب مجھے

کچھ عدم کا بھی خیال اہل جہان چاہیے
گو عزیز مصر ہی پر یاد کنعان چاہیے

کوچۂ دلدار کی حسرت میں فی الجملہ کی بسی
پاؤنکو آبلہ کی چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہی ناقۂ لیلی کی چال — صور اسرافیل جلاجل ہی حدی خوان چاہیے
چاک کرتا ہون جو حشمتین گریبان شب تیغ — اک یہ برو غیرت خورشید تابان چاہیے
غل میری زنجیر کا پہنچا تو وہ کہنی لگا — خانۂ زنجیر کو بہی اب نگہبان چاہیے
میری غم مین روکی عالم کو کریگا ابر قتل — اشک کیسی ناوک مژگان کی پیکان چاہیے
ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھے کہتی ہی لو — گوشۂ زندان ہی جلی بی بستان چاہیے
استلام سنگ اسود سی ہمین کیا زاہدا — بوسۂ خال تہ ابروی جانان چاہیے
دمبدم کہتی ہی میری کشتی عمر روان — مجکو آب خنجر قاتل کا طوفان چاہیے
اگیا پیری مین اوسکی بوسۂ لب کا خیال — ہو تہہ کا نون کس طرح تشنی کو ان چاہیے
پنجۂ خورشید کو کافی ہی اک جیب سحر — روز یہان سہت جنونکو گریبان چاہیے
حسرت نظارۂ زلف پریشان لیمین ہے — بہر تسکین دل رہین کچہہ نا پریشان چاہیے
عمر گذری قتل کی روتی ہنستی لبوں آجبین — میری منہہ پر کوئی قاتل زخم خندان چاہیے
دردہر کانکی زبانسی ہین جانانکی وصف — اشک خونکی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے
سنگ ریزی لیجیون جن جنکی ہر کوہ کان — عاریت ای کوہ مجہہ وحشی کو دامان چاہیے

۳۰۴

روح سعدی ہو گئی ہے غنچی کی شی سی باغ باغ — آج پژمردہ کی لی اوسکو گلستان چاہیے

طالب ناموس ہین بھلا کیا اسنی کام

مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ مردان چاہیے

ظلم جو کرتا ہی تو ڈرتا نہیں انجام سے — رو سیہ ہوتا ہی اکدن خط عنبر فام سے

شوق کہہ دیوانوں کو بالانشینی کا نہیں — کیا تعلق خانہ زنجیر کو ہی بام سے

کل شب فرقت سے ہوتی تھی کہ صبح تو سہی — وصل ہی خورشید ہوگا آج طالع شام سے

ہی ازل کی دور سی ہم بہار بزم عیش — لی ہی مینائی فلک نی گردش اپنی جام سے

گیا شب فرقت کی صبح تو نہیں ہی بے صبح — مر گیا ہی جو کوئی سوتا ہی وہ آرام سے

صید لاغر ہون مگر تکبیر پہنچا و مجھے — مرغ روح آزاد ہو جائی گی گو نکلی دام سے

گرچہ پیغام مسیحا ہی پیغمبر نہین — جان مین جان آگئی وصل کی پیغام سے

اوسکی ہم عاشق ہین جو باتین خوشامد کی کری

صاحب غیرت کو ناسخ کام کیا دشنام سے

اے شیخ و گبر سبحہ و زنار توڑ دے — پر دل کسی بشر کا نہ زنہار توڑیے

دیر مغاں کو حسن ہی کعبہ بنادے | بت نشۂ شراب میں گر چار توڑ دے
چہرہ پہ خط ہوا ہی برنگ سپر سیاہ | بس اب تو ابروے ناز کی تلوار توڑ دے
برسوں ہی ہاتھ ان سے ہم نے تبھی ہی ہیں ہم | اک عمر ہو گئی کا بھی اب تار توڑ دے
آیا ہے صیام علی الرغم محتسب | روزے ہی شراب سے سر بازار توڑ دے
ہم حبشیوں کی ہاتھ پہ ملکوں کا نستی ہی اب | ہاتھوں سے ہی کلوں کی عوض خار توڑ دے
ہی کسکو فہم زمزمہ ہائے صریر کا | بس عندلیب کلک کی منقار توڑ دے
یاروں کی ہمسری کی شکنی ہو سکی کہاں | یہاں پاس ہی خاطر اغیار توڑ دے
خرمہرہ سی ہی کو ہر مضموں کی کم ہی قدر | وہ وقت ہی کہ کلک گہربار توڑ دے
ہم چور چشم یار سے دم مارتی نہیں | یعنی روا ہی کب دل بیمار توڑ دے
یہاں درد سر خمار سے ہی ہاتھ ان کا ہی | ٹکرا کی سر کو اب در خمار توڑ دے
ٹکراؤں ہاں جو سر تو وہ کہتا ہی کیا مجھی | صاحب مجھ غریب کی دیوار توڑ دے
دم توڑتا ہی فرقت جاناں میں اپنا کام | کچھ کوہکن نہیں ہیں جو کہسار توڑ دے
ناسخ بقول افصح ہندوستاں کہے | زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑ دے

۳۰۵

روز مرگ آرزو ہی تا بکی غم کیجیے ‏ ‏ تا کجا دستِ دعا کو وقفِ ماتم کیجیے

حسنِ گندم گون پہ ہی یہ خانہ برباد بجا ‏ ‏ ابن آدم ہین نکیون تقلیدِ آدم کیجیے

یہان چراغِ زندگی روشن ہی صبحِ داغ سے ‏ ‏ امتحان کو پہلی عیسی شمع پر دم کیجیے

جو بجھیلو ہنسی ملا وہ قابلِ ایثار ہے ‏ ‏ داغِ حسرت کو چراغِ گورِ حاتم کیجیے

میکدہ مین دیکھیٔ چلکر طلسماتِ جہان ‏ ‏ موجِ مے کو آج خطِ ساغرِ جم کیجیے

نام رہ جاتا ہی دنیا مین قوی اصنع سی ‏ ‏ اپنی قامت کو خمیدہ مثلِ خاتم کیجیے

ہر طرف مصروف ہین زاہد نمازِ صبح مین ‏ ‏ گردنِ مینا کو بہی لازم ہی اب خم کیجیے

زہد و استغنا و حلم و صبر ہین چارون وزیر ‏ ‏ انتظامِ ملکِ ابراہیم ادہم کیجیے

جذبۂ معشوق سی افتادگی ہی بال و پر ‏ ‏ کیون نہ حسرت کی نگاہین صبح کی شبنم کیجیے

دوستی وہ ہی نہو جسمین غرض کا شائبہ ‏ ‏ روز روشن مین چراغِ مردہ کا غم کیجیے

چاک دل کی بند کرنی کا تو ہی شوق آپکو ‏ ‏ سینہ چاکو نکلی لیئی ہی فکرِ مرہم کیجیے

ہوتی ہی کوتاہ شب آتی ہی جب فصلِ بہار ‏ ‏ ہی بہارِ سبزہ خطِ زلف کو کم کیجیے

حال نالۂ صبح کی پیشانی سی کیا نسبت اوسے ‏ ‏ آپ اپنی زلف کو کتنا ہی برہم کیجیے

ایکدل محبوب ہے جسکی لاکہہ جا تدبیر ہی — جس پہ یکی انکہہ ہی ایک حلقۂ زنجیر ہی
مارتی ہین جلّے افاقہ مست کو ہوتا ہی جب — یعنی اوسکی ہوشمین آنی کی یہ تقریر ہے
عاشقونکیطرح تو اوسکو مٹا دی سو بجبر — یہ خطِ رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے
کوچہ ہای زخم دل تیری تجلّی گاہ مین — داغ جو سینہ مین ہی وہ مین تیری تصویر ہے
شاخ گل ہی قد و قامت برگ گل رخسار یار — خندۂ گل جنبش لب وہ ہی گل تقریر ہے
ہوگئی ہین انتظار یار مین آنکہین سفید — سادہ کاغذ مین حقیقت نامۂ تحریر ہی
کوئی کچہہ کہتا ہی بنا مین کوئی کہتا ہی کچہہ — معنی اشعار مہمل خواب کی تعبیر ہی
ابروی جانا نمین او کعبہ مین ظاہر ہی فرق — یہ خدا کی ہی بنا بندہ کی وہ تعمیر ہی
جسم ایسا ہوگیا لاغر ہمارا اندنون — طوق کی بدلی گلیمین حلقۂ زنجیر ہی
اپکو جو دور کہینچی بے حقیقت ہی ولا — دیکہہ لی سوئی فلک قوس قزح بی تیر ہے
ہاتہہ سی اوس قاتل عالم کی کیونکر کوئی بچے — جسکا ناخن بریدہ غیرت شمشیر ہی
ہو نہین ایسا کوہ کن جسکا فلک ہی بیستون — کہکشان کہتی ہین جسکو میری جوئی شیر ہے
زیر او ن شہر کا نکو جز ابرو نکوئی کرسکا — برچہیون پر آئی جو غالب ہی شمشیر ہے

۳۰۸

خط و یان نکلا دل بیتاب کو آیا قرار — پارہ کیون قایم نہو بوٹی ہی باتاثیر ہے
سانس لے سکتا تہا وہ مجہہ ناتوان بہی نہین — کیون نہ سب مجہکو کہین مجنون کی تصویر ہے

ناتوانی وہ مری پوچہی تو کہیو قاصدا
یہ ترا سوی کمر ناسخ کی بس تصویر ہے

نہ چہٹی بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے — یارب آباد نہو روضۂ رضوان ہمسے
ایسی سودا ہوئی ملنی سی پریزادونکی — ہے تو حسن نظر آتی ہین سب انسان ہمسے
ہی مثل سچ کبہی کام آتا ہی کہوٹا پیسا — صنم دیر ہوئی طالب ایمان ہمسے
غم فرقت مین ہوئی سوکہہ کی کانٹا ایسے — اپنی دامن کو بچاتی ہین بیابان ہمسے
کانٹا ہی وہ دلا پیاسی ہر دم ہمکو — عشق کہتا ہی سگ کوچۂ جانان ہمسے
بت ہستی کو جو توڑین تو خدا آئی نظر — آتش سنگ کی صورت وہ ہی پنہان ہمسے
اس لئی تعزیہ خانو نسی ہی کا ذکر گزر — گمشتاہ مین بہت سر چراغان ہمسے
لفظ رنگین ہین مین معنی ہین پنہان — ہوسکا بس ہی وصف لب دندان ہمسے
ضعف سے طاقت رفتار ہی کہوی ناسخ — اٹہ سکی کب لکا یار کا دربان ہمسے

۳۰۹

عشق بلبل ہی جہان خار وہان کی کار ہے | گلشن تصویر کو کب باغبان کی کار ہے
ہی طلب سی مُن نالائقی لعل یار کو | خانۂ زنجیر کو بہی پاسبان کی کار ہے
آشنائی فقر پہلی کرتی ہین ترک ہوا | کشتی درویش کو کب بادبان کی کار ہے
کر رہا ہی خانقہ تعمیر جواب شیخ شہر | کیا او سی ایمان فروشی کو دکان کی کار ہے
لی چلی بنا سی مجہہ آتش نفس کو قضا | باغ جنت کو مگر باد خزان کی کار ہے
ہی بجا تعمیر کرتا ہی جو وہ قصر بلند | ہی سر اپنا چاند او سکو آسمان کی کار ہے
شکر تیغ یار سے جد ہیئت کا عرصہ ہی تنگ | پہر وہان خم مین مجکو زبان کی کار ہے
شمع سان جلتا ہی جسم سستی مرا ہر استخوان | کیا سگ جانان کو بی استخوان کی کار ہے
کام کیا مجکو بہر وہ بستی گردش افلاک کو | واقعی کیا تیغ جو مین کو فسان کی کار ہے
حسن کی عالم مین کچہ اسباب کی حاجت نہین | چشم گویا ہی صنم کو کیا زبان کی کار ہے
عذر ہی مجکو جو مجہ سی بات وہ کرتا نہین | دل مین باتین بہت سی ہین یہان کی کار ہے
کونسا جانا اسیری عشق مین نالان نہین | پہر بالا بلبلو نکو ہی [illegible] کار ہے
باغ عالم مین نہین ہی جی لی جا کر گل | یہان سوا اشکو نکی کیا بر دان کی کار ہے

ہی لب دلدار کو قلیان کشی کی آرزو — آتش یاقوت لبکو گویا دہوان کا رہی

ہی ارادہ بیٹھہ رہئی جا کی کوئی یار مین

جیتی جی ناسخ مجھی سیر جنان کا رہی

نہ تیہر ونسی فقط داماں طفلان ہو گئی خالی — مری سر پر تو کہسار دلکی داماں ہو گئی خالی

مری نس خون کی وہ تدبیرسی ای کدم نہین غافل — ستکائی مشک نافی کر نمکدان ہو گئی خالی

مری دیوانگی کا اندنون ہی شوخ گلشن مین — سعلم رنگ کی تہنا دبستان ہو گئی خالی

ترا وہ کوچہ گلشن ہی کہ اسکی شوق مین بلبل — جہا مین غنچہ لبونسی گلستان ہو گئی خالی

عبث ان تکا فلونکو اتدن فلک عمارت سی — کرین عبرت کہ کیا کیا قصر ایوان ہو گئی خالی

ہزارون بیگناہونکا لہو خون کہ نہین سیوا — ہوا قاتل کو غم اسکا کہ زندان ہو گئی خالی

صدف کیطرح سب ہنسی کہو لا تشنہ کامی — برسکر جبکہ ساری بر نیسان ہو گئی خالی

جلائی ٹہوکر ونسی اسقدر مری کہ اک روز دو — تری اعجاز سی شہر خموشان ہو گئی خالی

قلم اتنی ہوئی درسودہ خط شوق لکہتی ہی — کہ کلکونسی نیستانکی نیستان ہو گئی خالی

سیر کی لونے کی صحرا مین جبکہ ہم شعلہ — وہین شیرونسی ای ناسخ نیستان ہو گئی خالی

۳۱۱

کیون ہوگیا دوچار مین اوس شہسوار سے | جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے
نخلِ رسیدہ ہون مجھی کیا برگ و بار سے | شاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے
چشمی روان ہے ہر مژہٴ اشکبار سے | رتبہ مین کاہ کم نہین یہان کوہسار سے
آتی ہی بوی گل مین دلِ داغدار سے | آج ای نسیم آتی ہی کیا کوی یار سے
برپا ہوا ہی حشر جو رفتار یار سے | روشن ہی آفتاب قیامت عذار سے
محو خیال عارض تابان ہون اسقدر | آئینہ آفتاب ہو میری غبار سے
منہہ کہولتا ہون مین کہ پلادی کوئی شراب | ہردم حبابیان نہین لیتا خمار سے
عریانی مین ہی چادرِ آب اپنی جسم پر | سیکہی ہین طرز رونیکی ہم آبشار سے
ہر ایک کی صدای قدم سنتی ہی دل | بہتر ہی ہمکو یاس تری انتظار سے
یون روسیاہ عشق سے ہوتی ہین مرد | بارود جیسی بنتی ہی شعلہ شرار سے
مچہلی کی طرح داغ ہی جزو بدن نہین | تلوونکو بہی ہی ربط بیابان خار سے
موباہی تابدار مین اک موی تابدار | کیونکر نہ اولجہی ہی لف یار سے
کہلوائی فصد یار نی مین قتل ہوگیا | کم تہی لہو کی دہار نہ خنجر کی دہار سے

مٹی مری عزیز ہوئی یار جی خاک کو　　کیا گور نی بغل مین لیا مجکو پیار سی

اوس کا گلی مین تکتی ہی میرا رنگ اوڑ گیا　　آئی خزان یہ میری چمن مین بہار سی

وہ کان تک تو پہونچی ہی ان کی تک سبا　　آنسو زیادہ ہین گہر آبدار سے

ہی ساتھ ہی آتش غم بعد مرگ ہی　　دامن صبا بچاتی ہی میری غبار سے

نقش وجود محو ہوا اشک نقش پا　　نکلی بعد مرگ بھی ہم کوی یار سے

جلتی ہین سوز غم سی مری استخوان بجو　　پروانہ کیا جلا کوئی شمع مزار سے

ای چشم تر تصور ابروی یار باندہ　　قوس قزح نمود ہو ابر بہار سے

دست تہی مین سوختنی ہی یہ آسمان　　کیونکر نہ نکلی آتش حسرت چنار سے

ناسخ یہ وہ غزل ہی کہ جن اکستی ہی
بس عود آلقن کو پہاڑ کی نکلی مزار سے

ہم صفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے　　طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے

بیشہ سبزہ کی ہوتی ہی نمو بالا ہی جاہ　　ہی بجا خط کا زنخدان سی اگر آغاز ہی

ہین روانہ کوچۂ قاتل سی عالم گوشتا لی　　بسملون کی پھڑکنیون مین رنگ کی آواز ہی

آسمان پر دل فرشتونکی ملی جاتی ہین آج | یہ زمین پر پاؤن کہنی کا نیا انداز ہے
کچہ رقیبونکی عداوت سی نہین ہی شبہ مجھے | نالہ برق انداز ہی اور آہ تیر انداز ہے
دم نکلتا ہی مرا ہر عاشق و معشوق پر | گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری آواز ہے
فصل گل ہی چار دن ایام توبہ مین مدام | عمر بہر اس میکشو باب اجابت باز ہے
ساتہہ ہی داغ جنونکی مرہم زنگار ہی | یہان ہی آغاز جنون وہان سپر کا آغاز ہے
جسکو آنکہون نی کبہی دیکہا نہ کانون نی سنا | ہی دہان تنگ اوسکا اور ایسا راز ہے
ابر ہی اوس ابر رحمت کی سواری کا غبار | رعد ہی اوسکی جلو مین ایک قدر انداز ہے
کر گیا ہی کون صیاد آج گلگشت چمن | دیدۂ بلبل مین ہر گل چشم شہباز ہے
سنتی ہی سطر بجانی لگتی ہین جو تالیان | نعرۂ صوفی ہی گویا چنگ کی آواز ہے
شرمگین آنکہین ہزارون ملگئی پیغام مین | جو زبان ہی خار کی صحرا مین آواز ہے

چونک اوٹہی خواب لحد سی سنکی سودا یہ غزل
شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہے

شعر لکہنی مین جو یاد اوسکا خرام ناز ہے | کلک مین جاری صریر آب صرصر کی آواز ہے

نو افشان اسقدر اوسکا خرام ناز ہے — چادر مہتاب گویا فرش پا انداز ہے

بات جو میری مسیحا کی ہی یک اعجاز ہے — جان آجاتی ہے تن بیجان مین وہ آواز ہے

جوشش سودا مین بھی پوشیدہ اپنا راز ہے — مثل زلف یار یہان زنجیر کی آواز ہے

اوس سہی قد کو خرامان دیکھکر کہتی ہی خلق — سرو چلتا ہی یہ دیکھو حسن کا اعجاز ہے

چھوٹ کر اوڑ جائیگا اب کیونکر کہ دست ناز مین — طایر رنگ حنا کو چنگل شہباز ہے

کر دیا تھا جسطرح موسی نی پانی کو لہو — خون ہوئی ہی می یہ بیمار کا اعجاز ہے

زاہدا کیا ڈہونڈہتا پہرتا ہی کعبہ کی کلید — آدر میخانہ مثل باب توبہ باز ہے

جب لگا دی لی کہ غم نی قفس خوشحالی کیا — یہ دل پر داغ کیا طاؤس آتش باز ہے

سوچ ہی جیسی کبوتر لیگیا ہی خط شوق — کوئی جانان مین رقیب اپنا کبوتر باز ہے

مثل صحرا انتظار سیل غم مین رات دن — چار جانب سی در ویرانۂ دل باز ہے

لکہتی ہی اوڑتی ہین اطراف جہان مین اسیر — طایر معنی کو کاغذ شہپر پرواز ہے

اوڑ چلا کیا باب تیری سامنی رنگ چمن — گل کو بھی ہر برگ گل اک شہپر پرواز ہے

جلوۂ معشوق کی باعث مین عاشق کی پے — آتش گل بلبلونکا شعلۂ آواز ہے

دیکھہ آنکھوں‌سی اوٹھاکر پردۂ تارِ نظر   گر صدا ہی نغمہ ہی عشوق عاشق سازہی

اوٹھہ گئی جب‌سی دوئی نالۂ سحر کو کہتا ہون ہی

آپ ہی شاہد ہی آپی رندِ شاہد بازہی

۳۱۵

جسم کو جی ہی گران سینہ کو ہی دل بہار   ہی وہ درپیش مجھی عشق کی منزل بہار

اہلِ غفلت کا ہی ہر جزو بدن تکیہ ہمین   ہاتھہ ہی خواہمین ہی سینہ کو دل غل بہار

جو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا   اوس پری رو کی گلی سچ‌بین مین حائل بہار

یہ درائی دلِ نالان سی صدا آتی ہی   ناقۂ روح کو ہی جسم کا محمل بہار

سر کی جز بیچۂ خورشید قیامت نہ کبھی   کیا مری رات ہی پی جو شمائل بہار

ای دلِ زار نہ ڈر کو غمِ عشق سی تو   کہ او آخر ہی سبک اور اوائل بہار

سحر پیدا جو تری چاہ زنخدان سی ہوئی   رکھدیا سنگ دہی چہ بابل بہار

سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سی   عارضِ نازکِ جانان کو ہوا تل بہار

باوقارونکی ہی صحبت مین سبک ہونی کو   ہوسکی کوہ کرانکا نہ کبھی تل بہار

قید غفلت مین بہلا قطع ہو کیا راہ طلب   پاؤن مین خواب گرانکی ہی سلاسل بہار

پیچ ہی گیسوی جانان کو سمجھو ہم دلسی — شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بہار

بار غم ہجر محبت کی شناور کو نہین — دہاری مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بہار

ہی گران آج مری ماہ کو گرمی نقاب — کیا ہی تجہہ پی رات ابھی کامل بہار

نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش مین گل — ہو گئی نالوسنی آواز عنادل بہار

خفت اسد جہ اوٹہائی ہی سیہ کار — کہ مری جسم سی ہی دانہ فلفل بہار

گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران
لاکھہ پر تو بھی ہی یہ شاعر کامل بہار

مائل ہوی سجدہ یہ تیری حضور ہے — سر سبز اور نہ یار بہت پر غرور ہے

ہی فرق اوسکی صورت و سیرت مین سقدر — باطن مین ہے وہ نار جو ظاہر مین نور ہے

مجکو تو یار سی ہی ہم آغوشی کا خیال — وا ہیری اشتیاق مین آغوش گور ہی

آیا ہی رزق ہاتہہ فلک سی یہی مجھے — ہی داغ نان سینہ سوزان تنور ہے

کمخاب کی قبا ہی مرا جسم داغدار — سرما مین ہوی سر ہی کلاہ سمور ہے

چشم خیال مین ہی نہان و بیان یار — ان روزون علم غیب مجکو عبور ہے

خورشید کی تلاش ہی نصف النہار مین   وہ ہی حضور تو ہی ولا بی حضور ہے
ٹھوکر لگا کی چلتی ہین جس کبو پلکو کو   کس بادشاہ کا یہ سر پرغرور ہے
ہی بیت ہی مین معنی بیت خیال ہند   نزدیک ہی بہت جسی سمجہین ہین دور ہے
دیگا غم فراق مجہی بعد وصل یار   ای آسمان یہ ہی ترا ایک زور ہے
معشوق سی ہی دل کی عوض طالب وفا
ناسخ بہی عاشقون مین عجب باشعور ہے

وله

کر گیا ہی مری آغوش کو جانان خالی   اس مہینہ کو بجا کہتی ہین مینان خالی
بار ہا ہو گئی لالہ سی بیابان خالی   نہ کبہی داغ سی پایا دل نالان خالی
باغ مین سنکی مری زمزمہ پردازی کو   آشیان کر گئی مرغان خوش الحان خالی
ہو گیا وصل مین لبریز مرا ساغر عمر   شیشہ می نہوا تہا ابہی جیدان خالی
یہ لگی چاٹ مری خون کی سب کی ہوئی   ہو گئی کتنی ہی قاتل کی نمکدان خالی
جان سی پہلی چلا مال مرا بیہین   کر چلی درج دہن کو در دندان خالی
صاف ہون خاک کدورت سی الہی صحرا   کس طرح ریگ روان سی ہو بیابان خالی

ایک چھوٹا تو ملی وسعت قیدِ حیات | کبھی ہوتا نہیں یہ خانۂ زندان خالی
کسقدر تشنۂ دیدار ہوئی ہین سیراب | نظر آتا ہی ترا چاہِ زنخدان خالی
دیکھہ سکتا نہیں کانٹی کی زبان تک شبنم | کیون نہو چشمۂ خورشید درخشان خالی
مین ہون کیا جو دلا خاک نشین ہون ضعیف | کر دیا موت نی اورنگ سلیمان خالی
روحین جنت کو گئین جسم سے نکلی پہلے | دفن ہوتی ہی ہوا گنج شہیدان خالی
لعلِ لب کا کی نکلتی ہی ہوا ہی بی آب | خضر آیا تو ہوا چشمۂ حیوان خالی
قابلِ گوہرِ مقصود نہیں تنگیِ طبع | عین دریا مین ہی پنجۂ مرجان خالی
کون وہ تو ہین خدا جانی خدا کو ہو پسند | کفر بھی چاہیی لازم نہیں ایمان خالی
خانۂ عاریتی مین جو درم بھرتی ہین | عقل سی مجکو نظر آئی وہ انسان خالی
ہوئی میری سرِ شوریدہ پہ آفت نازل | آج لڑکون کی نظر آتی ہین دامان خالی
میری آغوش سی تا صبح شبِ وصل چلا | رہ گیا ہالہ مرا ہی سہ تابان خالی

یہ غبار انکو ہی ناسخ نہ ملا ایک گھڑی
صورتِ شیشۂ ساعت دلِ یاران خالی

اہل فنا کی ساتھ جو ہی سرفراز ہی | مُردو بنہ بی سجود ہمیشہ نماز ہے
گرتا ہی سر کی بہل وہی جی سرفراز ہی | واللہ گواہ دعوی صادق نماز ہے
یہ مشت خاک تیری جلوی کی نیاز ہی | کرای سمند ناز ہی ترک و تاز ہے
زندان خیال یار مین عشرت سرا ہوا | نالہ میرا غنا ہی تو زنجیر ساز ہے
مجہہ ناتوان سی گیسوی جانان گریز ہی | وہ مور ہون کہ مار کو بہی احتراز ہی
کیونکر نہو گریز زمرد سی سانپ کو | آغاز خط ہی رخصت زلف دراز ہے
دیکہی جہان عشق مین اولٹی ہر ایک رسم | محمود جو ہی غلام تو صاحب ایاز ہے
لالہ کو ربط داغ سی ہی گل کو خار سی | دنیا مین جو حسین ہے بی امتیاز ہے
ہی آہ سرد عشق بنا گوش یار مین | ہر دم نسیم صبح کو یہان اہتزاز ہے
تار نفس ہی مائی پنبہ و راسندہا ہوا | صعوہ ہی مرغ روح اجل شاہباز ہے
کہلتی نہین ہی آنکہہ حبیب تک شکار سی | صوفی مراقبہ مین ہر اک شاہباز ہے
حیرت سی ہی طلسم جہان دیکہکر مجہی | شیشی پہ جسکی ہین وہ کہان شیشہ باز ہے
زنہار اختیار نہین صلح و جنگ مین | عالم تمام بازی شطرنج باز ہے

٣١٩

جب تک طلوع مشرق حم سے ہو آفتاب | ای می کشو یقین ہی پر تو یہ بار ہے
ہیں داغ تا ان کرم تو آنسو ہیں ابر سبز | آسودۂ معاش دل عشق باز ہے
آتا ہے رحم کافر و مومن کی حال پر | بت محو ناز ہے تو خدا بے نیاز ہے
روشن ہوا یہ محفل عالم میں شمع سے | پروانے سر نشین جبین و سر فراز ہے
ممکن نہیں ہے پی می معشوق زندگی | واشغال اب انتظار میں سجدہ جواز ہے
ہر عضو او سکی عضو کی سہی ہی منعکس | حیران بزم یار میں آئینہ ساز ہے
سب شب لقوتیہ حسن کی دولت کو ہی شرف | محمود بادشاہ غلام ایاز ہے
جیتی ہیں ظلمت شب فرقت کو کر کی طے | کچھ خضر سے بھی عمر ہماری دراز ہے
نام خدا لیا جو نکیرین کی حضور | مر کر بھی ای صنم مجھے اخفای راز ہے

دعوی کی ساتھ شرب ولیلطا ہیں شرع گواہ
ناسخ ازل سے بندۂ شاہ حجاز ہے

فریب غیر نے مجکو نکالا کوے جاناں سے | کیا ابلیس نے آدم کو باہر باغ رضواں سے
مہی ل دو رخط میں گیا لب جان بخش جاناں سے | ملی ظلمت تو کیا ہم ہاتھ دھو بیٹھے آب حیواں سے

ہیں وہ مجنوں ہم کہ پابند وفا جو قید الفت میں
نکلے باہر نہ کبھی رخنۂ دیوار زنداں سے

نظر جب پڑی آتا ہے یہ کہتا ہے عشق اپنا
بلند اسد ہم ہوئے پرواز سے تخت سلیماں سے

پھرا اگر لگتی ہے ہمیں یکسوں عالم گریزاں ہے
ہمارا جسم عریاں کم نہیں شمشیر عریاں سے

گنہگاروں کی تن سے ضبط سے ہم نکلتا ہے
نکلنا یوں ہوا مشکل ہمارا کوئے جاناں سے

جو اعلی ہے سو اعلی ہے جو ادنی ہے سو ادنی ہے
نہیں کچھ قدر سایہ کے بڑا گو قد انساں سے

سریع السیر ہوں ایسا میں راہ خاکساری میں
کہ آگے بڑھ گیا ہوں سیکڑوں ریگ بیاباں سے

ہوئی ہے چاک کیوں آتی ہے فصل بہار
قبائے گل کسی کی بھی ہوئی تار گریباں سے

کسی کا کب کوئی دے ریسہ میں ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

گرا دیتے اگر اخوان یوسف چاہ میں کو
نکلنا تھا بہت مشکل تہ چاہ زنخداں سے

کرے پڑتی میں سوائے ہزاروں رات پھر پھر
تشابہ ہے تن پر داغ کو سرو چراغاں سے

بسان ساحل دریا ہو مشکل چھوٹنا ناسح
لپٹ جاوں اگر میں کھول کر گیسوئے جاناں سے

٣٢١

دو چار حزیں پہنچے اگر اور بھی ہم سے
ہستی کی طرف منہ نہ کرے کوئی عدم سے

فرصت نہیں ہم لیتے اک طفلکی غم سے | معدوم کھلونے کی طرح حسن ہوس ہے ہم سے
کیا ہوگی نگہبانی جان فوج و حشم سے | ڈرنے کا نہیں سپک اجل طبل و علم سے
پاتا ہوں مضامین میں ہر نقش قدم سے | اوس طفل نے کیا سیکھی ہے رفتار قلم سے
مضمون جو زلفونکی لکھے میری قلم سے | لبریز ہیں ساغر رہے ستم سے
ہر تار نفس رشتۂ ویکر ہے پئے شمع | پہنچا نہ کبھی رنج کسیکو مرے دم سے
شانہ نظر آتا نہیں گیسوے پیچ میں | اس نا کی نے یہ ہاتھ نکالا ہے شکم سے
زاہد میں پہونچا ہے جو نام اپنے صنم کا | خورشید ابھی ہونے لگے تسبیح کی ہمسے
امکان نہیں تا بہ ابد دخل خزان کا | داغونکی چمن کم نہیں گلزار ارم سے
گل پھولی ہیں میری قلم فکر سے جیسے | یون گل شگفتہ ہون کسی گل کی قلم سے
مژگان خرابات ہیں معلق تیغ اصبغ | ثابت مژۂ نرگس کج ہی خم سے
وہ حسن تمام نام خدا ہے تری آگے | نکلیں کی شرر سنگ کی عرق سنگ صنم سے
رکھتا ہے فلک سر پہ بنا کر شفق اسکو | اوڑتا ہے اگر رنگ حنا تیری قدم سے
سمجھے ہیں وطن کوچۂ جاناں کو جو وحشی | آزادہ وہ ہیں اور حسینوں کی ستم سے

گیا دام مین نہ نقوش کوئی لا سکی انکو — رم کرتی ہین صیاد غزالان حرم سی

ناسخ کو ہوئی یاس نہ ان سی تو نہین غم
محروم خدایا تو نہ رکھہ اپنی کرم سے

مشتاق سب ہین ہمسی او فنون بلا لگی — دنیا مین قدر دان نہین صاحب کمال کی
مجنون گیا جو مرقد لیلی مین پہنس گیا — جالی نہین مزار کی حلقی ہین جال کے
عالم نہ اپنی آہ مین ہو گرد باد کا — تو دی ہماری ملین ہین گر بلال کے
تارے سیاہ ہوتی ہین تشبیہ کی لئی — مضمون ڈہونڈہتا ہون اگر تیری خال کے
مرنا قبول پر مجہی دینا نہین قبول — غمزی اوٹہین کی مجہسی اسیر نزال کی
ہمت اگر نہین فلک دونکو کیا ہی غم — یہان لب ہی آشنا نہین حرف سوال کی
انسو ٹپک پڑا جو کوئی بزم یار مین — دریا بہی میری عرق ہوئی انفعال کے
گلشن مین مجکو دہیان جو صحرا کا آگیا — نرگس کے پہول بنگئی دیدی غزال کے
چہپتا ہون جا کی کنج لحد مین شب فراق — تارے مجہی ڈراتی ہین انکہین نکال کے
فرقت مین ہمکو مرنی بہی دیتا نہین فلک — تا یون وصال پائین نہ طالب وصال کے

آگی تری بہار کی یہ رنگ گل اڑا | ہین دامن نسیم مین ٹکڑی گلال کے
کیا یار زلف ہی کمر یار پر وبال | ایذا اوٹھائی کس نی نہ نوکو بال کے
ہی سایہ ضد سی چرخ نی اوسکو کیا دیا | ٹہرا ہون ایکدم مین تلی جسم نہال کے
ڈر تہا اثر کا اوسکو وہ بھی نکل گیا | نادم ہوا ہون ہنسی ہین نالہ نکال کے
ملتی ہی خاک سی کوئی دم مین بہار خاک | یہ بھی وصال ہی جو گئی دن وصال کے
آرام کیا کہ جسسی ہو تکلیف اور کو | ہمکو کبھی نہ یاد ہنسی کا شکال کے

ناسخ اونہین کی حشر مین ہون لوگ سرخرو
دنیا مین جو محب ہین پیمبر کی آل کے

جو تری سامنی آجائی وہ شیدا ہووے | تجکو خورشید اگر دیکھی تو حربا ہووے
کچھ تصرف سی نہین بہر سنا کی بعید | تاک اگر دانہ تسبیح سی پیدا ہووے
متوجہ ہی سوی اہل زمین توسن ناز | ورنہ پامال ابہی عالم بالا ہووے
پوست کیطرح نچہوڑی تری ہنسی تو کبہی | میری تصویر اگر صورت دیبا ہووے
تیغ قاتل سی تمنا ہی نہ خونکی مجہی | کہ ہر اک جزو بدن لا یتجزا ہووے

می کشی کیا کرون بی یار کہ ہو تشنگی ایسے
ہی یقین ساغر می منبع دریا ہووے

یہ نزاکت ہی جو لگ جائی صبا کا لطمہ
گل رخسار ہی اوسکا گل رعنا ہووے

سر کٹا کر جو پس توسن قاتل دوڑون
قتل گہ خلق کو اک جای تماشا ہووے

ہی بیان رسائل خط شوق کا آتی جو مجھی
ہی قسمت کہ کبوتر وہین عنقا ہووے

تو وہ بت ہی کہ تجھی ایک نظر دکھلا دون
پیر ترسا ابھی ناقوس کلیسا ہووے

دیر جونسی کہ لگاتی ہی اجل ڈرتا ہون
مار کر مجھکو نہ قاتل کہین رسوا ہووے

ہو اگر سحر بیان دشمن افعی سیرت
قلم اپنا ہی عصائی کف موسی ہووے

ہی مرا جوش جنون جن سی زیادہ صاحب
میری سایہ کو جو دیکھی وہ سی سودا ہووے

بجا ہی گر وصال اغیار کو ہی مجھکو ہجران ہے
کہ دنیا کافرونکو باغ ہی مومن کو زندان ہے

مری محبوب کی گردش میں جو دانا و نادان ہے
زمانہ اوسکا ہالہ ہی وہ ایسا ماہ تابان ہے

کیا ہی دو جہان سی مجھکو آزاد اک اشارہ مین
نگہ تیری ہی قطع تعلق تیغ بران ہے

ید بیضا ہی کیا تشبیہ دون اوسکی کف پا کو
جو اوسکا نقش پا ہی پنجہ خورشید تابان ہے

کیا کرتی ہین حرص آرزو کنج قناعت مین
ہماری پاس جا بی گنج زر گنج شہیدان ہے

چمکتی ہی جبیت اکثر نشان ہے ہے جبینو کا
جسی ہم روندتی پہرتی ہین سنگ آستان ہے

شب فرقت مین کرتا ہون نظر جب دم ستارونپر
کسی کے گوہر پہ مین جا بیٹھا ہون حیران ہے

جنون نے کردیا فارغ مجہی جب لباس سے
نہ وہ زنجیر داماں ہے نہ وہ طوق گریبان ہے

لستہ ہوتی ہی ظالم نشان ہتیار [illegible]
مگر تیری سمند ناز کو پہر عزم جولان ہے

لگا اک اور پہ ایسی جگہہ غیر کی او قاتل
تری تلوار پر بیداد ہان زخم خندان ہے

میسر ہوا اگر عشرت مجہی جب [illegible]
جہان مین پانی گر اندیا سمجہہ خواب پریشان ہے

عجب کیا جان پا مین چہلیان گر [illegible]
پسینا اوسکی رخسار و نکا شکل آب حیوان ہے

اوٹہی جاتی ہین دشت [illegible]
ہوا چلتی ہی گویا تند او رو مین حیران ہے

فرشتون نی جو کہولا گو مین [illegible]
کہ مجکو بعد مردن بہی خیال کوی جانان ہے

سبکدوشی عنایت کی [illegible] شمشیر قاتل نی
نہ تن پر بار سر ہی اب نہ سر پر بار سامان ہے

ہوا ہے حلقہ زنجیر ناسخ خلعت ماتم
مگر زندان سی مجکو اندنون عزم بیابان ہے

وقت ساقیمین ختم تو طوفان خیز ہے کشتی مے کیا سفینہ عمر کا لبریز ہے

تیر ہی نوک ابی خار غم دیکھین تو کیسی تیز ہے توسنِ عمر رواں کو حاجت مہمیز ہے

وحشتِ دل بطرح اسسا لحظ شورانگیز ہے وحشیو نور و زہی یار و زنستا خیز ہے

نغمہ و محفلِ عشرت مین پیسا فیہین اشک خون آلود اور افغان درد آمیز ہے

ہو تجھی جسن کی خواہش وہ لادہ ہی مضر جو کہ مستسقے ہی پانی ہی اوسی پرہیز ہے

کیون تقاضا کرہا ہی اسقدر دیدار کا کیا ید بیضا کفِ موسی مین دست آویز ہے

کیا عجب عنبر اگر بیچا ہی سارا موم شمع آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہے

دستِ ردسی سیدم لیتی ہین کا تیغ ہم اپنا قتل آرزو مین نام اب چنگیز ہے

وصل کی شب کے برابر صبحکا دیکھا شفق ہمعنان میدان مین گلگونِ سحر شبدیز ہے

بادۂ عشرت سی خالی نیست بہمانۂ عمر آج کیونکر جام ہبری عمر کا لبریز ہے

رسم اولٹی دیکھنا دیوانہ مین جسن ہوا وہ پری اب عازم صحرای وحشت خیز ہے

کوہ کن کو فی الحقیقت اپنی سر سی کام تہا کوہ پر تیشہ لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے

کون ہی اوس طفل کی فرقت مین سکو غم نہین سو دیوانوں کی صدا اک آہ درد آمیز ہے

روتی ہین آیا جو یاد اوس طفل کا رونا مجھی | چشمِ تر مین ہی جو طفلِ اشک طوفان خیز
جیسی ہی وہ طفل غائب ہو گیا سودا مجھی | یاد اون ہنستی کی طوقون کی جنون انگیز

غیر تجھ بن پھوڑتی ہین سر عبث فرہاد سان
تو اگر شیرین ہی تو ناسخ ترا پرویز ہی

ایسی ہم آیا جگاہِ تیرِ مژگان ہو گئی | روزنونکی جا بدن سارے ہی کان ہو گئے
جب سبھی بال اوسکی پریشان ہو گئے | مثلِ سنبل تار تار اکثر گریبان ہو گئی
باغ مین گلچین مین گلدستی ہزارونکی تمام | خاک مین کیا کیا ہی گلرخسار پنہان ہو گئی
دل مین جب لایا تصور اوسکو تب کہنی لگا | مثلِ یوسف ہم اسیرِ کنجِ زندان ہو گئی
گلشنِ عالم مین ہین وہ عندلیبِ نغمہ سنج | زاغ جسکی زمزمی سنکر خوش الحان ہو گئی
اوس پری نی دی نشانی ہمکو جو انگشتری | ایسی پی باو مین گویا سلیمان ہو گئی
یہ اسیری مین پھنسایا ناتوانی نی ہمین | رفتہ رفتہ حلقہ زنجیر زندان ہو گئی
رشک کوی یاسمین تا مین جتنی باغ تھی | گلشنِ شداد سان نظرونسی پنہان ہو گئی
وصل کی شب پھٹ گیا جسم گریبانِ سحر | پیرہن مین ہیان گریبان بھی گریبان ہو گئی

دیکھی اُس گلگوں قبا کی باغ میں جس دم بہار
پھاڑ کر کپڑی ہزاروں غنچی عریاں ہو گئی

چلتی چلتی کر گیا اعجاز رہ میں نقش خرام
جسقدر تھی نقش پا کبک خراماں ہو گئی

گلشن رخسار جاناں میں ہوئی رخصت بہار
صورت برگ خزاں عاشق پریشاں ہو گئی

ارمغان داغ سودا لیچلی سوئی وطن
دود دل اس وحشت سرا میں ہم جہاں ہو گئی

جتنی ہیں داغ جنوں ہیں سب گلستان حسن
کشور دل میں وہاں کس کس کی فرمان ہو گئی

جس جگہ تھی مصر منظر میں گیتی میں گو بیں تمام
شہر جو آباد تھی شہر خموشاں ہو گئی

شانہ کرتی غیر کو دیکھا تو یہ نفرت ہوئی
گیسوی پیچیدہ مجکو مار پیچاں ہو گئی

رات دن ہنستی ہیں ناسخ ہمکو از خود رفتگی
آہ جب سی عاشق رفتار جاناں ہو گئی

جان کنی ہی سیکھی ہی اک کوہ کن استاد سی
یہ صدا آتی ہی ہر دم تیشہ فرہاد سی

درد سر مجکو ہی پوچھی کوئی فریاد سی
توڑی یہ تیشہ لیا ہی مول کس جلاد سی

پڑگیا ہی اوسکی ابرو کا مری دل پر عکس
آگئی تلوار میں جوہر کھینچی جلاد سی

بندگی میں سرو حاصر ہو گیا کہتا ہی وہ
منع ہی خدمت کا لینا بندہ آزاد سی

جس طرح جسی ہی محبت فاختہ کو سرو سے — طوطی والی طفل کو الفت ہے مجھ آزاد سے

جوہر ذاتی بشر کا ہی جسی کہتی ہین عشق — سیکھتی ہی کون فن عاشقی استاد سے

جنکی آنکھین ہین نہین وہ دیکھتی حیران ہون — وہ صنم پنہان نہین ہی کور مادرزاد سے

وہ بھی قدر شاہانہ ہوتا ہی اسکی چھکا — اسلیی کہتی ہی الفت فاختہ شمشاد سے

بادشاہی کیجیی چلکر کسی ویرانہ مین — چاہیی الفت گدا کو کچھ آباد سے

تہلکہ ہی جان کو ہر آن ترا آسمان — جلد نکلا چاہیی اس قصر بی بنیاد سے

ذنکو گر روزہ رکھین کی می پینگی زاہدو — ہم نہ باہر ہونگی ای پیر مغان ارشاد سے

می سی جب محروم کہا ہمنی [illegible] محتسب — کہو دوالا خانہ خمار کو بنیاد سے

کاٹتین ای سرو آویزی نہ مردی ہین — دانہ انگور پیدا ہوی شمشاد سے

عشق کی مقتل مین یارب ہم تو ہونگی [illegible] — پوچھتا جاتا ہو ہر کوئی گنہ جلاد سے

رشک گلزار مصلی ہی یہی اک رنگین غزل — آئی ہین حافظ کناری آب رکنا باد سے

ولہ

بیستون کی جا کی آکر کیون [illegible] فرہاد سے — سیکھی ہین ہم دو نو یہ فن ایک ہی استاد سے

طائر رنگ حنا ہاتھونسی اوڑ جاتا ہین — چھوٹ آئی مرغ دل کس طرح اوس صیاد سے

کوئی بھی غلطان لہو مین ہوئی جانان کوچے — خنجر و آئینہ ہین ہر چند اک فولاد سے

اغنیا کو ہی بیان حسرت فقیرونکو عیش — باغ کی مزدور ہی اچھی ہی شداد سے

تہا ازل سی مجکو تا وقت ولادت خواب عیش — کہل گئی آنکہین مری شور مبارکباد سے

کوہکن بھی ہو گیا تیری محبت مین فقیر — ہی مشابہ زخم تیشہ قشقہ آزاد سے

چہرہ ہوجاتا ہی پیلا اوسکی آتی ہی بحالی — انس ہی رنگ پریدہ کو بھی اوس صیاد سے

شوق تہا کہانی کا ایسا ہی مجہہ دیوانہ کو — چہٹیان لڑکونکو دلواتا ہون میں استاد سے

حلقہ گیسو جو ہین مانند طوق فاختہ — بال الجھائی ہین شاید شانہ شمشاد سے

کوہ کو ٹکر ہی کیا ہی تیری اسکی سے لی — انس مجہہ وحشی کو بھی اتنی نہی ہاد سے

دیکہنا ہمت کہ ساتہہ اوسکی بدن بہی ہی چور — تہی طلب شیرین کو جوئی شیر کی فرہاد سے

سبزہ نارستہ خط کی عنایت چاہیئے — تیری رخ کو دون مثال آئینہ فولاد سے

دیکہہ تاثیر تعین کیا ہی ہی آپس مین جنگ — تیغ و چار آئینہ دونو ہین اک فولاد سے

سنتی ہی آپس مین ٹکرانی لگی سر برہمن صنم — کیا بہلا ناقوس کو نسبت مری فریاد سے

۱۳۳

بیٹھنی دی کون پاس اپنی کہ ... مشتمین
گرد باد ونکو ہی ہم جہت خانمان برباد سی

سنہ آئینہ نہین عکس خط صیاد سی — نکلی ہی طوطی ... بیضۂ فولاد سی
ہی یقین الیسو تیری عشق مین ہمسکو — تیشہ مانگی اپنی سر کی واسطی فرہاد سی
زاد ہائی سخت دل خونریز ہوتی ہین لا — نکلی کیا خنجر تیغ و خنجر بیضۂ فولاد سی
نیست بہر محکو بہا خونریز محبوبونکی کام — روز مولد نال کٹواتی ہی کیا جلاد سی
منتین ہم حسینونکی بہتی ہین ذرہ وفا — طوق ہر سال اوپر پہناتی کہو حداد سی
صحن گلشن مین ہی آتی ہی ابر بہار — حشر برپا ہی شکست رنگ کی فریاد سی
ہی سفاکی کی جانب یار کا مائل مزاج — شمع کی سر کو بہی کٹوانی لگا جلاد سی
آپ پیدا ہوتی ہین جو دای سامان ازل — طوق قمری کو نہی بنوانا نہین حداد سی
دشت مین ماندہ پڑا ہو کا کہین سایہ کی تہہ — بٹہ گیا آگی ہزارون کوس مین ہمزاد سی
ای ہی قد چشم تر کو کرنہ قدمون سی جدا — آنجو ہر باغین ہی متصل شمشاد سی
چھپیان ... شست مین پیوست خا ہین اسیر — کب ہی ہاہی گیر کو نسبت مری صیاد سی

۳۳۲

۳۳۲

کعبہ ہی سن ساتن بتخانہ نہین ہستی نکا بنیاد
تون ویرانیکو جانی خانۂ آبادسی

ای ہمی قد تجھپر خوش قدکا ہی صد بار دل
ہو گیا ثابت یہ مجکو شانۂ شمشاد سے

مدح بیجا قامت جانان کا ہی سر بسر نا تمام
سرو موزون ہی مشابہ نا ہو آزاد سے

کرچہ ای زاہد حیا اکو لیسی ہین لا یہ نہین
ایکدم فرصت نہین لیکن تیری بیداد سے

خون ہین غلطان گل نظر آتی ہین پایمال
کیا ظلم کروائی تہی گلبن کسی جلاد سے

ہاتھ میری ... کی زنجیر سی بندہ ہین
اور زنجیرین ہوا ہین عبث جلاد سے

ربع مسکون ہو مسخر دو مین ہو کر اتفاق
خلق تابع ہو رکہی جو رابطہ ہمزاد سے

اہن شمشیر کی پڑہی کر ہی میری لیے
عاشق ابرو ہو نہین کہدیہی کوئی جلاد سے

نظم شیرین ہی تو ہین نقش شیرین سنگ مین
ہی قلم اپنا زیادہ تیشۂ فرہاد سے

جہاڑتا ہی ہر سحر قد گیسوؤن سی تیری راہ
نقش پا تیرا نہین کم سایۂ شمشاد سے

گر قفس مین بہین گئے بلبل کو اسکا غم نہین
ہی یہی صدمہ کہ چہوٹی بیچہ صیاد سے

قامت جانان کی آگی کچہ اوسی تہہ نہین
جانور ہی فاختہ جو عشق ہی شمشاد سے

آج جہہ شوریدہ سر کی جان شیرین جاتی ہی
کوہ تڑوائی ہین اوسنی تیشۂ فرہاد سے

عکس حج ہر خطہ نبجاہی کہین خسار مین | ربط اتنا نگر آیینۂ فولاد سے
پھرتی پھرتی سب اوتر آیا ہی لہو ونمین لیو | خار صحرا ہین یا دو نشتر فصاد سے
ضعف سی ہی طائر دل طائر رنگ حنا | لب پہ کیا اڑتا ہی بچہ صیاد سے
تاب سہن کی نہین پھر خدا خاموش ہو
تکڑی ہوتی مین جگر ناسخ تری بیداد سے

۳۳۴

فراق مین ہے دم تیغ موج آب مجھے | ہی گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے
جو میفروش نے زیکی دی شراب مجھے | عوض مین فرہ کی بخشا ہی آفتاب مجھے
ملا ہی وہ بت محجوب بی حجاب مجھے | عجب ہی آئی نظر برق بی سحاب مجھے
پیا جو جام تہی اشک کی بہاری شراب | بغیر پیا ہو گیا نشۂ شراب مجھے
دم انتظار مین نکلا جب آیا ہی جواب | جواب نامہ ہوا نامہ کا جواب مجھے
جوان دل ہی تو پیری نہین ہے مانع عشق | سفید ہی بالونکی ہی جوش ماہتاب مجھے
ترپ ترپ کی ہوا پیاس سے لب دریا | نظر جو آگئی چین جبین آب مجھے
مین جسکی غم مین جلون وہ ہمیرہ سمجھے | کیا ہی بخت نی کیا سوختہ کباب مجھے

خوشی جانکو ہی میری شکاری سے | کیا ہی بخت نی ہمطالع سحاب مجھے
بچی گی جان میری [illegible] کیونکر | دکہا رہا ہی فلک تیغ آفتاب مجھے
بہا جو اشک کا [illegible] مین ہو پٹ کیمین | ملی تہی کیا عوض آنکہونکی وحباب مجھے
[illegible] ہین کتنی ہی خانۂ زنجیر | کیا ہی عشق نی جو خانمان خراب مجھے

درود پڑہنی لگا ہون جو یک بیک ناسخ
کسی پسینہ کا یاد آگیا گلاب مجھے

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے | کیمیا ہمنی بنائی ہی مگر سیماب سے
دنکو رات اوسنی کیا ہی گیسوی پرتاب سے | راتکو دن کردیا ہی وہی عالمتاب سے
اوسترا اوسکی فن پرچب پہر ثابت ہوا | دور ہو جاتی ہین تنکی حلقۂ گرداب سے
بی حقیقت کو بلا سی کب ہی پہنچتی گزند | عکس تنکی کا بہی بہ سکتا ہنین سیلاب سے
ہی ستر راحت دنیا سی غفلت شب | کون خوش ہوتا ہی یہ آرام عیش خواب سے
آسمان کی پاس سامان عیب پوشی کا ہی ہفت | کب کسی کا ستر ہوگا چادر مہتاب سے
اگی افتادونکی پاتی ہین کوئی سرکش شکوہ | سرد ہو جاتی ہی نکیون آتش آب سے

٣٣٥

پڑتی ہی عکس رخ جاناں کی ہی تشبیہ تمام | جو کبھی کو ہالی سی آئینہ کو مہتاب ہے
غیر سی لگوائی مہندی اوسنی ہاتھو پر | بیجہ شرم انکو ہمنی ہی نگا خوناب ہے
ہمنشین گذرین کہ رکہتا ہون فراق یار مین | دلکو پروانہ کی صحبت اِنکو مشرب ہے
ہو نہ بہتر کیونکر مجکو ہوا جوش جنون | کرتی ہین کیونکر طبیب اصلاح مضمون ہے
کہاتی ہین ایسی ہی محراب ابرو کی قسم | بہاگتی ہین وہ ہم سجدے بہی محراب ہے

خاک کوئی پایہ ہی تاج سر ہو تن لباس
کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخواب ہے

۳۳۶

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہے | وضع انسان اور ہی کیفیت حیوان اور ہے
کرکتان الفت ہی اس سی جلکر ہوا ہے پارہ | ماہ تابان اور ہی خسار تابان اور ہے
یہ قتیل مت سمجھ گلگشت اپنی ناز کی طرح | باغ و بستان اور ہی گنج شہیدان اور ہے
میسری وہ نکہت جو میسر یار ہو | کوچہ جانان اور ہی گلزار رضوان اور ہے
ایک یوسف تہا جو تہا ہی خلق | چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہے
برق اتنی ہنستی ہی جو تا ہی پہر اک جہان | ابر باران اور ہی چشم گریان اور ہے

خاک جنت میں ملی کا بعد مردن وی ا را | نار غلمان اور ہی انداز انسان اور ہے
اسمین ہے داغ فراق صبح و سمین آفتاب | یہ گریبان اور ہی نیر اگریبان اور ہے
دلسی ہی کاوش اسی تلوون ہی سکو خلش | خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہے
جانور او سپہ ہی عاشق اپنا عاشق او ہے | سرو بستان اور ہی سرو خرامان اور ہے
ہوتی ہین چھو ان اسکی کبھی تختی تلوار سکی ضرب ہے | جسم عریان اور ہی شمشیر عریان اور ہے
گرچہ دونون خاک غلطان ہین لیکن فرق ہے | سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہے
تار ابریشم ہی وہ اور یہ ہی پیچی میں بلا | شاخ مرجان اور ہی دست حنابان اور ہے
باعث ایمان ہے وہ غارتگر ایمان ہی یہ | نظم قرآن اور ہی خسار جانان اور ہے
فرق ہی شاہ و گدا مین بحق شاعر یہی ہے | شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہے

٣٣٧

ولہ

عمر نی آگی چھڑایا در جانان سے مجھے | دیو نی چھین لیا تخت سلیمان مجھے
مجھ مین او اسمین ہے آتش و سیماب کا ربط | گرم جوشی کرون جتنی ہو گریزان مجھسی
ہون وہ عریان کہ کبھی چھو گیا مجکو لبا | ہون وہ کانٹا کہ نہ اوجھا کبھی دامان مجھے

بیخودی میں شب غم اپنے گریباں کے ہوں ... پھٹ گیا صبح قیامت کا گریباں مجھ سے
میری قسمت کی طرح میں سیہ بختی ہے ... تیرگی مانگتی ہے شام غریباں مجھ سے
گرچہ ہوں مثل رہ تیرہ بربادی میں ... اوڑ کی جاوے گی کہاں تخت سلیماں مجھ سے
لاکھ ہو گردش ایام یہ حاضر ہوں مدام ... اُنس کرتی ہے نہایت شب ہجراں مجھ سے

خانۂ ویراں مجھے کہتا تھا ہر اک اے ناسخ
اب تو آباد ہوا خانۂ زنداں مجھ سے

دل افسردہ ہمارا ہے جو غنچہ سا مسکون ہے ... گلستان جہاں میں جو شجر ہے بید مجنوں ہے
سمجھتا ہوں نہیں شاخ گل کو اوسکا ملکان ہے ... صبا دیتی ہے جنبش ہلتا ہوں قفس موزوں ہے
کرے کیا خال پر غیبت جو چشم سیہ مسکون ہے ... کہ آب زندگانی ہے شکر لب زیر مضموں ہے
نہیں گی بدر ماہ نو نشان نعل توسن کے ... اگر ایسا ہی شہسوار ایسا ہی حسن روز افزوں ہے
جہاں میں جو دیں میں بنا میں سحر رسی ... کہ نقش زر خزانہ میں اپنی مار افسوں ہے
برابر جانتی ہیں خشک و تر کی خیر و دل کو ہم ... جو ذرہ ہے وہ ہاموں ہے جو قطرہ ہے وہ جیحوں ہے
بجز رنگین غم ابھی زندہ دل ہونا نہیں ممکن ... کہ رنگ زندگانی ہے نہیں جب تلک خوں ہے

یہ تری کامت بڑی ہے نہ تری بات بڑی
پھر ہر اک بات تری کوئی بات بڑی
پھر ہمیں تری کوئی بات بڑی
آپ تو جانتے ہیں بری بات بڑی
چشم تو کون تری بات بڑی

۳۳۸

خدا نے زر کیا پیدا اور دینی کو دنیا مین ۔ زمین مین جسکو پنہان کرتی ہین وہ گنج قارون ہے

نہ ہو دنی کو تا حسرت کبھی علی کی رتبہ کے ۔ زمین آرام سی ہی تا دن کر دشمن گردون ہے

کیا ہی اسقدر لاغر فراق یار نی مجکو ۔ کہ کہتی ہین مری ہمدم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہے

کسی محبوبکو کیا ہی مری محبوب سی نسبت ۔ کہ رشک خال مشکین ہے جو اوسکی زلف کا مجنون ہے

اندھیرا سا اندھیرا چھا گیا ہے آگی آنکھونکی ۔ شب تاریک مین مجکو خیال زلف مشکون ہے

نظر آتا ہی مجکو غیرت شمشاد کیوان شجرہ ۔ رباعی مین مگر موزون تری قامتکا مضمون ہے

سخاوت کو بدلا ایسا کسی سیا کیا سبنے ۔ کہ ہر ساغر مین جاری بادۂ گلرنگ افیون ہے

سیہ مستونکی ہی قتار میری کلک مین ناسخ

دم فکر سخن مجکو خیال چشم میگون ہے

مری محمل نشین کی آگی لیلی کا جو مفتون ہے ۔ وہ مجنون ہی ہمجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے

علی ہندا وسن پر وکی سیر مین آج گلگون ہے ۔ نہین معلوم کس جا پر پہ ہر عزم شبخون ہے

تو وہ لیلی ہی ظالم ہر پریرو تیرا مجنون ہے ۔ تری آگی جو ہی شمشاد قامت سیلے مجنون ہے

تری قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے ۔ مری دیوان مین ہی جو الف اک سرو موزون ہے

[illegible]

کہون آغوش مین مانند ساحل کیونکر عالم کو
حباب و موج مین دو دست و آغوش یاں جیحون ہے

بطانہ سب او ہی ہین نگہ ہی فرق باطن مین
نہ ہر سینہ مین حکمت ہے نہ ہر خم مین فلاطون ہے

بلندی مین مثال آسمان کر قصر بنہا تو کیا
اجل کی ہاتہہ سی زیر زمین گنج فریدون ہے

سیہ کاری جو حاصل ہی سیہ کاروں کی مٹہی مین
معین سیہ بالوں کی سیہ کرنی مین صابون ہے

بہار حسن جانان نی کیا یہ رنگ گلشن کا
کہ جا ہی کہ گل ہر غنچہ مین اک قطرہ خون ہے

سفیدی او سیہ آفت دوران کی جو باقی
برنگ شاخ شبو لاند نون گیسوے شبگون ہے

کہاں کر قصد تیرہ ہی خون عاشق مہجور کا
تو وہ لیلی ہی ظالم اک عالم ترا مجنون ہے

کبھی ہنسی مین بھی کھلتی نہیں جو ابی جانی
تری دانتوں کو مین سمجہا ہوں سلک در مکنون ہے

ہوئی سیل فنا سی قصر عالی بی نشان ان کو
تری عبرت کو منعم ایک باقی طاق گردون ہے

قناعت سے ہی حاصل تری دولت جو منعم کو
چمکتی ہی جو ریگ دشت گویا گنج قارون ہے

نگینو کر دیں تو نے لال ہو جا مین سے کم نگین
شب فرقت مین ای ناسخ نہال دہن گلگون ہے

توسن عمر روان ایسا ہی کرچالاک ہے
گرد سان بر باد اگر دن مین یہ شستی جا کہ ہے

۳۴۴

[illegible]

شغل بے رونیکا تجھ سوا مجھ سی بعد از مرگ بھی — ابر ساں ووش ہوا پر قطرہ افشاں خاک ہی
آئینہ کو دوست رکھتی ہین جہاں تک ہین بت — دل ہوا جب صاف بس عالم سی جھگڑا پاک ہی
یاد سا قیمین بھی ہین وا نہ زنجیرِ اشک — سائبان مژگانِ تر کا وارست تاک ہے
یون نکالی حسرتِ دل صید گاہِ عشق مین — چنگلِ شاہین کو مین سمجھا ہی فتراک ہی
اگ سی جیتا ہے سینہ کین مین کمان کینو گر درست — حسن ابرو کی لئی وہی آشناک ہی
دستِ صانع بھی ہی حق مین ہوش بندِ جنون — تن برنگِ غنچہ پیش از پیرہن صد چاک ہی
شست و شو کو آبِ شبنم چاہیی تا آفتاب — کون ہی موجود جو آلودگی سی پاک ہی
جسقدر نشہ زیادہ دو اوتی ہی سرکشتگی — ایکصورت پر اسی گردشِ افلاک ہی
ساکنِ دل تو ہوا آنکھونکو ترساتا ہی کیون — جسقدر دل صاف ہی بینی نگہ بھی پاک ہی
جلد باقی ہین ہاتھی قیدِ تنی ان عشق — یار مین میری بھی خوبی ہی جو سفاک ہی
داغِ دل کی اب شعلی ہین گہکتی سی — پنجۂ خورشید اک مشت خس و خاشاک ہی
حسنِ یار آلودگی پاک ہی تو کیا خطر — ہی گواہ اشک وان اپنی نگہ بھی پاک ہی
وسعتِ مشرب ہی تو رندو گنہ سی کیا ضرر — دامنِ دریا ہزار آلودگی پاک ہی

رباعی

اول عدم آخر عدم ای عرش جناب
کیا وجودوں میں زندگی کا ہی حباب
کیوں بحر فنا میں ہون نہ مانند حباب
ہین واقعی اصل میں ہی سب نقش بر آب

رباعی

ای شمع شبستان یہ مکان خامہ
پھیلا ہی اسے برق کی بیان خامہ
کالی راتوں کا حال کرتا ہی بیان
کیونکر نہ سیاہ ہو زبان خامہ

رباعی

لازم ہی کہ ہو مسافروں کا اعزاز
اعزاز ہی حسن تو ادا ضرار سے باز
کرتا ہی خدا مسافروں پر کیا رحم
واجب ہی سفر میں دیکھو قصر نماز

یہ نہ ہوتا تو زمین شعر بھی تی نہ خلق
اسلئی ناسخ جو مداحِ شہِ لولاک ہی

کلشنِ عالم میں کیا دستِ جنون چالاک ہی	جیب گل تا گریبانِ سحر صد چاک ہی
اسفل و اعلی جو ہین ملجائین گی سب خاک مین	آسمان اس ہمتِ عالی پہ زیرِ خاک ہے
پست تر کرتی کو گردون سبکو کرتا ہی بلند	اشک کا آنکھوں مین آنا دیسی پھر خاک ہی
حسن ہی کیسا ہی پر رہتا ہی پا دستِ عشق	ہی زلیخا کو جنون اور جیب یوسف چاک ہی
دیتی ہین تشبیہ اندونو ہین بھی شہوں مین	می تو ہی ناپاک چشمِ مستِ جانان پاک ہی
پاک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریان کی نگاہ	آب جس پر سی گذرجاتا ہی وہ شی پاک ہی
آج یہ مجھپر کھلی ہین معنی والسابحات	ہر ستارہ میری بحرِ اشک مین تیراک ہی
سانپ جیسی کیچلی ڈالی وہ یون عریان ہوا	جو حسین ہی جسم پر اوسکی عبث پوشاک ہے
جلتی ہین سب دامی میری گرمی بازار سے	شعلۂ آتش ہوئین عالم خس و خاشاک ہی
روح ہی ہر جسم مین مشتاق اخبار اجل	اس لئی یہ آمد و رفتِ نفس کے ڈاک ہی
خصیہ مالی اغنیا کی ہی عبث اہلِ حرص	نقد سی خالی ہمیشہ کیسۂ دلاک ہے

رباعی

دی نامہ بر ... [illegible]
پہنچی بھی مکتوب ... [illegible]
ہو وہ بھی ... [illegible]
آیا خط یار ... [illegible]

٣٤٢

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

قتل کرنیکو تو آخر گھر سی باہر آئی گا | ہی دلا امید کی جا یار اگر سفاک ہی
مثل نکہت جسم اوسکا ہی لطافت سی نہان | غم نہین ٹکڑی کرنا گل اگر پوشاک ہے
ڈر کی ماری صبحکا دیو سفید آتا نہین | اسقدر صورت شب فرقتکی ہیبتناک ہی
مطلع روشن اب ایسا ہی کہ جسکی رشک سے | پنجۂ خورشید سی جیب سحر صد چاک ہی

ولہ

دشت وحشتمین یہ میری جسم پر پوشاک ہے | داغ سر پا اونمین خار اور بدن پر خاک ہے
خواہش نظارہ کو ضعف بصر کا باک ہے | راتدن آنکھونکی آگی وہی آتشناک ہے
خواہی نکلا جو کوئی صحبت ہمجنس سے | جب تلک دریا سی قطرہ مشتمل ناپاک ہے
فاش اخفا مین ہوا جاتا ہی اپنا راز عشق | زخم سی تر ہی ہنسنا دل اگر غمناک ہی
سیکڑون نخچیر آتی ہین جلو مین خود بخود | ای شکار افگن تجھی کیا حاجت فتراک ہے
کھینچتا ہون جوش گریہ مین اگر مین آہ سرد | ہمنشین کہتا ہی ہوا برسات کی نمناک ہے
ختم ہی شیرین بیانی تجھپہ ای شیرین سخن | نیشکر سی ہی فزون شیرین تری مسواک ہی
بھاگتی ہین پاؤمین پر صبح چھپکی ہانسی خار ہے | کیا مرا صحرا اعاذ اللہ وحشتناک ہے

۳۴۳

رباعی
ہم تیرے ہیں تیرا ہی ... ہر آن
ہر دم مری دلبر ہی ... اگر پنہان
کافی ہوئی یا مصحف ... محبوب جہان
حافظ کو ... قرآن

رباعی
عزت ... کیا ... ہجر ...
مطلع ... خال جان ...
ہی خال رخ یار ... نقطۂ سہو
اور ... اعراب قرآن

رباعی
... ہی صحف رخ کی یادعای قرآن
... ماہ رمضان
... سی شام کا پاری روزہ دار ...
... ہی ... کی ... جان

رباعی
... ہیں ... کی سواد ...
... نحوست ...
... کا ... نہ ... اوج ...

پیرہن کی نو جوانی پہ اوڑھی ہی چھینٹ بہار — تبسم گل مین یہ تیرا اور بھی معنی شکار ہی
ہی عیان جلوہ خدا کا ان تنا مند مین — سوجھی کیا زاہد تجھی انکھونکی آگی تاک ہی
گیا چٹک کر جا پڑا ہی دور مانند سپند — یہ زحل گرد و پیہ خال و وہی تشناک ہی
ہی بندر کی آویزی مچھی پہ شکار — کان مین بالا نہین ہی وابستہ تاک ہی
اے سراپا نور تجلی ذاتی مین ہی تو — بولتا ہی پر یہان تیری ہمت بیباک ہی
ہو رہا ہی اک جہان تیرا شکار اہلی شوق — صید کیا صیاد بھی یہان بستہ فتراک ہی

اور کون اس بحر مین ناسخ بلائی ہمت پا
فکر یہان غواص ہی طبع روان پیراک ہی

ہی بجا گر خط غبار ہی تشناک ہے — آگ مین ٹھہرا ہی جو شی ایکدم بیباک ہے
دسترس اوسکی ملی ولتا بیباک ہے — کیسہ زرسی زیادہ کیسۂ دلاک ہے
ہجر مین کیا باغ جاون دل مرا غمناک ہے — گل نظر مین شعلہ ہی گلبن خس و خاشاک ہے
آج تیرا جسم ہی او کیسۂ دلاک ہے — خاک مین گل سیم کیا ہر استخوان بھی خاک ہی
کو بدلتا ہی لباس اپنا تو دشمن کی نیا — گل کی اوتریگی جو تیری آخری پوشاک ہی

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

رباعی
[illegible]

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

عشق اوسکی جانب ہی کا ہی کچھ سودا نہین
شل گل یہان جیب ہی دست جنون صد چاک ہی

آگی اوس شادونکی عالی منزلت ہوتی ہین پست
دیکھ ہر پانی کی نیچی گنبد افلاک ہی

عالم بالاسی ہم ہدست پائی ہین جو زرق
اپنی آگی آسمان اک دارست تاک ہی

تیری آگی رنگ گلشن ہو گیا ایسا سفید
جیب ہر گل مثل جیب صبح صد چاک ہی

موی مژگان ہو گئی پانی مین بہی سی سفید
انتہا رونی کی یہہ ای دیدۂ نمناک ہی

نرگس و زنبق ہی چہونک عارض نو بہار
ای گل سنبل کہ اوسکی آنکہہ اوسکی ناک ہی

لو نظا ہر خاک کی پتلی ہین سب یکسان مگر
کوئی ہی اکسیر ماین اور کوئی خاک ہی

ہی یہی حسرت کہ پہنچون اوسکی کوچی مین
بعد مردن خاک مین ہی مجکو ملنا خاک ہی

ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین
ضیغم مضمون جو ہی ناسخ بستہ فتراک ہی

جو غزل ہی اوسمین مضمون دل مایوس ہی
جو ورق ہی میری دیوان کا کف افسوس ہی

روشنی دونونکی شمعسان محبوس ہی
جو کتوری تیری انگیا کی ہی اک فانوس ہی

گل جو ہی وہ تیری داغ عشق سی مانوس ہی
شاخ گلبن مین جو ہی گویا پر طاؤس ہی

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

دستک سطر تب ہی غم مین کف افسوس ہے / داغ حسرت سی بطرز صورت طاوس ہے

مجکو اپنی گوشہ دلمین ہے اوس گلشن کی سیر / آسمان نیلگون بھی جسمین اک طاوس ہے

اسقدر بیٹھی ملی دست حنائی کرکی یاد / خون سی فرقت مین نگین ہر کف افسوس ہے

قبر پر تعویذ اوسکی نقش پا کا چاہیی / بعد مرنی کی بھی ہمکو حسرت پابوس ہے

بس مری دلمین جگہہ تیری ہی خالی الم / سینہ بھی آتش کدہ نالہ مرا ناقوس ہے

کیا کرون شکوہ کہ روزن دیکھکر دیوار کا / جانتا ہون مین لگائی کان جاسوس ہے

جام می ہوتا نہین لبریز غیر از جام عمر / آسمان میری نظر مین شیشۂ معکوس ہے

فرش تا عرش دشمن ہی مرا جان تباہ / شمع ہون مین سوز غم سی آسمان فانوس ہے

اوسکی بازیگاہ کا ہوئیہ تن خاکی غبار / یا الہی مرغ جان جس طفل کا مانوس ہے

خاک ہوجاتے ہین وہ ڈہونڈہا کیئی ملنی کی آہ / چاردن کوئی گدا ہی کوئی کیکاوس ہے

عشق وہ جیسی کہا ہی کفر و دین لاین انجام / اپنی مسجد مین موذن کی عوض ناقوس ہے

چہوڑ دی سیر اگر بیان تا نہ رسوا ہو کوئی / دست وحشت کیسکا پردۂ ناموس ہے

ای صبا لیجا وہان نالہ مری زنجیر کا / دل مرا سنت کی طرح تونین جہان محبوس ہے

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

۳۴۷

وصل کا وعدہ کرینگی صبح صاحب تو وفا
پر شبِ فرقت مین بندہ زیست سی مایوس ہے

وصل کو لکھا ہی ناسخ دردِ عاشق کی دوا
دل ہمارا قابلِ تشخیص جالی نوس ہے

کسی نے تیرِ دزدیدہ نگہ سی لگو مارا ہی
لہو روتی ہین آنکھین اُنہہان آشکارا ہے

بسر کی عمر مثلِ شمع ماتم زم ماتم مین یا
چراغِ گور شاید اپنی طالع کا ستارا ہے

زمانی مین لگا دی آگ اک کافر بہبوکی نی
جہان ہی تو وہ باروت گویا وہ شرارا ہے

نظر مین ساتھ ابرو کی ہی خال اُس کا زیرِ ابرو
تماشہ پردہ ہای چشم گویا چاند تارا ہے

ہمین ای نخلبندِ باغِ عالم موسمِ گل مین
دکہانا ساغرِ گل بادہ خوار یکا اشارا ہے

نظر آتی ہین جرمِ آفتاب افلاک سی جیسے
شراب وصل کی تنِ نازک سی یون صاف آشکارا ہے

نکل آون ابہی باہر گذر ہو گر حسینوں کا
لحد پارہ کی ہی کان اُو رہیرِ خلق کا یارا ہے

گلو نکا او میرِ افضل کلین ایک عالم ہی
چبہی ہین خارِ پا وہین گریبان پارہ پارا ہے

تو وہ گل ہی کہ گذرا باغ مین جس جا سی ہنستے
تو آوازِ شکستِ رنگ سی گل نی پکارا ہے

وہ اپنی گہر مین ہی خوشبو سی جن گلیان مہکتی ہی
نہان ہی رنگِ گل اور نکہتِ گل آشکارا ہے

خدا کا اب کوئی طالب نہیں سارے خدائی میں ۔ بتو ہر کوئی بندہ کیطرح بندہ تمہارا ہے

نظر آنے لگی ہے چشم عزرائیل جو مجکو ۔ الٰہی کیا ہے صبح شب فرقت کا تارا ہے

یہ مضمون غم و شادی مرگ و زیست سے لاتے ۔ جہان وہ بیت ہے جسمین سراسر استعارا ہے

دلا اب پنجۂ مژگان مین وے تسبیح اشکونکی ۔ ارادہ کوئے جانان کا ہے منظور استخارا ہے

گیا وہ دشت کو رکہتا ہے مجنون شب سے یکسو ۔ سمجھتا ہے کہ یہ جنازہ لیلی کا چارا ہے

کمر تیری وہ ہے جسنے کمر توڑی ہے عشقونکی ۔ تری آنکھونکی آنکی ہے یہ پی ہو پکارا ہے

اثر رکہتا ہے سایہ کیا ہی اونکی زلف معنبر کا ۔ بجائی خاک کوئے یار مین عنبر ہی سارا ہے

مرا یہ رنگ فق ہے بیخودی ہے چشم اوسکو ۔ شب مہتاب ہے مستی ہی پیالا گلنارا ہے

ہمارے حکم سے یہ تجھ پر نہیں ہے مضامین کے
کہ ناسخ ہر زمین شعر مین اپنا اجارا ہے

فرقت ہوئی جو صبح کو اک شک ماہ سے ۔ غربال آفتاب ہوا تیر آہ سے

اٹک جو اوسکی بیند ہی عقد ثلاثیان ۔ آگاہ کیا نہین مری حال تباہ سے

عاشق کو رنج ہو تو ہو معشوق کو ہی رنج ۔ یوسف گرا کنوئین مین زلیخا کی چاہ سے

۳۴۹

آئی طواف میں تری چشم سیہ جو یاد — بسمل ہوئی غزال حرم تیر آہ سے
کیا پیرواں شرع کو مرشد کی احتیاج — کچھ کم نہیں نشان قدم خضر راہ سے
یہ خود نمائیاں ہیں کہ سمجھ نما ئیاں — روشن ہی چشم کور تری گرد راہ سے
مشرق سے کا پتا نہیں نکلا یہ کس سبب — خورشید ڈر گیا مری روز سیاہ سے
صبح شب فراق کو بھولی افق کی راہ — یہ تیرگی ہی اختر بخت سیاہ سے
فرقت کی ہی کشتی میں جو ساقی گزرتی نہیں — لی ہیں کی لخت دل کو لئی ہم سبیح راہ سے
حجام خط یار بنائی سے مر گیا — عارض کا سبزہ کم نہیں مردم گیاہ سے
پھڑکی جو چشم یار ہوئی اوسکی احتیاج — نسبت ہی کوہ سرمہ کو کیا برگ کاہ سے
موذی اگر ہی گوشہ نشیں کچھ خطر نہیں — ایذا ہی راہ کو فقط خار راہ سے
گر جنگ سے گریز کرے کوئی بادشاہ — تاج خروس خوب ہی اوسکی کلاہ سے
ہر روز روز ہجر ہی ہر شب شب فراق — نفرت ہوئی ہی ہما کی سفید و سیاہ سے
آتا ہی یاد ہجر میں ذرہ کی وہ بیاں — وثرات مجکو رنج ہی خورشید و ماہ سے
ناسخ حضور شاہ زمن جسکے رتبے میں — بندے ہیں ہزاروں حشمت اقبال و جاہ سے

350

مہر آنکھیں سینکتا ہی جمع اوس رشک ماہ سے — تار شعاع کم نہیں تار نگاہ سے

ای روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سے — بجلی کو لاگ ہوتی ہی رنگ سیاہ سے

ہم آدمی ہیں وصل میسر نہیں کبھی — ہوتا ہی غم نظارۂ مردم گیاہ سے

اعضا تمام گھل گئی ہیں غم سی اسقدر — مثل حباب سر ہی ہمارا کلاہ سے

دو دن جو باغ میں وہ صنم ہی نہیں گیا — شمشاد لاغر ہین ہین برگ گیاہ سے

اعلی جو ہین وہ کب بدی ادنی سی مانتی — سیراب کیا ہوا ہر بھلا آب چاہ سے

عزلت گزین ہوتا ہی جیسی نہ ناصحان — اوٹھتی ہی ہر دو دن کی سبب گرد راہ سے

روتا ہی میری غم سے جو وہ آج زار زار — چشم سیاہ کم نہیں ابر سیاہ سے

سبزہ ہی گرد عارض گلگون تو عجب کیا — گلدستی باندہی جاتی ہین اکثر گیاہ سے

سیری طرح جو ہنسی ہی زنجیر پا نہین — کیا عشق چاند کو بہی ہی تیری کلاہ سے

آنکھیں سینوں کی لگی ہین خط یار پر — ہوتا ہی آہوؤں کو تعلق گیاہ سے

مجھ ناتوان سی حسن دوبالا ہی یار کا — دونا فروغ آگ کو ہوتا ہی کاہ سے

ہر ایک اپنی آنکھوں میں دی مجھکو کیا جگہ — سرمہ کیا ہی یار نی برق نگاہ سے

کب آنکھ کا نظر نہ ملیگی جو تیری آنکھہ — مین ناتوان اسیر ہون تارِ نگاہ سے
کہتی ہین جسکو عشق وہ پرتو ہی حسن کا — ہالہ کا ہی جو فقط نورِ ماہ سے
روشن ہی اوس مین عارضِ تابانِ یار داغ — کیا کم شبِ فراق ہی زلفِ سیاہ سے

تر دامنی ہی آپ خجالت سی زاہدا
ناسخ کو انفعال ہے اپنی گناہ سی

مجکو فرقت کی اسیری سی رہائی ہوتی — کاش عیسی کی عوض موت ہی آئی ہوتی
گر نہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی — تو نہوتا تو صنم کب یہ جدائی ہوتی
غیر سی کرتی ہو ابرو کی اشارے ہردم — کبھی تلوار تو مجھپہ بھی لگائی ہوتی
اسکی ہردم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون — کاش ناصح سی بھی آنکہ اوسنی لڑائی ہوتی
ہون وہ غمدوست کہ سب جی مین ہے اپنی بھرا — غمِ عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی
خط کی آغاز مین تو مجھسی اتفاق لیا — لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی
بر رحمت سی تو محروم رہی کشت مری — کوئی بجلی ہی فلک تو نی گرائی ہوتی
دہوئی کیون اشک کی طوفان سے لوحِ محفوظ — سرنوشت اپنی ہی ناسخ نی مٹائی ہوتی

۳۵۱

رندی پھر ہم نہ کوئی کلہ جانسی اوٹھہ سکے — کیا عجب لاشہ بھی اپنا گر نہ یہانسی اوٹھہ سکے
لادوں اسکی پشت پر اپنا اگر بار گناہ — ہی یقین ہرگز نہ کاو آسمان سی اوٹھہ سکے
آئی جانی والی لاکھوں ٹھوکرین بارکھی — پر نہ ہم مانند سنگ اس آستانسی اوٹھہ سکے
رعب ابروئی صبا وایسا ہری تجھکو دکھا — ہو اگر تیر ستم نہ چلہ بھی کمانسی اوٹھہ سکے
کوی جا نا نسی وہاں کس طرح غبار — جب دل آیا ہوا مجھہ ناتوان سی اوٹھہ سکے
مصر کو جب اپنا کھینچ لاتا ہی اوسے — اور جانب کو قدم کیا کاروانسی اوٹھہ سکے

کر لکھوں ناسخ نہ حال اپنی غم جان سوز کا
شمع سان شعلہ نہ خامہ کی زبانسی اوٹھہ سکے

خون چکان دل کی حکایت ہی بیان کیا کیجیی — تیغ سان خون سی آلودہ زبان کیا کیجیی
نہیں نہ دہشت سی میں اب ہی ہم — حالت دل ہی عیان اسکو بیان کیا کیجیی
ہو سکی یاد الہی نہ اگر ای زاہد — شغل پھر اور بجز یاد بتان کیا کیجیی
وصل محبوب میسر نہ جوانی مین ہوا — ہو چکی پیر ہین اگر بخت جوان کیا کیجیی
ناصحا چاک کی کرنی مین ہمین کہنہ بند — وہ پری ماہ اور گریبان ہی کتان کیا کیجیی

خونِ بسمل کی بہی ہیں نہین بیقدر سی نہر کوچۂ یار مین شکوہ نکو وان کیا کیجئے

سلک گوہر سخن اپنا ہی لیکن ناسخ

دہنِ یار کی مانند نہان کیا کیجئے

پاس ساغر جانی ہی بادہ ارغوانی ہی — شغل شعر خوانی ہی عالم جوانی ہی

زنگ زرد سی ہمدم ہوتی عشق سی محرم — روتی ہین لہو ہردم چہرہ ارغوانی ہے

ابر ہی گلستان ہے مطرب غزلخوان ہے — مست بادہ جانان ہی لطف زندگانی ہے

چال کس سرو کی قیامت فلک یاد آئے — آج کچھ بہت اپنی طبع مین روانی ہے

منہہ سے کر لگی مینا آب خضر ہو مینا — پی کی اکدم جینا عمر جاودانی ہی

آئینہ یہ دوران ہی ہمین عکس جانان ہے — آپ اپنا حیران ہی آپ اپنا ثانی ہے

منہہ نہ توٹ پڑتا کر تو وہ آتی سہری کہر — دہنہ مین ہی یہ مجبیر قہر آسمانی ہے

سن کی والی روتی مین انسی سوتی مین — اونپہ نوحہ ہوتی ہین ہی وہ کہانی ہے

کور ہو گیا ہی کہہ نالہ سورش محشر — عین موت ہی لیکن اپنی زندگانی ہے

کھینچی ہی شبیہ اپنی اوسنی لاکھہ جانے ہے — سو قلم ہی لف اوسکی ہاتہہ اوسکا مانی ہے

٣٥٤

خواب مین وہ آئی کا کیونکر اب گمان ... / یعنی کب جدائی مین مجکو نیند آتی ہے

نخل وادی ایمن کردی بید مجنونکو / تیری رنگ مین لیلی یا رنگ لن ترانی ہے

آفتاب کا کہنا ہی شراب کو بیجا / کس لئی کہ شیشہ کا رنگ آسمانی ہے

عمر خضر تک ناسخ ہی ثبات ہمکو بہی

کو ہر سخن مین یہان آب زندگانی ہے

کیا ستم ہی اور کیسی لالہ زار آنکہون مین ہے / چشم بد دور آج ای ساقی بہار آنکہون مین ہے

کیون سفیدی اور سیاہی آشکار آنکہون مین ہے / عکس افگن کیا یہ زلف و روی یار آنکہون مین ہے

کرکی وعدہ شب کی آنی کا نہین آیا جو یار / بیقراری دل مین ہی اور انتظار آنکہون مین ہے

جام می خندان جو بی ساقی نظر آیا مجہی / جوش پر کیا گریۂ بی اختیار آنکہون مین ہے

کر دیا بسمل وہی جس سمت آ قاتل دو چار / یہ نگہ ہی یا کہ تیغ آبدار آنکہون مین ہے

دل مین اوس آتش کی کالی کی پڑیا گہر گیا / آج ہی جو پارۂ دل شعلہ بار آنکہون مین ہے

آج جو وہ پہول سا چہرہ نظر آیا نہین / نوک مژگان کی خلش مانند خار آنکہون مین ہے

قطرۂ اشک اب چاہ کنعان ہے خیال یار مین / طفل اشک اب یوسف رنگین عذار آنکہون مین ہے

بی سبب پہین غافل کم نظر آتا نہین / توسن عمر روانکا یہ غبار انکہو مین ہے

آتی ہین نکری و لسے داغ کی شکلو نکی سا / فرقت رشک چمن نالہ زار انکہو مین ہے

کوی جانا نکا تصور باندہ کر سوتا ہو مین / صحن گلشن دل مین ہے آبشار انکہو مین ہے

ہو گئی طاقت یہ ساقط تیری نظارہ غیر / اندنون تار نگہ بہی مجکو بار انکہو مین ہے

ظاہرا انکار ہی باطن مین ہون سرگرم عشق / دل ہی محو می گلگون خمار انکہو مین ہے

گہر سی تو نکلی تو باہر سی بہی نکلی ای پری / دیر سی اپنی نگہ امیدوار انکہو مین ہے

شکل دربان بیٹھی ہی اپنی نظر بیرون در / کسقدر ظالم ہجوم انتظار انکہو مین ہے

نکری نکری ہوا کر عاشق نہین آتا قرار / لخت دل جو ہی وہ ناسخ بیقرار انکہو مین ہے

آئینہ دیکہلکی تمنا ہو جسی دیدار کی / پتلیون کی بدلی انکہو مین ہے روی یار کی

صفحہ ہستی مین صورت ہی نہین آئینہ کی / ہر مرقع مین ہین تصویرین بس اپنی یار کی

اسقدر پتلی نکری ہی اوس رخسار کی / کہتی ہین ہستی سب اوسی سیری جسم زار کی

جا بجا تعریف لکہی ہی خط والد کی / چاہیی جدول مری دیوانکو زنگار کی

در ازل علم و عمل یافت بہم
صاحب ... شد و ... دارد ...
گشت حالی ہمہ ارباب ...
وا از صرم ...
عالم معقول ہمہ از بر داشت
علم منقول ...
گفت تاریخ وفاتش ...
گویا ہاتف ...

قطعۂ تاریخ

... ۱۲۴۹

ہین جو سالک جانتی ہین اپنی ہستی کو بہت دور
آبلونکو فائدہ کرتی ہی کاوش خار کے

کرتی ہو تعمیر اورونکی لئی قصر رواق
غافلو تمکو ملی قسمت مگر معمار کے

ہجر مین منہ سی لگاتی ہی جو اصد شیشہ
ہین لب فنجان می یا مارہ ہی تلوار کے

طور پر جو سی نی جسکا نام رکھا صاعقہ
ایک چنگاری ہی تیری آتش رخسار کے

پہلجھڑی کی طرح خط اپنا شرار افشان ہوا
گر کبھی لکھی حقیقت آہ آتشبار کے

بوی لف یار لائی ہی جو گلشن مین نسیم
ہوگئی تاثیر غنچون مین ہی تارِ مار کے

چہرہ اوس گل کا چمک جاتا ہی جسدم عین
بند ہوجاتی ہین آنکھین نرگس بیمار کے

لی تصور مین صبا بوسہ تو مرجہا گیا وہ گل
برگ گل کو تاب ہی بلبل تری منقار کے

دیکھنی آیا مرا جوش جنون وہ پری وش
آتش سودا سی گرمی ہی یہان بازار کے

باغ مین بی یار خواہش جو کی آتش نشان
ہی ہزارو مین وش منقار موسیقار کے

آبلونکو دیکھکر عبرت کرو اے ظالمو
اشک خونین روتی ہین آنکھین غریب ازار کے

پیکر نازک کو کافی ہی مرا آہ نگاہ
اوس بت کافر کو کچھ حاجت نہین زنار کے

شوق می نے کر دیا اسد جو مجکو جوان
محتسب سے راہ پوچھی خانۂ خمار کے

۳۵۶

تیری آنکھ خشک ہو جاتی ہین کیا پہری ہوئی | دیکھا ہو ناوک فگن خشکی لب سوفار کی
بی سبب تو لا نہین تم عتاب نے قیامت | روح شاید تشنہ تھی کسی میخوار کی
تیر سی لگتی ہی دل مین اوسکی لب کا تکلم یاد | جب نظر آ جاتی ہی سرخی لب سوفار کی
چھید لاکہون ناوک غم سی ہوی سینہ مین | ہین تصویرین کسی کی روزن دیوار کی
ای جنون صحرا نوردی نی کیا زور انقلاب | یاد مین بند ہوا مین مسی ہیمان خار کی
چاندنی سی شہاسی دیکھتین کہان ناچیچ | فکر کیا ہی بند ہون میری تن انوکار کی

۳۵۷

عندلیب روح ناسخ اوڑ کی پہنچی خلد مین
ہو پر پرواز الفت جعفر طیار کی

ہی محبت سب کو اوسکی ابروی خمدار کی | ہند مین کیا آبرو باقی ہی تلوار کی
سختی کرتی ہی الفت ابروی خمدار کی | آدمی کیا جبکہ چھٹ جاتی کمر تلوار کی
وصل کی شب چاندنی پوہی چلی چاندنی | منتین کرتا ہون ہر جا سر دیوار کی
استرا پھرتی ہی یار پہ ہی وہ خط | چال اس کم بخت نی سیکھی ہی کیا پرکار کی
جو کہ مین جان بخش اون کا حافظ جان | دی مسیحا کو جو ایذا کیا ہی طاقت وار کی

ایضاً گفت تاریخ وفاتش ۱۲۴۹

ایضاً ۱۲۴۹

٣٥٨

بندہ ہو جائی دیر تو بہ توڑا ہدم نہین
ہو قیامت بند اگر دیکہون دوکان خمار کی

گر سبو ہاہی وضو پر ایک ستیانہ [illegible]
مسجد جامع بہی ہو ساقی دوکان خمار کی

نقد جان دیتی ہین اور یوسف کو سانچی [illegible]
راہ بہی نکلی نہین ہی چیدا ہی بازار کی

نشئہ می کا گمان کرنی لگا [illegible]
دیکہکر سرخی ہماری دیدہ خونبار کی

کہہ بہی میر استنطا ہی یار کا [illegible]
روزن در مین ہی صورت دیدہ بیدار کی

سوزن اگر [illegible] ہوتی نہین [illegible]
پاسبان زنجیر پاہی [illegible] جسم زار کی

کہتی ہو تم خواب مین آتی ہو تو سوتا کبہی
خوب کی برباد محنت دیدہ بیدار کی

پانی بہر آتا ہی قاتل ہمارے منہ مین
میان لی لیتا ہی جب منہ مین زبان تلوار کی

باغ عالم مین کہان ہی کوئی مسیحا [illegible]
روز کرتا ہون عیادت نرگس بیمار کی

بزم می ہی عالم آب آنا [illegible] اعضا [illegible]
منہدم ہو گی عمارت گنبد دستار کی

داغ سر مین جوش سودا مین گل گل [illegible]
شل گلبن یا [illegible] کب ہی شکایت خار کی

وہ خدا کا دست ہی اور دست اوسکا خدا
کیون نہو ناسخ محبت حیدر کرار کی

ہوئی محفل کی محفل قتل تیغ ابرو سے — مشابہ شمع سوزاں ہو گئی حلقوم بسمل سے

محبت زیست ہے مجھکو تھی اک زنجیر شمائل سے — مری لاشہ کو دینا غسل آب چاہ بابل سے

زیادہ بار الفت اوٹھ سکا کب ناتوانوں سے — محبت مجھکو کافی ہی تری حنائی گل سے

مگر لیلی کو مجنون کر دیا تیری محبت نے — کہ آواز جرس ملتی ہی آواز سلاسل سے

نہین ہے خوف کچھ جرات سو تشبیہ قامت سے — تمام اعضا تن کو کیا ہی نسبت مصرعہ سے

پئی تسکین دل تصویر شیرین جسے کھود سے — بنائی کوہکن کی لوح تربت سنگ بسمل سے

کسی دن پاؤن اپنے ہوتی تھی اوس لب دریا — حباب آ آکی تنک سر ٹیک جاتی ہی ساحل سے

تری آواز کیا انسان کی تو حس کرتی ہے — کہ شہنا بھی نہین ہی کم گلوئی عندلیب سے

وہ بحر حسن ہے جسکا ثابت قدم ہی کشتی تن اپنا — نکل سکتا ہی کب آب روان آغوش ساحل سے

جہا نہین خشک تر ہوتی ہے مشتاق بیاد سے — نمایان صورت آغوش ہی گرداب ساحل سے

سمجھ کر سہل توڑا تو نے بیری شیشہ مے کو — غضب اے محتسب ہوگا شکست شیشہ سینے سے

چراغ آفتاب ایسا نظر آیا ہی روشن — ملا ہی کیا اسی روغن تری حنائی گل سے

گریزاں ہی خدا کسی سے بندہ تجھ سے کیون اپنا — رعیت کو محبت ہوتی ہی سلطان عادل سے

جو آنکھیں سو گئیں دل خوابِ مجنوں کو لگی | نہیں ہشیار وہ جن کو جنبش سے غفلت ہی فکر سے
پنچھو و ساتھ ہی ابرو سفید و سیاہ نگو | ضرر کا خوف کیونکہی کرتی ہی جو فاضل سے
کلا بی کا مڑ لگا ہی تو ہم سر مسعد کو | لہو میں اپنی حق چھڑکتا شمشیر قاتل ہی
کمالِ عشق ہی آنکھوں کی آنکھ ہی قدم | نہاں ہوتا نہیں خورشید مہر ماہ کامل سے
وہیں طفلاں ایسی پھرتی کلی کری کرتی | کیسی دیوانہ تو ہی ہمیشہ نگر کلسی
سحر ہائی کی آئی ہی آتی ہی بانگ جرس | سمجھی کم نہیں ابی اہل غفلت کچھ ہی محلسے
روش قمل کی ہی پیالہ کی ہی جام لگی دین | مجھی فرقتین کیا ہو انس سبحان کی محفل سے
کہاں بولتا او بلبل کی ساتھ ہی دن میں | نہیں آواز زنگ کاروان کو کام منزل سے
میری گھر آیا آج ہی کس ماہ تابان کے | کہ شمع اُن کرم شب تاب اوٹھ جلی ہی شمع محفل سے

جو ہی ممدوح اوسکا بس وہی ممدوح ہی ہوگا
نہیں ناسخ ذرا تشبیہ لفظ جسمانی قاتل

جو ابھی لوٹ دی جا ہی گل آئینہ بسمل ہی | گلستانِ قتل کا سیدان ہی تیغ قاتل سے
صدا ہر صبح آتی ہی درا ہی نالہ دلی | نکل جاتی ہی الگ دن لیلیٰ جان ہی محمل سے

۳۶۰

پی تحسین زاہد خدا کا ذکر کرتا ہی — کیا کرتا ہی یہ گویا درم عقد انامل سے
مری آغوش سی وہ بحر خوبی کیون کنارا ہے — کوئی دریا نہین کرتا کنارا اپنی ساحل سے
سراپا وہ پری پیکر دلا پتلا ہی جادو کا — خمیر اوسکی ہوئی کیا خاک آچاہ بابل سے
نصیحت ہے منجم شاعرونکو کہتی ہین اکثر — زحل ہی نحس و نسبت نہ رو مہ پارہ کی تل سے
یہ ہین اشعار شور انگیز اک سطر کی آئین — کہ اوراق اپنی ہوا نکی مشابہ ہین جلاجل سے
درخار اکر ہی بند صحرا رو اور آو — بہری ہین جام آنکھونکی شراب اشک قاتل سے
فلک چاند کو مجنون نی جب دیکھا تو سمجھا — کہ لیلی جہانکتی ہی منہہ نکالی اپنی محمل سے

ولہ

یہان قتل کا پیالہ ہی یان سیکی پیالی ہے — مرا محبوب میکش کیا زہد لاابالی ہی
عجب انداز سی ساقی ہتہیلی پر پیالی ہے — لب رنگین نہین لعل بدخشان کے ہیالی ہے
مصیبت ہے مصیبت عاشقی نی جو چلالی ہے — دلا جو مرثیہ کی بیت ہی وہ شعر خالی ہے
دل پرخون ہی شیشہ چشم تر ہیکو پیالی ہے — بہری ہین خم اگر کیا کام اپنا تا تہہ خالی ہے
لہو کیا کیسی ہی فیاض ہمت تیری عالی ہے — فلک تیری گدا کی ہاتہہ کا جام سفالی ہے

تری فیض قدم سے ہے جوان گلزار آفاقی ہے — بدن کی قرب سے جاندار تصویر نہالی ہے

شب آئینہ کے سب تیری پیدا ہے بہشت آئی ہے — دو ابرو داں فراق یار کی کیا رات کالی ہے

کہاں ساقی کی جنت کیفیت ہے حنائی — کہ تلخی میں شراب وصل کی لب کی گالی ہے

بزنگ تیر دل میں لگتی ہے چتون کی کالی — لب آب فانی قاتل تری ہونٹوں کی لالی ہے

قدم رکھا کہ سکون محفل میں رعنائی — کہ میری جان کو شیرین زبان پر شیر والی ہے

نہیں معراج میں بیتاب ہے ونکی طرح تہہ پر — جو ہی جالی کی کرتی ہی صنم و غنچہ کی جالی ہے

زمین پر لوٹتا ہو نہیں اوس کی آرام بستر — شب فرقت میں ہم بستر تصویر نہالی ہے

ہو نکامی کشتی میں بہار عرق نشہ میں — نہیں گردون شیشہ پیالہ خالی ہے

نہ پائی ریش قاضی تو لیا عمامہ — مزاج ان سیفر و شونکا کیا لا ابالی ہے

کمال انسان نے پیدا کیا جو گاو زمین — تفاخر کیا زمین ایک گاو نی سر پر اٹھالی ہے

گران گوش ایسی ہی گر تو ہی تعجب کیا — کہ تیری گوش نازک کو گران بالی ہے

چراغ روی جانان آہ روشن ہی حقیقت — تو بس قندیل کی جالی بری ضمیر کی جالی ہے

بلا گردان شمع عارض جانان ہیں ستارے — فلک بزم جہان میں مثل فانوس خیالی ہے

شبِ یلدا وصل کبھی کیا جو کہ از خط و پیشانی یار ہے | جو سوئی کاکل پیچاں ہے تصور میں خیالی ہے
جو کیفیت ہے ہی ہم تم پی اس نگہ نے کیا آج ہمیں | کہ نرگس کے کٹورے میں ساقیا اک جام خالی ہے
دکھاتی ہیں بہار چشم پُر آب سب رنگ بیتابی کے | ادھی اس کی سکینی سی ہمانی پائی جا کی ہے
چمن میں ات ا کا من تو باغباں ہی | تری جاروب کشی کی تو کرتی ہیں لونگیں دائی ہے
جو اس کا نام لیتا ہے وہ بن جاتا ہی دیوانہ | کہیں اب سن پری کا نام کو عامل جلالی ہے
قفس میں کیوں نہ پیچ و تاب میں ہم تو بلبل سے آئی | چمن میں کیا کیسی کوئی ڈالی تو اڑا آئی ہے
رہا دیں غیر تو ہم کام سے امید لا حاصل | دلا ابر آبرو ریزی جہاں میں خشک سالی ہے
نہ کیوں زرد رو کی کھینچواں آہیں تجھ بن ہمیشہ | ہوائی ہی دو چار ہی ہوائی بنگالی ہے
ہزاروں تہ بالا کیے مضمون ایک آن میں | رسا تا عالم بالا ہماری طبع عالی ہے
زر گل ہی کدازی شعلہ خوبہ تیری پرتو | کہ جو گل ہے چمن میں ایک سونے کی کٹہالی ہے

چمن میں جیسے نرگس کل یہاں ہے سخن ناسخ
جلال اپنا زیادہ کیوں نہ ہو بارہ جلالی سے

کسی جو ہی ظالم تیری تو تاریں گرے | ہے حشر کی میدان سی بازاریں گرے

٣٦٣

ہی داغ جنون سی تن زار مین گرمی
یہان آتش گل سی ہوئی ہی خار مین گرمی

کیا بند ہو ا دفن تاریک مین ہو گے
کچھہ بھی نہین گرما کی شب تار مین گرمی

ہین داغ مری سر کی جنون مشتعل ایسی
خورشید کی مانند ہی دستار مین گرمی

ہین قطرۂ شبنم لب گلبرگ پہ تبخال
کس حسن کی آتش سی ہی گلزار مین گرمی

ہر عضو دہکتا ہی پڑا آتش غم سے
ہی تپ سی زیادہ اپنی تن زار مین گرمی

ہر دم یہی کہتا ہی مری جلتی ہین تلوے
ہی رنگ حنا سی کف پا یار مین گرمی

ہی آگ مین ہمسایہ انکھون نہین ہین تل
ایسی ہی مری دیدۂ بیدار مین گرمی

گل جلنی لگی دید چمن کو جو وہ آیا
آفت ہی غضب ہی نگہ یار مین گرمی

زرد انکھین ہوئین صاف خلل ہی یہ قضا کا
پیدا یہ ہوئی نرگس بیمار مین گرمی

تپہ مین شہر مین مری لب پی ہے عشق
داغون سی کہان لالۂ کہسار مین گرمی

سب جسم مری جلتی ہین شعلہ کی طرح سی
بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی

ہی شعلہ صفت روزن مجمر کی طرح سی
تہتی ہی تری روزن دیوار مین گرمی

کیون سوزش غم ہی اسی چاک مین اپنی
کم ہوتی ہی ایوان ہوادار مین گرمی

بل کہاں ہی زلف مین عالم ہی مین کا — شعلہ کیطرح ہی تری رخسار مین گرمی
بجلی کی طرح کیون نہ چمک جاتی ہی آ — کیسی ہی تری توسن سودا مین گرمی
جاتی ہی سر اک آہ شرربار فلک کو — ہی میری ہی دم سی کرہ نار مین گرمی
اس طرح کی جلجاتی زبان شمع کی مانند — ہی سر سی قدم تک مری بیمار مین گرمی
ہر بات مین منہ سی نکلتا ہی مرے دم — یاد آتی ہی جسدم تری گفتار مین گرمی
ساقی کی جدائی مین ہوئی آتش مے سی — دوزخ کی طرح خانہ خمار مین گرمی

کس برق تپان سوز کی موزون ہوئی اوصاف
ناسخ نہو کیونکر ترے اشعار مین گرمی

٣٦٥

ایضاً

سودا ہی مجکو عشق خط سبزرنگ سے — ممکن نہین کہ عقل زائل ہو بنگ سے
خوشبو یہ ہی تری دہن غنچہ رنگ سے — شرمندہ ہی گلاب کا پنجہ تفنگ سے
ہشیار ہو کبھی نہ جلے عشق مست اگر ہو — نسبت نہین دلا ہی مستونکی جنگ سے
لکھ لکھ کی حال اوسکی محل پر اڑائی — قاصد نہین دلا کوئی بہتر پتنگ سے
تو زین جو یاد تجھ سی جہا نین نہ چین — بیٹھا گیا نہ کوئی مین تیمور لنگ سے

ہمخواب تجھ سے ہوا نہ کبھی مجھسا ایک شب — پایا ہون نئی آج مجھکو اوتار اپلنگ سے ہی
ہر امر مین خیال ہی مجھکو مآل کا — ایذا ہی صلح یار سے لیکن ہی جنگ سے ہی
گوشِ رقیب تیر حسد کا نشانہ ہو — گر آنے میری کان مین باتین تفنگ سی
گل کر دیا چراغ ہماری حیات کا — نکلی اوڑا ئی تو نی نگہ کی خدنگ سے ہی
ہوتی ہین یا ورعشق مین سودائیان کہی — ثابت ہوا ہی مجھکو اجل کی درنگ سے ہی
گذری جو باغ مین وہ سوار سمند ناز — گلگون ہی آگی بڑہ نسکی گل کی رنگ سے ہی
ہوجاے پیش یار مصور ورق سفید — تصویر گر کھیچی ہی پری چہرہ کی رنگ سی
تصویر مین بہی لب شیرین تو کوہکن — کہتی لگا نکالی ہین یاقوت سنگ سے ہی
پہنچون مین نا توان ہوا گر کوئی بارتنگ — سوراخ مور کم نہیں مجھکو سر نگ سے ہی
باد بہار سی ترسی گلکو یہی چال ہی — ٹہوکر کی ساتھ پہول نکلتی ہین سنگ سے ہی

پیک اجل سی ہاک کی بہنا محال ہی
ناسخ حصول کچھ نہیں مشق ملنگ سی

تمام شد

کسی ای زمانہ شاہ عادل
زینت دہ تخت شاہ عادل
رشک شاہان ... چتر و دیہیم
بنیاد جہاد و جور برکن
طرح انصاف و عدل افگند
بادا صد و بیست سال ابد

تاریخ نہر

نہر عسل جنان و انہار لبن | اس حوض نفیس کی ہین طالب اغب
آب عبادات مین دل خلق ہی پیہ حوض | توصیف سکی ہی مضمون پر واجب
یہہ چشمۂ فیض اوسی سی جاری ہی جو شاہ | ہی چشمۂ فیض کردگار واہب
کوثر مین اور اوسمین اتنا ہی فرق | حاضر ہی یہہ حوض اور وہ ہی غائب
اس مصرع تاریخ مین اغراق نہین | ہی نہر جنان یہہ حوض پاک و طیب

۱۲۵۳

تاریخ سڑک

خسرو ہند ابو الفتح معین الدین است | بہ تک شاہان جہان بادشہ ہندستان
تعزیہ دار جگر بند جناب زہرا | حامی شرع نبی عاشق شاہ مردان
سالک راہ یقین خسرو دین پرور | بہ دو چار دہ معصوم قبول یزدان
ہست خورشید جہان تاب بزر افشانی | دست در بار جنابش چو سحاب نیسان
چون سڑک ساخت بنا مصرع تاریخ بگفت | ہست این نوع سڑک جادۂ راہ ایمان

۱۲۵۴

ایضاً

تاریخ عطای خلعت ها

صاحب اقبال علم و فضل باد
باد شهر را ضیای بود از وی مرام
حامی او حضرت شیر خداست
ناصر او حضرت خیر الانام
مصرع تاریخ مولود سعید
آفتاب جاه او فتح احتشام ۱۲۵۳

جناب ابوالفتح نوشیروان
خدیو زمان بادشاه جهان
مددکار او سید انبیاست
نگهدار او ... [illegible]

[illegible]

سال تاریخ جشن سعد جلوس	که جلوسش است میمنت مانوس
هست این مصرع ای خدای کریم	باد فرمان روا بهفت اقلیم ۱۲۵۳

تاریخ تولد

حکومت بنوشیروان زمان	زمه تا بماهی مبارک بود
به میرزا محمد تقی خان پسر	بفضل الهی مبارک بود
نشاط و طرب های جشن چهٹی	بایوان شاهی مبارک بود
نبیره خداوند اقبال و جاه	بعالم پناهی مبارک بود
خرد سال مسعود مولود گفت	بظل الهی مبارک بود ۱۲۵۴

تاریخ تولد

چون عظیم الشان جلیل الشان پسر	یافت از الطاف خلاق انام
یک جهان را جشن عشرت خانه شد	خرمی شد عام اندر خاص و عام
درة التاج شهنشاه زمان	زیب اورنگ شه عالی مقام
یا الهی تا صد و سی سال باد	در حضور خسرو ذی الاحترام

[illegible]

تاریخ ... شاه

مثل رستم ہین پیادی بیحساب	اکبر افراس سب فراسیاب
ہی عمارت بین عیان اوج فلک	پاسبانی کی لئی فوج ملک
ہی سواریمین عجب شان و شکوه	فیل سب محمود ہین مانند کوه
ابر رحمت ہی سواری کا غبار	ہر طرف باران زر ہی بار بار
فاخره خلعت عطا کرتا ہی روز	تور ہی بی منت عطا کرتا ہی روز
فیض شہ ہی موسم گل کی مثال	کر دیا ہی باغ عالم کو نہال
غیرت بیت المل ہی تخت شاه	نیر اعظم ہی نجم بخت شاه
یہہ ابو الفتح معین الدین لقب	ہو صد و سی سال باعیش و طرب
ہند کو آباد اسنے کر دیا	خرم و دلکو شاد اسنے کر دیا
روز مظلوموں کو یہہ دیتا ہی داد	جب تلک دل کی بر آئی مراد
اوسکو ہو دیدار امام عصر کا	ہو سیہ سالار امام عصر کا
اسکا جو بد خواه ہی جنجال ہی	لشکر قہار کا پامال ہی
اسکا حامی ہی محمد مصطفی	اسکا ناصر ہی علی مرتضی

مبارکباد

عید اضحی به شهنشاه مبارک باشد

بلکه صد عید به هر ماه مبارک باشد

تہنیت

قطعه دعائیه

جوش بکلاهی صد و سی سال مبارک باشد
شده درست از فیض بخشش عالم
تا کلاهی صد و سی سال مبارک باشد
صد و سی جشن جلوس شه ما زنهار
تاج خدای صد و سی سال مبارک باشد
داوری داد گری تا ابد باد بعهد
دین پناه است صد و سی سال مبارک باشد
صاحب تیغ است که در مرقع جهان
پادشاهی صد و سی سال مبارک باشد
تا که در فلک باد بر کره زمین

هفت سیاره بفرمان تو با هفت فلک — هفت اقلیم بحکمت بهوای داور هند
حالت هند تبه بود بجور ظلمت — للّه الحمد که شد معدلت شیاور هند
سر اعدای تو پامال سپاه تو بود — تا ابد باد تهٔ پای مبارک سر هند
کهکشانست نشان تو فلک نقّاره — کثرت ثابت و سیاره همه لشکر هند
سکه بر سیم و زر مهر و مه ای شاه بزن — ای فدای قدم تو همه سیم و زر هند
هست عالم بدم رشک مسیحت زنده — روح خاک قدمت شست پی پیکر هند
ز جنود تو سوار اختر ترکستانست — هست آوا ز غلامان در تو اختر هند
صحت و عافیت و سلطنت تو باشد — تا زمانیکه بود زیر فلک کشور هند
هست نعل شه ما افسر شاهان دگر — حالیا کشور دیگر نبود همسر هند
تاج پرنور سر پاک معین الدینست — بشعاع و بضیا پادشه خاور هند

مبارکباد

جشن شاهی صد و سی سال مبارکباد شد — بخت کلاهی صد و سی سال مبارکباد
تخت دودهیم ابوالفتح معین الدین را — یا الهی صد و سی سال مبارک باشد

۳۷۱

غم میں امام باڑہ سیہ پوش ہوگیا — یہہ جا ہی اشکباری خیر الانام ہے

سونا تمام کعبہ پرستوں کو چاہیے — روتا یہاں خلیل ہی یہہ وہ مقام ہی

زمزم غم حسین میں بنا ہی چشم تر — پر آب چشم چشمۂ کوثر مدام ہے

بانی ہی اس ضریح مقدس کا وہ جناب — جو تاجدار ہند شہ خاص عام ہی

نوشیروان عدل ابو الفتح فتحیاب — دریای فیض و ابر کرم لا کلام ہی

دیدار امام عصر کا اسکو نصیب ہے — مومن جو ہی یہہ ورد او صبح و شام ہی

تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوی — بولی ملک ضریح قبول امام ہی

مدح

ورای ابو الفتح سلطان غازی — خدای ابو الفتح سلطان غازی

ذکای ابو الفتح سلطان غازی — دکای ابو الفتح سلطان غازی

رجای ابو الفتح سلطان غازی — خدای ابو الفتح سلطان غازی

بود ہمچو ادریس و خضر و مسیحا — بقای ابو الفتح سلطان غازی

ز روز ازل مرغ سدرہ نشیمن — ثنای ابو الفتح سلطان غازی

تاریخ جلوس میمنت مانوس ابوالمظفر معین الدین غازی الدین حیدر شاه زمن بادشاه غازی

بحمد الله که با اقبال و دولت — بتخت زر جلوس شاه گردید
زمین و آسمان یک بزم عیش است — ز ماهی تخت می تا ماه گردید
مبارک باد ای آفاق عالم — طلوع آفتاب جاه گردید
ندا آمد بگوشم زود یا رب — که شاه امروز شاهنشاه گردید
پی سال همایون جلوسش — بگو ناسخ ز ظل الله گردید ۱۲۳۴

تاریخ جلوس مع دن شاه زمن بتخت مرصع و وزیر اعظم شدن معتمد الدوله بهادر

چون شاه زمن صاحب دو انصاف — شد بهر اورنگ مرصع جالس
گردید وزیر اعظمش ضیغم جنگ — بوده است بمضمار فراست فارس
از نصفت شاه شد قوی هر مظلوم — وز جود وزیر شد غنی هر مفلس
سازد قدم شاه خزف را یاقوت — وز خاک در وزیر زر گردد مس
تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر — شه اسکندر و وزیر ارسطاطالس ۱۲۳۴

تاریخ مولد همایون فرزند ارجمند جناب اسد علیخان

شد امروز مولود مرزا محمد — بکن طول عمرش عطا یا الٰهی

پی سال مولود او گفت ناسخ — بثروت بود و ابها یا الٰهی ۱۲۴۳

تاریخ ختنه

امیدم هست کز فضل تو باشد — خدایا ختنهٔ مبارک همایون

رقم کردیم ناسخ سال تاریخ — که بادا ختنهٔ مبارک همایون ۱۲۴۴

تاریخ مخلع شدن حسین علیخان بهادر

چون جناب امیر ابن امیر — یافت وقت سعید خلعت سعد

بهر تاریخ آنک هاتف غیب — دوش ناسخ شنید خلعت سعد ۱۲۴۴

تاریخ کدخدائی فرزند احمد حسین علیخان بهادر

بمرزا محمد تقی خان الٰهی — مبارک بود شادی کدخدائی

همیشه بود والد با جدش شاد — فزون حشمت و جاه و اقبال و ...

احباش باشند خرم الٰهی — دل دشمنان باد پر غم الٰهی

جهان از فیضش بود کامیابی — کند دست گوهر فشانش سحابی

تاریخ مخلع شدن ... فهیم محمد خان بهادر

تاریخ اختتام صحف مصنف ... ۱۲۴۵

ولہ

چون شفا شافی مطلق بخشید | میشود دور کنون ضعف بدن
سال تاریخ شفایش ناسخ | زد رقم رفت تب نوبه من ۱۲۴۵

ولہ منہ

بعد الحمد کہ ماندم محفوظ | سر ز تیغ و قدم از بند بلا
سال این رد بلای ناسخ | گشت مرقوم کنم شکر خدا ۱۲۳۵

تاریخ فتح یافتن نواب آصف الدولہ بہادر

مژده ای ناسخ کہ با اقبال وجاہ | بر عدو نواب آصف فتح یافت
از پی تاریخ این فتح مبین | ہان بگو نواب آصف فتح یافت ۱۲۰۹

تاریخ تولد فرزند جناب جانجانا وارث علی

یافت چون مخدومنا وارث علی | پور خوش اقبال از تفضل اللہ
گفت تاریخ تولد ہاتف | روز جمعہ بستم شوال ماہ ۱۲۲۶

تاریخ مسجد

۳۷۴

۳۷۵

تاریخ تولد فرزند ارجمند نواب محسن الدوله بهادر

محسن الدوله بهادر ذی کرم — صاحب اقبال و اجلال و حشم
از خدا فرزند گل اندام یافت — کامران در خلق بود و کام یافت
عمر او یارب صد و سی سال باد — چون سکندر صاحب اقبال باد
محفلش از خرمی شد بوستان — همچو گل گشتند خندان دوستان
بهر تاریخ چو در ناسخ نسفت — نو گل بستان سلطانی ست گفت

۱۲۳۶

تاریخ جلوس نواب سعادت علیخان بهادر

خداوندا یمین الدوله در دهر — حکومت را صد و سی سال باشد
خرد سال جلوسش چند (؟) گفت — بجاه و حشمت و اقبال باشد

۱۲۱۲

تاریخ وفات شاه عالم بادشاه

ختم شد سلطنت حضرت تیمور (؟) — کرد ملک عدم آباد شه کشور هند
سال تاریخ پی رحلت شاه عالم — گفت دل آه (؟) بادشه کشور هند

۱۲۲۱

تاریخ وفات نواب آصف الدوله بهادر

سید مخدوم از جهان رفت / گفتند بزرگ و خرد صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخ / مخدوم زمانه مرد حیف
۱۲۳۹

تاریخ وفات مرشد دوران مجتهد کربلای شاه شهیدان

حیف بود آنکه خضر راه هدی / راهی کشور بقا گردید
شد سیه خانهٔ عالم هر سو / حشر و رستاخیزش بپا گردید
در عزایش وظیفهٔ عالم / نوحه و ناله و بکا گردید
چه غم است این که قبلهٔ عالم / بانی مجلس عزا گردید
چون بمسجد نرفت بهر نماز / طاق از بار غم دوتا گردید
مهرهٔ سجده شد کف افسوس / سبحه چون سلک اشکها گردید
شد رخ صبر با خراشیده / جامهٔ ضبط ها قبا گردید
کرد یک عمر اجتهاد و ولی / نه بیک حرف او خطا گردید
هست سید علی امام شریف / از سمک شهره تا سما گردید
هست ماتم کشش است بر سر دل / سینه ها تعزیه سرا گردید

تاریخ وفات نایب آصف الدوله بهادر

۲۷۶

میر محمد تقی تخلص میر

شد زجهان میر محمد تقی | داغ زبے مہری اہل جہان
تاریخ تاریخ وفاتش نوشت | واویلا مرشد شاعران

۱۲۲۵

تاریخ وفات محمد غنی سوداگر

بسکه بر سر زد مرگ غنی | نیلگون شد کف دست از صدمه
گفت تاریخ وفاتش تاریخ | کمر اشکست از صدمه

۱۲۳۰

تاریخ فوت حیدر علی ہاتف تخلص

چون ہاتف خوش کمال خوش گو | جان را با جل سپرده حیف
تاریخ وفات گفت تاریخ | ہاتف بشباب مرده حیف

تاریخ وفات انور علی بیک استاد محسن الدوله بهادر

۱۲۳۳

انور علی ازفنا چنان مرد | هر کس که شنید گفت صد حیف
تاریخ وفات او نوشتم تاریخ | افسوس ای غم محرم افسوس

۱۲۳۸

تاریخ موت صابر بخش

تاریخ وفات مرزا حسین

تاریخ وفات والده

تاریخ وفات برادر بزرگوار جناب سید علی اوسط

ز دنیا سید عالی مناقب — بجنت بهر پابوس علی رفت
نوشتم سال تاریخ وفاتش — صدا فسوس ازجهان سید علی رفت

تاریخ وفات مجتهد کربلای معلی

چون زجهان حضرت سید علی — آه سوی جنت ماوا برفت
قافله طاقت واشک و فغان — از بدن و چشم و دل ما برفت
ناسخ تاریخ وفاتش نوشت — رهبر دین آه ز دنیا برفت ۱۲۳۱

تاریخ وفات فرزند قبلتی وکعبتی مرزا کاظم علی خان

رفت چون مرزا محمد باقر آه — بست و دو ساله بفردوس برین
گفت ناسخ سال تاریخ وفات — حشر با و ابا امام المتقین

تاریخ وفات مرزا محمد علی بیگ کامل خط النسخ و نستعلیق

چو مرزای ... جستاع دوران — زناسوت شد سوی لاهوت حیف
پی سال تاریخ این بیخ ناسخ — بگفتا خرد رشک یاقوت حیف ۱۲۲۹

نجابت علی شاه ازین دار رفت　　دلا صاحب حال مجذوب مرد
شماری اگر زبره بهم بینات　　بگوی پی سال مجذوب مرد ۱۲۳۴

تاریخ وفات مرزا قتیل

شاعر معجز بیان مرزا قتیل　　رفت ازین عالم سوی باغ بهشت
کلک ناسخ سال تاریخ وفات　　سعدی شیرازی ثانی نوشت ۱۲۳۳

تاریخ وفات شیخ احمد بخش مسعود اکبر

ماه ذیقعده بیست و چارم　　بخدا جان سپرد احمد بخش
گفت تاریخ وفاتش ناسخ　　آه ای وای بمرد احمد بخش ۱۲۳۵

تاریخ

دریغا که مرزا محمد امان　　بصد غم ندیم است بی فاطمه
شده سال این غم چو گفت این حزین　　حسینم یتیم است بی فاطمه ۱۲۳۵

تاریخ وفات میرزا حسین علی محنت

دلا المیند من محنت تخلص　　ز دنیا کرد رحلت وای افسوس

تاریخ دیوان از مبینات حروف عدد مجموع خ ر اس ن وان دی

پانصد و پنجاه ال ی او لف و ن و ن لف ب ی ی

هرگاه که عدد زبر و بینات هر دو جمع کردیم مجموعش یکهزار و دوصد و شصت

و دو شد همین سال تاریخ تصنیف دیوان اول است و نام تاریخی

دیوان دوم از مصنف که در پریشان آمده دفت الآباد و اسم تاریخی

امیر محمود فقیر پریشان نام تاریخی دیوان سوم امیر علی اوسط تخلص به

تاریخ وفات شیخ صاحب از اشک

دفن شعر

مقتدای من استاد من قبله من — حیف کرد دیده خاک نهان واویلا

رشک تاریخ پی لوح مزارش گفتم — مرقد تاریخ اعجاز بیان واویلا

تاریخ دیگر بس علیو

در کانپور ... شنیدیم — زین جهان منتقل شد از خلد جای تاریخ

سال وفات جستم تاریخ شد ... — صد حیف های تاریخ صد حیف یا ناسخ

تاریخ در دائره مؤتلفه که به بحر هزج و رمل و رجز خوانده می شود